UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234217
UNIVERSAL
LIBRARY

۱۷۹

تاریخ اودھ

۹۵۲۶۱۸

جلد اول

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک
بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم
واجد علیشاہ بتحقیق و مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلی
فارسی مہاراجا ہائی اسکول اودیپور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات وغیرہ

فروری ۱۹۰۹ء

[illegible]

تاریخ اوده

مصنفہ مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبدالغنی خان - ابن مولوی
عبدالعلی خان ابن مولوی عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید خان

چونکہ مصنف ہمارے صمیمی دوست ہین اس لئے ہمنے اونکی تصویر کو اس
حصے کے ساتھ شایع کرنا مناسب جانا - مصنف کا نسب نامہ یہی ہے
جو ہمنے لکھا تاج التواریخ مین غلطی سے دوسرے طور پر لکھدیا گیا -

ایس بن علی مالک مطبع

MAULVI MOHMED NAJMULGANI.

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

چمن مین شجر - شجر مین گل تر - گل تر مین ثمر - ثمر مین شکر - دہن مین زبان - زبان مین بیان - بیان مین حسن - حسن مین ادا - کسنے پیدا کی - ؟ صنعت کردگار نے - قدرت افریدگار نے

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے — ہر تان مین ہر صدا مین تو ہے
پتا ہو کہ پہول ہو کہ بلبل — ہر رنگ مین ہر نوا مین تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہی ؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہے - جیسا کہ پھول مین بو - اور آفتاب مین ضو - یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے - مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا ضرور نام لین - اونکی وجہ سے دنیا توحید پر قایم ہی - جس دین کی اونہون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اوسیطرح زندہ و توانا ہی - وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے مین پکارے جاتے ہین - تمام دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ موجودہ سائنس سلطنتون کے اولٹ پھیر - اونکے قوانین - اور اوس کتاب کو جو اونکی ذریعہ سے دنیا مین آئے ذرا بھی نہ بدل سکے - جو بو وہ اپنی زندگی مین اونہون نے

لگا یا تہا اور جس کو اونہوں نے اپنے اور اپنی اعزہ و اقارب کے خون سے سینچا تہا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہی - اوسکی جڑین زمین کے انتہائی حصے تک پہنچی ہوئی ہین - اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکہا ہے - اور خداوند تعالے کی کروڑہا مخلوق اس درخت کے سایے مین آرام پارہی ہی -

مناجات

اے دو جہان کے خالق - اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمین ایمان کی توفیق دے اور ہماری زندگی کی عزت کی زندگی بنا - اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچے وارث بنین - اور ہماری بددینی اور ناراستی - اور بداعمالی کو معاف فرما - تو بڑا مہربان اور کل عالم کا نگہبان ہی - توہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے - توہی جلاتا اور مارتا ہی - توہی بناتا اور بگاڑتا ہے - تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا -

تمہید تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کیے وہ مختلف الاقسام ہونے کے ماسوا زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوئے ہین - ابتداے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اوسکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین لائے گئے لیکن زمانہ کے استداد اور خواہشون کی کثرت نے اون ابتدائی قواعد سے نتایج ضروری کا استنباط شروع کیا - جسکا نتیجہ آخری بمقتضاے تمدن قیام سلطنت ہوکر کفیل حل مشکلات عوام ہوا - شاہی احکام نے حسن اسلوب اور سہولت کے ساتھ نہایت امور کے

سر انجام میں مستعدی کا اظہار کیا وہ قابل دید وشنید ہیں ۔ لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور طفولیت
کے اطوار و انتظام حسن کو قرن گذر گئے کیونکر تم تک پہونچے ۔ یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے
دنیا میں کوئی انسان بلا اعانت غیرے اپنی زندگی بسر نہیں کرسکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر
حیات کا دار و مدار ہے باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہیں جسکا حسن و قبح کچھ وہی
آنکھیں دیکھ سکتی ہیں جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے ۔
موالید ثلثہ میں حیوان اور حیوان میں انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز وضع پر مخلوق کیا گیا
ہے جو عالم امکان میں خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے ۔ گو انکار اس سے بھی نہیں کہ جمادات و نباتات
کے واسطے قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو ۔ الا عدم طاقت لسانی اون کے اظہار کیواسطے
سد باب ہے ۔ الغرض قطع نظر مذہبی اصول کے عقلا بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریوں کا
مرکز قرار پاتا ہے ۔ مگر دنیا میں ایک خاص گروہ انسانی ایسا با عظمت و شان کام اپنے ذمے
لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے ۔ حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین سے ہے ۔
جنھوں نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
مقام غور ہے کہ اگر طبقۂ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی
شخص بھی ایسا ہوتا ؟ جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت
رکھ سکتا ۔ ہرگز نہیں ۔ یہ جائے کہ ہم آج اسی با ہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیوں پہلے
واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے ۔ گو زمانے کی کم توجہی
نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ نازیبا اور ناگوار برتاؤ کیا ۔ اوسکے
جھلملاتے ہوئے اور روشن لیمپ کو پریشانی کی تیز ہوا سے بجھانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا ۔ لیکن قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور پابندی قواعد
مجربہ عالم **گورنمنٹ انگلشیہ** کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت
نے چراغ علم کو مخالف ہواؤں کے جھونکوں سے محفوظ و مصئون رکھا ۔ ہماری گورنمنٹ کے

جو کچھ شاہانہ الطاف ہم پر روزانہ مبذول ہوتے ہین اوسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ ہر اہل علم اوس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پر ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے
اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودہ کی کوئی منقح او مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکو
جسقدر حالات ہیں وہ مختلف کتابون مین ہین۔ اور اون مین سے بعض کتابین ایسی ہین کہ انکے نسخے
بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور حالات منضبط اور ایک جگہہ نہین بلکہ
بمتفرق طور پر پائے جاتے ہین جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ
ہیچمیرز نے والیان اودہ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھینگے کہ سعادت خان برہان الملک
نے نہایت جدوجہد کے ساتھ اودہ کی اطراف مین کس قوت و شدت کی فصیل کھینچدی۔ اور اوسمین
ایک مضبوط حکومت کو قائم کردیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہورہی تھی۔ اور ہر ایک پادشاہی
افسر من مانے اموال و ارواح مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کرکے ایک ہی قوم
کے لئے دیدیا کسدل اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو انہون نے اس سرزمین
مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پچھلے جانشینون نے برباد کرکے رکھدیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرادیا اور حکومت کی خودمختاری پر
یہانتک غیرونسے دست درازی کرائی گئی اور پھر اعتراضون کے گولے گولیون کے مینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہو کر نواب گر بن گئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا
بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکومت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس کی بعض
عہدو شرائط و اودہ کے معاملات مین ہم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کہین تو سب سے زیادہ مضبوط ہین ۔ لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گروپ کو تحقیق
کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی ۔ میرے معاصر مجھکو ضرور
اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مینے مسلمان ہوکر کیون ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا ۔
اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہوں سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیون یکجائی جمع
کئے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طور سے ظاہر ہو جائیگا
کہ اس خاندان نے قوی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا ۔ اور وہ کونسی وجہ تھی جسنے تخریب
مملکت کے سامان بہم پہنچاکر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بناکر آج پستی
کی تاریک گھاٹیون اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا ۔
اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہے کہ والیان
اودھ کی پرایوٹ زندگی اور رنج کی سالم تصویرین دیکھی جائین ۔ آسایش ۔ غفلت ۔ تعصب
عیش ۔ کاہلی ۔ ضعف عقل ۔ پست ہمتی ۔ کم حوصلگی ۔ بزدلی ۔ وعدہ خلافی ۔ داد و دہش
مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت ۔ خود غرضی ۔ لالچ ۔
غیر مستقل مزاجی ۔ بےموقع اولوالعزمی ۔ نفس پرستی ۔ اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست
و حکومت دولت و عظمت کو کھونے والے ہین ۔
مینے اس تاریخ مین جسقدر رعایا کی ہے اور سلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہے اوس کے
واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کرسکتے ہین جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گزار
گھاٹیون مین سعی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان
اودھ کی عیب جوئی نہین ہے ۔ بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رؤسا کو عبرت دلانا ہے ۔ تاکہ
وہ متنبہ ہوکر اپنے ماتحت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح بہ انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر
لطف زندگی و سلطنت اوٹھائین ۔ اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین ۔
اور اہل ملک جو حیثیت انسانی بلا خیال مذہب و ملت بیرے بھائی ہین ۔ میری اس ناچیز

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پا کر مجھکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیائے فانی ہین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو ؎

غرض نقشیست کز ما یاد ماند ۔ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزی برحمت ۔ کند در حق این مسکین دعائے

جس قوم مین کہ سلسلہ تاریخ نہین ہی وہ ہرچند اپنے مُنہ میان مٹھو ہے لیکن وہ اپنی اسلاف کا کوئی کارنامہ ملک کے سواجہ مین پیش نہین کر سکتی جو اوسکی اصلی عزت اور دوامی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود وسیع کر دیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے ۔ بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نامنام اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہو کر شہرت پذیر ہین لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہی اگر تاریخی صفحات مین اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہین ہی ۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں میں ناظرین بعض شاہان اودہ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اونھون نے خود تصنیف فرما کر واقعات واقعی یا سرگذشت کا اظہار کیا ہی ۔ ناظرین کتاب کو طبقہ وزرا کی کورنمکی یا نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئے گا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اوس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودہ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم دُلے اور اہل اودہ ترقی و عروج پائین جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوتے ۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلایل موجود ہین یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدتمندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجہ نیک و بد کو بخوبی معلوم کر سکینگے ۔ ہم سمجھتے ہین کہ انگریز خود ہر ایک عالیسے لکھنو کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان
مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگرچہ یہ پسند کرتے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین -
مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل اوٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے
ملک کی مدافعت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین - مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبان وطن
کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین - اب مین اس مطلب کو ختم کرکے
یہ ہدیہ محقر یعنی **کتاب تاریخ اودھ** اہل ملک کی نذر کرتا ہون - خدا کرے کہ خلعت
قبولیت عام سے ممتاز ہو -

نام اون کتابونکے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہی

عماد السعادت - وزیر نامہ - خزانہ عامرہ - منتخب اللباب - مرآت واردات محمد شفیع - مآثر الامرا
تنقیح الاخبار فی آثار الادوار - تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند - مرآت جہان نما مولفہ محمد بن شفیع
سیر المتاخرین - تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی - جہان کشای نادری - درہ نادرہ - عالم شاہی[1]
تاریخ مظفری - آئین اکبری - فراست نامہ جلد نمبر سو - جامع التواریخ - جام جہان نما -
مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق - عزیز القلوب - گیان پرکاش - تاریخ فرخ آباد - مولفہ آرون
صاحب - مرآت آفتاب نما - دریاے لطافت - ملخص التواریخ - تکملہ ذکر ملوک - فرح بخش
تاریخ ہندوستان - مولفہ الفنسٹن صاحب - وقایع راجپوتانہ - روہیلکھنڈ گزیٹر - سفر نامہ
بنگڈھ - از انند رام مخلص - چار گلشن محمد شاہی - آثار الصنادید - قیصر التواریخ - مفتاح التواریخ

---

[1] بابر کے عہد سے ۱۱۸۶ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کرکے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی
رکھا ہے - ۱۲

مرآت احمدی - شاہجہان نامہ - گلستان رحمت - گل رحمت - جلد دوم عہد نامجات - تاریخ ہند مولفہ ذکاءاللہ صاحب - جارج نامہ - منتخب العلوم - اخبار حسن - بوستان اودہ - ہملٹن کی تاریخ - انتخاب یادگار - تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ - تذکرۃ حکومت المسلمین - انشای فیض بخش - تاریخ اودہ مولفہ گور سہای ولد لالہ بیج پرشاد ابن دینا ناتھ قانونگوئے شاہ آباد - فتوح جسکو سنہ ۱۲۴۳ ہجری ابن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے - بسنبرج کی تاریخ محتشم خانی - ہنٹر صاحب کی تاریخ - طلسم ہند - آصف نامہ مثنوی معظم - دُرِ منظوم - سوانح محمد عباس خان - آبحیات - ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان - کلیات سودا - کلیات تاسخ - وقایع دلپذیر جو ناجان کے حالات میں ہی - صبح صادق - تالیفات واحد علیشاہ - تذکرۃ السلاطین چغتائی - حبیب السیر - روضۃ الصفا - انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوے سکوں کی فہرست - طبقات الشعرا - حسین شاہی - ہل کی تاریخ - تاریخ ہندوستان جیمس گرسبنڈ - شاہ نوازخانی - شاہ عالم نامہ - ساکن فلسفی - سیر طالبی - وقایع عالم شاہی - مرات التاریخ - تاریخ بھوپال

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین - ابن میر محمد نصیر - ابن میر محمد امین - ابن میر محمد جعفر - ابن قاضی میر شمس الدین شہید - ابن سید محمد - ابن سید غیاث الدین محمد - ابن سید علی سلہ - ابن سید سراج الدین علی - ابن سید اسحاق - ابن سید محمد ابن سید یحیی - ابن سید غیاث الدین - ابن سید محمد ثانی عہ - ابن سید موسی - ابن سید قاسم - ابن سید علی ثانی - ابن سید جعفر - ابن سید حسین المقدم ف - ابن سید عبدالحی - ابن سید عمر - ابن سید ارقم - ابن سید عبدالقادر - ابن سید تاج الدین - ابن سید فخر الدین سہ - ابن سید زید شہ - ابن موسی کاظم علیہ السلام (۲۷)

سلہ یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیرنامہ میں ہی ۱۲ عہ وزیرنامہ میں یہ نام ہی اور قیصر التواریخ میں نہیں ۱۲ سہ موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہی اور فخر الدین اور نامہ میں سید علی کا واسطہ ہی ۱۲ ف حسین المحذوم قیصر التواریخ لکھا ہی - وزیرنامہ اور عماد السعادت میں حسین المقدم ہے ۱۲ شہ موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ میں محی الدین ہی ۱۲

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے۔ صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا۔ اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے۔ ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر۔ اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہی۔ اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچا زاد بھائی بتایا ہے۔

یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے۔ بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کسی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے۔ اور سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی۔ ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو مشت قبض سے مار ڈالا۔ بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین۔ میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سید ہون مجھے سیاست نہو سکیگی اور بے اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہی۔ اسلیے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہی کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہی اوس کا بیاہ رستا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرا دیا جاے۔ وزیر قوم قزلباش سے تھا۔ بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو اپنی بیٹی بے تخصیص اکیا تاکہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرابت قائم ہو جاے وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اوسکے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو - اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہی - بادشاہ نے
قبول کیا - اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - میر محمد نصیر سے دو بیٹے
اور دو بیٹیان[1] پیدا ہوئین - بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد امین اپنی
ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے - جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان
ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان
ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی
شادی کر دو - اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونہون نے جواب دیا
کہ مین اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہون
کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے **میر محمد باقر** سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے
یہ شرط منظور کر لی اور دونون شادیان ہو گئین - جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی
کے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا - میر محمد نصیر نے
اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا - اس لڑکی کے میر محمد شاہ
میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوئے - بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا
نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا - اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے **میر محمد امین** کی
شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھین اسوجہ سے
میر محمد امین کو خانہ داماد کیا -

گور سہاے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۱۱ ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب
عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے - یہ سفر
جہاز کی سواری مین کیا - بنگالہ مین جہاز پہنچا - میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار
کر لی - شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اونکی خبر اور پرورش رکھنے لگا - میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا
اس عرصے مین ازدواج ہوا اور اونکی ایک بیٹا پیدا ہوا - جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

[1] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

عہد مین **شیر جنگ** کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد مین صفدر جنگ کیطرفسے کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ تہوڑے دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوگئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے جو ابھی تک وطن مین تھے اونکو بی بی نے ایک کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے ۱۱۲۰ سنہ ہجری مین وطن کو چہوڑکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے والد مر گئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹہیکہ لیا تہا خسارہ ہوا۔ میرزا کی مان نے زیور فروخت کرکے اوس روپیہ کو ادا کردیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے بہادر شاہ کا عہد تہا بہرصورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب ورتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ مین قندہار کے قریب اپنا نکاح کیا اوس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکہا جب ہندوستان مین پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب نواب شیر جنگ دیا تہا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان ہوئین جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر مین بیان کیجائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہنچکر شاہزادونکی جاگیرون کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش دہندی سے رکہنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہنڈون بیانہ کی فوجداری پانا اور صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

سے دیکہو خزانہ عامرہ ۱۲

میر محمد امین نے دہلی مین پہنچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہونکی حکومت بھی اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنون کے بعد نواب سربلند خان صوبہ دار گجرات سے تعارف ہوگیا اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہوگئے تھے شب کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بے چین رہا اور رتھ مین بیٹھا رہا۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب اوپر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بوی مہنت ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی پر کم اعتنا کرتے ہو۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذری اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا۔

دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی۔ مگر اونہون نے نہ مانا۔ اور دلی چلے آئے۔ اور شاہزادونکی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے۔ جب انکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین ذکر ہی کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوئے اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے۔ مرآت واردات مین لکھا ہی کہ ایسا منصب بالاشاہی کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جاوے فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتدای جلوس فرخ سیری مین کرورگیری[۵۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوئے۔ محمد امین نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبداللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کرلی۔ اوسنے ۱۱۳۰ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی

---

[۵۱] کرورگیری محاصلات پرمٹ۔ سائرکان ۔ ۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا۔ مفسدونکو خوب سزائیں دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین بلندی کا اضافہ ہوا۔ اور سید حسین علیخان اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرتے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہے بیلانے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس سے کچھ زیادہ برس کی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان امیر الامرا اور قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مرڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیراعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تہا کہ اوسکی وزارت کا کام اوس کے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خودمختاری کے طورونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور رئیس کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیرین سوچنے لگے۔ اور اونکے اس ارادے کی جا بجا ہوائیان اوڑین کہ وہ اپنے وزیر کو ہٹانا چاہتے ہین عبداللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کہا کر اپنے بھائی حسین علیخان کو جسنے حزم و احتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کرکے سارے فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا دکن سے بلایا۔ عاجہ سنگھ نے بادشاہ کو اسیات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تہوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین پڑے
تو جلد عمل مین لامین اور ہرگز کاہلی نہ برتین ۔ مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب
وتحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے
وقت اول کمزور شخص بھی دکہاتی ہے ۔ غرضکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی
ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر فوج لیے پڑا تھا
مگر عبداللہ خان کے پہرہ ذکی شہر مین آنے کی اجازت حاصل ہوئی ۔ اور اب یہ نوبت پہونچی کہ
بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بھائیون کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا ۔ مگر باوصف اسکے
بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنی ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد
واعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا
اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا
سے پکڑ لائے جہان جان اپنی بچاتے بیٹھے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی
۱۱۳۱ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے
بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا ۔ مگر یہ بادشاہ
سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مرگیا ۔ اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے
خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا ۔ مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی ۔ چنانچہ وہ بھی تین مہینے
سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا ۔ اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تھوڑا بہت تردد
لاحق ہوا ۔ مگر بعد اوسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا ۔ یہ جوان آدمی روشن اختر تہا
جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے
آراستہ نہ تہا ۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کی
خطاب سے تخت پر بیٹھا ۔ محمد شاہ نے اپنی مان کے سکھلانے پڑھانے سے سیدون سے
علانیہ بگاڑ نہ کیا تھا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے ممد و معاون اور
دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہووین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے
جنکے ذریعہ سے اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادے مین صلاح کار
اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زبان کا کچا اور
خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے
محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی
محمد امین خان چین بہادر محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکی رشتہ دار
اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُنکے
آپسمین اشارے کنایے ہونے ہونے لگے تو اونکی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا -
اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جسمین میر محمد امین معروف بہ سعادت خان
ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی - مگر سیدونکی
دلونمین برے برے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دکن کو
جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اونھون نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ
حسین علیخان بادشاہ اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہوا اور عبد اللہ خان دلی مین
موجود رہی اور بادشاہ کے مضار و منافع کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے غور و خوض
کے بعد آگرے سے روانہ ہوئے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبد اللہ خان نے دلی
کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد
پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین متاخرین
ہند اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ جب نواح اکبر آباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان
برہان الملک ہندون بیانی سے بہاری جمعیت کے ساتھ اپنی بعض مطالب کے سرانجام کی
غرض سے آکر شامل ہوئے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تیار تھی۔ بادشاہ نے سعادت خان کی تنہی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی
کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف
کی بادشاہ تو ایسے جرار شخص کے دل سے خواہان تھے کہ وہ سادات کا استیصال کرے
نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان
کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب [۱] اور اونکے بڑے بھائی کو جن کا انتقال ١١٢۶
ہجری مین ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا مقیم کے باپ کو
سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب مین مذکور ہی
کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہانتک کہ اوسکی
ہمراز اور شریک مہمات ہو گئی۔ سعادت خان کے دل مین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض
جوش مارتا تھا۔ اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل
کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمرالدین خان
پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ
کی والدہ۔ دوسرے صدر النسا جس کو عبداللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ مگر
سیر طالبی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورہ مین شریک
تھے اور اونہون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا
تو ہفت ہزاری منصب پر پہنچا دونگا۔ اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک
کرونگا۔ چہارشنبہ ۶ ذی حجہ ١١٣٢ ہجری کو فتحپور سے ۵۳ کوس پر مقام توڑہ مین بادشاہ
کا قیام ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا۔ اوسوقت

---

[۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان اور بہادر کا خطاب اونھین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لیے چلا۔ امیر الامرا جہالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ حیدر خان نے نواب کو عرضی دکہائی وہ پڑہنے لگا۔ میر حیدر نے دفعتہً اوسکی پیٹ مین چھرا مار کر کام تمام کر دیا نواب کی چوبی کے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی مار ڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑگئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور ساز مین کرنے والون اور اونکی رفیقون مین بڑا جھگڑا قایم ہوا۔ اور غیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بیباکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین علیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی مان باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے حیدر تورانی مغلون کو ساتھ لیکر اور شال منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت و خوشامد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اسپر امادہ کیا کہ وہ اپنے خیر خواہونکی سرداری اختیار کر کے سیدون سی علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہوسکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکھا اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی۔ قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے۔ اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا۔ اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[۵۱] سیدون کا

۵۱ دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بہاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے خوب حملے اوس حصے سمیت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ سعادت خان نے رفقای حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کیئے تھے اور اونکی بیج کسی کی تھی اس جلدی مین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا۔ اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے۔ اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقارے سے ترقی پائی[۵] محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمر الدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دواسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کاموخان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبر آباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا تھا۔ اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۳ہجری مین یہ صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا۔

میر محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبد اللہ خان سے جنگ کرنا

عبد اللہ خان ابتک دلی مین نہ پہنچا تھا کہ بھائی کی مناونی پہنچی اوسنے دلی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کی منادی کرائی۔ اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کیئے

---

[۵] دیکھو ماثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن راہ مین اکراوس
ملا اور بہت سی لوٹے ہوئے سید ہی اون کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد
اونکو چہوڑکر بہاگے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے
فوجدار تھے ایک خط بہیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبد اللہ خان کا دیوان رای
رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور تامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیکنامی
کو مقدم سمجہا اور چودہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہی محمد شاہ
کو اون چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اون کی
امداد و اعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ
اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو
آگئے۔ نوین محرم ١١٣٣ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پوری سے گذر کر ہیری اور قطب الملک
حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹہیرا۔ روز پنجشنبہ ١٣ محرم ١١٣٣
ہجری کو عبد اللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹہیرا
اور خواجہ عبد الغنی ولد خواجہ عبد الرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان
و سیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و عبد النبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنے
نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر و غازی الدین خان
بہادر غالب جنگ و نصر اللہ خان و قلیچ محمد خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان و امیر خان و جان عالم خان
و حمید خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور شہامت خان و فتح محمد خان و کمل خان
و تہور علیخان بارہ و راجہ محکم سنگھ و عبد القادر خان و حفیظ اللہ خان و مرید خان و خداداد خان
وغیرہ اپنے مددگارون کو میمنہ و میسرہ مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ
کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوئے
اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے و قمر الدین خان بہادر و سیف اللہ خان بہادر و ارشد

گذرداران وامین الدین خان میر توزک و معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ
کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین
متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میسرہ پر کھڑا کیا۔ اور
سید نصرت خان و ثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوئے
اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ
و راجہ راج بہادر و ماھو سنگھ و راجہ کلیان سنگھ عبد دریہ چنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے
مقرر ہوئے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت ہی کہ برہان الملک
دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی اسیقدر
رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبداللہ خان نے
دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے سایے مین جا کر
بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ نامی بہادرون کے
چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھ کر نصرت خان
اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شرافگنی
سے آگ لگا دی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن یون ہی لڑائی
مین بسر ہوا کر جمعہ کی جسوقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑھانے کی
کوشش کی۔ گولے مارتے ہوئے قدم بڑھایا۔ جہان کھڑا تھا وہان سے آہستہ آہستہ آگے
کو ہٹا۔ عبداللہ خان کی فوج پر گولے برستے ہی اکثر ہمراہی مجروح و مقتول ہوئے۔
اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنوارون نے لوٹ لیا۔
پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر
رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی۔ ۱۴ محرم کو
جمعہ کے دن عبداللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارون مین سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوئے آٹھ نو
پہر شب و روز بادشاہ بہ نفس نفیس میدان جنگ میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ موجود رہے
بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر تھے
قدم جرات آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان
اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدون کا مقابلہ کیا - دونون طرف سے تیر و
تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتیارون کے دل جلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان
مدد کے لئے پہونچ گئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علی خان بھی سخت
مجروح ہوا عبد اللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھ کر باقیماندہ دلاورون کو ساتھ لیکر
نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑھا چورامن[1] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہنچکر

[1] سیر المتاخرین مین لکھا ہے چورامن جاٹ پدر بدن سنگھ جد [illegible] سورج مل متھرا اور اکبر آباد کا
بڑا زمیندار تھا و قایع راجپوتانہ مین چورامن کی حالت یون بیان کی ہے موضع تھون پرجواب پرگنہ نگر مین ہے
راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ کا بھی تھا - یہ شخص علاقہ تہانہ آؤ مین غارتگری کیا کرتا تھا اسوجہ سے
گرفتار ہو کر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس مین اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت تھی موضع سنسنی کے کل آدمیون
نے جہان بدن سنگھ پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہو کے فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد
خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کر کے ایسی غارتگری کی کہ
دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بند کر دئے - فرخ سیر نے چورامن کو خطاب راو بہادر خان اور
پانچ پرگنے نگر اور کٹھومر اور مذ بھیئی (ربے ای) اور بیلکرا اور آؤ دیکر غارتگری سے منع کیا اور رستم
جاٹ اور اوسکے پسر کھیکرن کو جاگیرات خلعت بہادری دیہات بپہر تیور و ملاح داگاہ پور وپارہ دا کرن وغیرہ کے
راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچھ کارگر نہوئی سمت [illegible] بکرمی مین ٹھاکر چورامن بعلت تغینہ محکم سنگھ پسر خود زہر
کھا کر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قایم مقام ہو کر بدن سنگھ ابن بھاؤ سنگھ ابن خان چند سے نا اتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے
مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگا دیا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہو گیا - بعض
مورخ یہ کہتے ہین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے چورامن اور محکم سنگھ دونون
مفرور رہے - اور بدن سنگھ نے فتیاب ہو کر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بهیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے
جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لئے اور لنگرخانے کا کچھہ سامان اور صدارت
کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے چلا بادشاہ نے
جد دوسری اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوسطرف پھینکے اعتماد الدولہ
محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیان فورًا اوسکے مقابلے کو ادہر گئے
عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہوکر حملہ کرنے لگی بادشاہ
کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کررہا تھا - اسپر بھی بادشاہی
لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے - اور صفون مین پریشانی پیدا ہونے لگی - یہ حالت دیکھکر
سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوے - اور انھون نے
یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا جاے - عبداللہ خان نے اس
ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑہایا ادہر سے بھی اوس کے
حملے کا جواب ملنے لگا - اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سادات کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ
زخمی ہوکر گرفتار ہوا - شیخ ہبۃاللہ جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کررہا تھا اوسپر
طالع یار خان نے حملہ کرکے قتل کرڈالا - راجپوت جو بادشاہی فوجمین تھے اوسکی لاش کو
گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لے گئے - حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی پھرتی
سے عبداللہ خان پر ٹوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت مین
عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے - اور وہ ہاتھی پر سوار تھا - اوس نے یہ خیال
کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوجاونگا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے
اوترکر جانفشانی کرینگے - چنانچہ وہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران
ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا - یا یہ
سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑکر میدان سے

بہاگنے لگے ان بہگوڑوں مین سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے - اور بخشی فوج نے بھی ان مفروروں کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تھا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تھا - راستے مین اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنوارون نے بہت دق کیا - اور بہت سے ہاتھی چھین لئے - عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہنچا تھا - اور پیشانی پر تیر لگا تھا اسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیونکے ساتھ ہاتھون مین ننگی تلوارین لئے ہوے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا - عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہین کیا - اوسی طرح گرفتار کرلیا - نجم الدین علی خان مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے - حامد خان اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی مین حاضر ہوگئے - عبداللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے بچا ضبطی مین آیا - سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا - چونکہ اوس نے عبداللہ خان کی نسبت مجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی - فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے -

میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکھائی تھی - بادشاہ نے اوسکے منصب مین اور اضافہ کیا - اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر جنگ عطا کیا[۱] - اور ماہی مراتب بھی بخشا[۲] - اور خلعت فاخرہ بھی دیا[۳]

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

[۱] دیکھو ماثر الامرا ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۳] دیکھو مراۃ جہان نما ۱۲

اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرات جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۲ جلوس محمد شاہی کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصونکی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا - اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اونکو اکبر آباد کا صوبہ دار کیا - اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ کا خطاب دیا - سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر صوبہ اکبر آباد مین داخل ہوئے - سرکشونکی بیخکنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کیطرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرے اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لئے - ان جنگون مین انکے ساتھ چارسو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوئے - بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لئے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اونکو بھیجا

مہاراجہ اجیت سنگھہ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمد آباد بھی تھے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد مین حاضر ہو کر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاوکشی بند کردی ہے - بادشاہ نے دونون صوبے اوس سے نکال لئے - حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا - اجیت سنگھہ نے بغاوت پر کمر باندھی - بادشاہ نے اوس کو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لئے اکبر آباد سے بلائے گئے - کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے - سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبر آباد سے روانہ ہوئے اور آخر ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین داخل شاہ جہان آباد ہوئے - جب انھون نے

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ جاتا تو بعض امراے بزدل ساتھ دینے کو تیار نہوتے اور نہ بادشاہ سے اسقدر سامان سے اعانت کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا۔

نیلکنٹھ ناگر نائب سعادت خان کا اکبرآباد مین مارا جانا اور صوبہ اکبرآباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اونکا انتظام خاطرخواہ نہین ہوسکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبہ اودھ علاوہ صوبہ اکبرآباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تہا[۱]۔ برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ ہوئے اور اکبرآباد مین اپنی ایک نائب راے نیلکنٹھ کو چھوڑا۔ نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار چلا جاتا تھا۔ کسی بڑے زمیندار کی اشارے سے ایک جاٹ درختون کے جھاڑے مین مخفی بیٹھا تہا۔ اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے اودھ سے اکبرآباد کیطرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لین۔ دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبرآباد کی خدمت برہان الملک سے نکلواکر راجہ جے سنگھ کچواہہ کو دلادی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری رہی۔ مگر ماثرالامرا سے معلوم ہوتا ہی کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کی متوسلون مین سی تہا۔ سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تھا اوسکے بیٹون نے اپنے قلعون کو مضبوط کر کے خود سری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزادہی کے لئے مامور ہوے۔ اور اونکی بیخ کنی مین بہت کچھہ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سی اون کا قرار واقعی استیصال نہوسکا اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبرآباد کی حکومت سی اونکو بدلدیا۔ اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی۔ برہان الملک نے اوس صوبے مین پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپخ[۲] بالیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملایمت کا برتاو کیا اور اسطرح اوسکو قابو مین لاے۔ خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ مین شاید اجداد اجداد

---

[۱] دیکھو سیرالمتاخرین ومنتخب اللباب۔ [۲] دیکھو سیرالمتاخرین ۱۲

عالم سے اونھون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر
مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی -
اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگھ کپنوریہ قوم راجپوت تلوئی
کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو بنظر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت
ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ
صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بھاگ گئے
بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو نہایت جنگ خطاب دیا - لکھنو کے شیخ زادون کی سرکوبی اور نواب سعادت خان
کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہی - مشہور ہی کہ یہ شیخ زادے شیخ
عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین
اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا -
ایک مدت تک نہایت جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کھڑا ہونے لگا -
بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانی سے پرگنہ کورج اور لکھنو جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دہوم
دہام سے داخل لکھنو ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے تھے آج تک پنج محلہ کہتے ہین
وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بہون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بہون اپنے رہنے کو دریاے گومتی کے کنارے
پر بنوایا اوس کا مقبرہ عیش باغ کے قریب ہی جسے مدان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان
کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازے پر گچ کارون نے دو مچھلیان گچ سے بنا دی تھین - اس جہت سے
اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بہون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد اوسکی اولاد ترتیب وار
وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لیے چلے اور اثناے راہ مین فرخ آباد
مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنو کے شیخ زادے
بڑے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اورونکے آپ کا بھی حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے
کہ آپ گنگا سے اوترکر یکایک لکھنو مین داخل نہو جیے گا - بلکہ اوس کے نزدیک کے گاؤن مین رہئے گا - بعد تدبیر مناسب
ازراہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہی کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت
نہین بلکہ عداوت ہے - اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہی کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات دعافیت سمجھکر طرفدار ہو جاوینگے احمد شیخ زادون کا زور اونکی اعانت سے ٹوٹ جائے گا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پہنچے برسات کا موسم تھا - دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اوترے مشہور ہی کہ جب سواری کی کشتی بیچ دریا مین پہنچی تو ایک مچھلی جست کر کے نواب کے دامن مین آ پڑی - نواب نے اوسے شگون نیک جانکر کچھ چھوٹا جانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سکا مسالا بھر کے اور اوسے تبرک سمجھکر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکھا تھا خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا یہان کے شیوخ لکھنؤ کے شیخزادون کی مخالفت تھی - نواب کا آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھے - اور شریک صلاح نیک ہوے - اور سب طرح کے نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہون وہانکی بستی دبلندی ٹیلون کی وجہ سے بسلامت گذرنا مشکل پڑے گا - کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے مین خواہ مخواہ بر سر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اونہین اطلاع دیجئے - اور مقام قدمگاہ لشکر بوچہئے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بھیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر وہین اپنا خیمہ کھڑا کرائے گا - اور تھوڑی سی فوج بھی روانہ ہوتا کہ داخلہ شہر سے غفلت ہو جاے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کا گنگا و گھاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تھے - اونہون نے پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چھت مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کے واسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے جلا آتے کاٹ کر زمین پر گرا دیا - بعد اس کے خیمہ خاص روبروے پھاٹک مچھی بھون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا - اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوے - اور بہ مجبوری سر جھکایا - سمجھے کہ یہ کام بگاڑنے کا نہین بلکہ بگاڑنے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کر دو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے جیچک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین غسل سے فراغت ہو تعمیل سے معاف رکھا جاے - نواب نے قبول کیا - بعد ہفتے کے جسقدر مال اسباب تھا لیکر اوٹھ گئے - نواب داخل قلعہ ہوے اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور ابھی لوگ جنمین سے اٹھے تھے اور شیخ صدر الدین محمد خان اور مجد الدین احمد خان و مع تیج بخش بزرگ شیخ معز الدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیون کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے خاص خاص
آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب
اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتے تو آپ کا اسطرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درستی
کے ساتھہ جواب دیا۔ اسیطرح مین سے نوبت کشت و خون کی ہو چکی۔ مگر فوج مغلیہ نے اونکو مغلوب
کرلیا۔ آخر کار رنج بیجا ہوگیا۔ بعض ناقل ہین کہ کشت و خون نہین ہوا۔ اسوجہ سے نواب نے اس
مقام کو بنیاد فتح و فیروزی تصور فرماکر نقارخانے کا حکم دیا تھا۔ ۶ یا ۷ ہزار روپیے اوسکی
تعمیر مین صرف ہوئے۔ بہرصورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا۔ نواب کا
بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا۔ نواب صفدر جنگ کے
وقت مین پانسو روپیے بابت کرایہ شیخ محلہ شیخ زادون کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے
عہد مین فقط دو سو روپیے رہگئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معز الدین خان کو نخوت و غرور بہت ہوگیا تھا
اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے
لکھنؤ پر قبضہ کرلیا۔ تو اونہون نے تمام شیخزادون کو جمع کرکے پٹھانون کو وہانسے نکالدیا۔
اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی۔ نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر مین احسانمند
تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات شیخن
دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دو گانون اور کنڈلی
اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ کرین۔
کیونکہ زمیندار ہین جو زمینداری لیتے ہین۔ شیخزادون نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت سے محصول
فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔ اس صوبے کی
آمدنی ستر لاکھہ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کرور سات لاکھہ روپیہ بھیجا تھا
جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوئے۔ عماد السعادت کا
مولف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودہ مین
امرا اور شاہزادونکی بھی جاگیر تھی۔ اور زمیندارونکی شرارت اور ناظمونکی کمزوری کی وجہ سے اونکو
آمدنی وصول نہوتی تھی۔ ان لوگون نے بھی اپنی جاگیرون کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا۔ دوسرے
سال تمام صوبہ اودہ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کرور تک پہونچ گئی۔

متفرق واقعات ابو منصور نواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور اِیرچ اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ
محمد خان کو تنخواہ مین ملے - اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا - اور معزز مسلمانونکی عورات اور
بال بچون کو گرفتار کر لیا - اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کر دئے - نواب
بُرہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو حملہ آورونکی مقابلے مین بھیجین - مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش
کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا - محمد خان چیلہ دلیر خان نائب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا -
اور وہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا - اوسکی وفات پر
محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اوس وقت بندیلکھنڈ بھی اوس سے متعلق تھا ۱۷۲۳ء
کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوئے میرٹھا پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری
امیر الامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے بادشاہی
علاقے پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور بُرہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین
تم بھی جلد وہین جاؤ - اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا - اس سے قبل برہان الملک
لوٹ آئے تھے - بُرہان الملک اور محمد خان کے دلو مین صفائی نہ تھی اس لئے اونھون نے
۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۲ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصدونکی
خاطر تواضع کی - اسی سنہ مین جیت پور علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد
کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوسنے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ
نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جا کر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان
نے کچھہ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی - بلکہ اُسے بھی کشمکش و پیچ مین ڈال رکھا - ایک دن
سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا
قایم خان سے کہا کہ تمھین یہان سے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤ گے اب تم
کوئی اور تدبیر کرو - قایم خان کی ماں بی بی صاحب نے جب دغا بازی کا حال سنا تو نیکنام
خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا - اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے
پاس جا کر اوس کو مع اوسکے بھائیونکے جو مئو فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولے کے رہنے
والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی بہ نسبت تمھاری حق مین بہتر
ہو گا کہ اوسکی خلاصی کرا دو - نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جس وقت کوچ کیجے

نقارے میرے لشکر میں بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہو جاتین - اور اوسی دن قایم خان و نیکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے - اور روانگی کے لئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ جنے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار مناسب ہی - نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کر کے قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتہ پکڑ کے دیوان عام کے باہر نکال لایا - امراے مذکور کی ساتھ ساٹھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے جنکو یہ حکم تہا کہ اگر کوئی ہماری طرف انگلی چہوانے کے لئے اوٹھاے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نیکنام خان لشکر مین پہنچے تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چہوڑکر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لئے بہیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کر کے قایم خان نے شاہجہانپور کی راہ لی - شرایف عثمانی مین مرقوم ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی فوجمین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تہا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کر لی تہین نواب محمد خان نے اوس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکہہ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سے واجب الادا تہا اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تہا جہگڑا ہوا - اور قاضی مذکور کا مددگار چہوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب ہونے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا - مگر تبصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سے صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بہ سبب اوس رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تہا - اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا جبکہ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار تھی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار ترفہ اور وقعت کے محمد خان سے بڑھے ہوئے تھے اور اونہون نے پندرہ لاکہہ روپے بھی پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ سنہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ - محرم سنہ ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ - مئی سنہ ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس

صوبے پر بحال ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اوسکی محمد خان سی پھر عہدی بحالی کے ہو گئے تھے مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دیگئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے چڑانے کے لئے اپنے چیلے سعادت خان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا۔

بھگونت سنگھ[۱] ولد اراڑو زمیندار جکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سی اس ضلع کا انتظام ہو جانا

جبکہ بھگونت سنگھ زمیندار جکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھ کر سر اوٹھایا۔ اور اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر محمد شاہ نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب تو نہ کیا جکلہ اٹاوہ مین ٹھیر گیا۔ پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس جکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا۔ بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لئے اوس کو حکم دیگیا۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہو کر برہان الملک سی اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضرور ہی۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشہ مردانگی سے ممور تھے ۱۱۴۸ہجری مین شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوتے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے مین بھگونت سنگھ کی سزا دہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کر کے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرے اور موقع پا کر کام تمام کر دے۔ مگر یہان فریب نہ چلا۔ مجبور ہو کر برہان الملک نے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ برہان الملک جسوقت راہ سی چلکر خیمے مین داخل ہوئے تو اوس وقت اتفاق سی سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مخبرون نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوئے ہین۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہی۔ بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوسیوقت برہان الملک نے

---

[۱] مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہکو فوج کی کمر بندی کا حکم دیا پوری فوج تیار نہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہوکر ہمراہ ہوے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بہگونت سنگھ کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تہا اتفاق سی اوس وقت سبز لباس مین تہا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بہگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اوس کے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کوداکر اس سختی سے ابو تراب خانکی چھاتی مین برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بہاگ نکلے برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیونکے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون کی سن سن مین بہگونت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تہا اور پھر برہان الملک سی موافق ہوگیا تہا۔ اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہی اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چھند کمراہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹواکر بادشاہ کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھچواکر اور گھاس سے بھر کر کے قمر الدین خان وزیر کے لئے بہیجا اور چند روز کی بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہوگئے ۷ - رجب سنہ ۱۱۴۰ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوے۔ ایکہزار نو اشرفیان اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے نذر قبول فرماکر خلعت مع سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بہگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے لئے ادہر لا رہا ہے۔ آپ جلے آیے اس لئے برہان الملک ۲ شوال سنہ ۱۱۴۰ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ سی رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوے۔

برہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راد پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تا کہ حاصل ملک بادشاہی کا زر چہارم جسکو چوتھ کہتے تہے دہلی سے وصول کری اور اپنی نام سند تازہ بادشاہ سی حاصل کرے پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنی وکلا کے ذریعہ سی التماس کرایا۔ چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کیوجہ سے یہانکی حالت خراب ہورہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اونکو زیادہ جسارت پیدا ہوئی - اور ابتدائے ۱۱۴۹ھ ہجری مین دہلی کیطرف بڑہا - جو کہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تہی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بہاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے - مگر انہون نے جرات کر کے مرہٹون پر حملہ نکیا - اس مہم کو لیت
و لعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجھ کر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ کی بہانہ سے دہلی کو لوٹ گئے - اور مرہٹون کی لڑائی اور
اس مقدمہ کے انفصال کو زمانہ آیندہ پر چھوڑ دیا - برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک میر خان کی بہ نسبت چھوٹے رتبے مین تھے - مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جویائے نام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکھی تو اونکو غیرت آئی -
باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نتھا کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تھی - اونہون نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار
کر کے مع اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دار الحکومت
سے کوچ کیا قمر الدین خان وزیر کی فوج جسے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے - اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تہا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کر کے آئے - باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور بالودی کو چلا گیا - اور ان مقبوضون کو لوٹتا اور رہ ہلسنے گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا راجہ بہدا ور کو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا - راجہ برہان الملک
سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی - برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑہکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا - مین آیا - جلد آتا ہون -
مرہٹون کو سزا دیتا ہون - بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزمودہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے - اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی
عبور کر کے راجہ کی مدد کر کے مرہٹون کو مجبور کرین - چونکہ مرہٹون اور بندیلون نے اتفاق
کر کے دریائے جمنا کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تہا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا - اور راجہ بہدا ور نے کمک پہنچنے مین

دیر ہوجانیکی وجہ سے مرہٹونکے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر باجی راو کا بہادر سردار اور
اور بہی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تہے ۔ جب برہان الملک
کا آنا ان سردارون نے شنا مثل مظفر خان و امیر الامرا کے انہین بہی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا
اور اونکی قریب پہرنے لگا اور اٹاوے سے تاموتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلایا ۔
اور قصبہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا ۔ برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار
کیا اور دوشنبہ ۲۲ ۔ ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری کو دہاوا کئے ہوے ملہار راو[1] ہلکر کے سر پر مسافت بعید
طے کرکے پہنچے مرہٹون کو فرصت سر کہجلانے تک کی ندی تلوار سر و تیر مرہٹونکے چمکی بہت مرہٹے
مارے گئے باقی بہاگے ۔ برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے
پر تہا پیچہا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اونکی عورتون کو قید کیا ۔ ملہار راو بہی
مجروح خفیف ہوکر بہاگا ۔ اور ایسی گہبراہٹ مین بہاگا ۔ کہ جمنا کے ایسے گہاٹ سے عبور کرنا
چاہا جو پایاب اوترنے کے قابل نہ تہا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹونکے ہاتہہ
باندہ باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا ۔ خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ ڈیڑہ ہزار کے قریب
مرہٹے گرفتار ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپئے دیکر رخصت
کردیا ۔ ملہار راو کے ہمراہ تہوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تہے ۔ ملہار راو باجی راو کے
پاس پہنچا جو اون دنون سیدون کے کوٹلہ مین گوالیار کے قریب مقیم تہا ۔ ملہار راو وہت سے سامان
ہوگیا ۔ سب سامان دس کا لٹ گیا اس لڑائی اور مار پیٹ سے جس کو لوگون نے بڑی فتح بیان
کی جگہ جگہہ یہ ہوائیان اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئے ۔ مگر باجی راو ایسی افواہون
کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹائے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہوجائے
جیسا کہ اوس نے اپنی زبان سے کہا تہا کہ مین اب بہی خاص ہندوستان مین موجود ہون ۔
برہان الملک ملہار راو کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اترے اور دس دس کوس کی منزلین
کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا ۔ دہولپور بارہی مین
کہ دریاے چنبل کے اس پار ہے مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بہی
یاد کرے ایسی سزا ہو بایں ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین ملاجی لکہا ہے ۱۲

کہا نا اپنے گہوڑون پر رکہہ لین۔ اور مسلح و مکمل ہوکر تیار رہین۔ اور برہان الملک نے پانی چہاگلون مین بہروایا اور خنیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور توپین سب شل خزانے ہاتہیون اور اونٹو نپر رکہوائین اسطرح کی تیاریان کہین۔ اور یہ حکم دیا کہ جس کے پاس گہوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گہوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کیا جاویگا۔ برہان الملک نے دلمین یہ ٹہان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوس پر حملہ کردونگا۔ اس نیت سے برہان الملک نے ہلکا سامان ضرورت کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا۔

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا۔ اور اوسکو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکہا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون۔ یہانتک آیا ہون تعجیل نکرو مجہے آجانے دو۔ تمہین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑہاؤ تمہین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاؤ۔ اور بعض نے یہ لکہا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجہے لڑنے کا ہے تم نہ لڑنا آگے جاؤگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہے اس کی بازپرس ہوگی۔ اس کام مین میرا اختیار ہے تمہین کیا سروکار ہے۔ مرہٹو نکی فوج کو ستانا بہڑو نکے چہتے مین پتہر مارنا ہے۔ خودرائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہے۔ بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑ جاویگا۔ اور بعض نے یہ لکہا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اوسے بہت ندامت ہوئی۔ رفع خجالت کے لیے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین قدم رکہے۔ یا اونہین بہی مثل اپنے بدنام کرے۔ اسلئے برہان الملک کو مرہٹو نپر جانے نہ دیا اور تہدید کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی۔ صمصام الدولہ کی

کم لیاقتی و نادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس نادان کم جرأت نے سلطنت کا بگاڑ
مناسب یہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاوے - میرا ملک مرہٹون کی تاخت و تاراج سے بچا ہے
باین خیال باجی راو کے سرداروں کو جو قید تھے بلایا اونسے خاطر خواہ قول و اقرار کروایا اور
کاغذ لکھا لیا - بعد اسکے اون سرداروں اور دوسرے قیدیوں کو خلعت و خرچ دیکر باجی راو کے
پاس بھجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - اور اپنے معتبر لوگ
بھیجکر یہ اقرار و سوگند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹونکی فوج نہ جاویگی اور تاخت و تاراج نہ کریگی
مرہٹو لشنے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہوگیا - مرہٹون نے اوس کا نباہ کیا -
اودہ کے صوبے مین مرہٹونکی فوج کبھی نہین گئی - اور چوتھ جو دیس لکھی ہی اس صوبے سے
نہین لی - چندوسی کو ایکمرتبہ لوٹا تھا یا مرہٹو آ ہوا تھا[1]

محمد شاہ کو مرہٹونکی چڑہائی کا بہت اندیشہ تھا اسلئے اونہون نے قمر الدین خان وزیر کو بھی مع
اپنی فوجکے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تھا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر ٹھہرے
اجمیر کی راہ پر تھے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹونکے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہو چکین اور
مہمانونکی ضیافتین ہو چکین - اس عرصے مین چھہ سات روز کی مہلت مرہٹون کو ملگئی تھی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی - اور یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد فوج شاہی سے خالی ہے
تو باجی راو یک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی فوجکے بازو سے جو قمر الدین خان وزیر کے
تحت حکومت متھرا کے متصل بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی چودہ میل کے فاصلے پر بچکر گذرا -
اور ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راو اپنے لشکر کے ساتھ تغلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو و مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تھے اون سب کو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا - جبکہ امراے شاہی کو جو مرہٹونکے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تھے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہی اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے - اعتماد الدولہ
وزیر جو بہ نسبت دوسرے امرا کے دہلی سے زیادہ قریب تھے جلد جا پہنچے - اور ۹ ذیحجہ روز چہار شنبہ

[1] دیکھو تاریخ مالوہ مؤلفہ سید کریم علی ساکن ساٹھہ سرکار کالپی ۲،

کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے - برہان الملک بھی آگرہ سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے - چہار شنبہ کے دن منزلے مسافت کے بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے - دوسرے روز کہ عبد الضحیٰ تھی شاہجہان آباد مین برہان الملک ہو چکے - صمصام الدولہ بھی ہمراہ تہا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آ کر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھ چکے تھے اونکے لشکر کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کی طرف چلے گئے - اوران دونون قصبون کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے - اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا - مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تہا - اپنے کوچ و رحلت پر برابر قایم رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسباب کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام اکٹھے کرے - بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آمدنی اور سکے ذریعے سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک پڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا کارخانہ نہایت عمدہ تہا اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی تایید کے لئے موجود و آمادہ تھی - برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا - اور اونکی تعاقب مین کوچ نہ کیا - بادشاہ اور وزیر اور امرا نے جو علاقہ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی -

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑھائی برہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پا کر گرفتار ہو جانا پھر رہائی پانا - برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی پر چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کیلئے اکسانا

نادرشاہ - تخت نشین سلطنت ایران ہو کر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بھیجا - اور اوس کو دو خط دیئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوون نے لوٹ لیا - مگر اوسنے وہ دونون خط بچالئے اور کار سفارت ادا کیا - مگر جو مراجعت

کی قدرت نہ پائی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو غزنی کے پاس بروس کے ملکون مین بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نرہی تہی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بہی دریافت ہوا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ کی نادرشاہی کے قبول وتسلیم کرنے مین تامل کیا تہا - غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب مین بہت عرصہ گذر گیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل و غفلت کی بڑی شکایت کی اور بہت بڑہا کہکر کچہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی و کابل پر پڑا بعد اوسکے صفر ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ کیا جسکو پہاڑی پہٹانون نے ہلکنے لگایا یہانتک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کو ناواجب سمجہا اور اوسکے لئے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ ہجری مطابق ماہ اکتوبر ۱۷۳۸ء مین اپنی شرق جانب کوچ و مقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف وہراس اور اپنی خانگی فساد مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے سیل وحرکت پر بہت سی توجہ نہ کرسکا -

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سے بے پروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر خبر کے سنتے ہی پریشان وہراسان ہوا کہ نادرشاہ پہاڑ و لیسے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اون کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پل بناکر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بہی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف بڑہتا چلا آیا اور کسی نے چون بہی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب وجوار مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ نے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹھ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی فوج کے ایک اخبارنویس نے جو بمقام لاہور اوس کی فوج مین داخل تہا ساڑہے چونسٹہہ ہزار سپاہی اور چار ہزار بہیر بنگاہ اوسکی بیان کی ہے محمد شاہ نے بڑے جدو جہد اور بہاگکر تہوڑی بہت فوج اکٹہی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ آپہنچا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ بہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کرنے کے لئے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان
کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے
لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری مین لکھا ہی کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سُنی کہ برہان الملک تیس ہزار سپاہ
اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہین اور بہت جلد اردوے
محمد شاہی مین داخل ہونے والے ہین تو اونھون نے رات ہی مین اپنی فوج قراولی کو متعارف
راستے پر متعین کر دیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات کے
وقت محمد شاہ کے لشکر مین داخل ہو گئے۔ اس فوج قراولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سی
آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ
ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونھون نے اس خبر سے
برآشفتہ ہوکر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ مین اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون
اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکی بالون مین زخم تھا جس کو خزانہ عامرہ مین شقاقلوس
کا مادہ بتایا ہی اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آتے
تھے۔ اکثر سپاہی منزلون مین اونکے ساتھ نہ نبھہ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور جسقدر
آدمی ساتھ پہنچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہہ سے تھکے ہی تھے۔ اور اسوجہہ سے کہ آدمی
رات کو معسکر شاہی مین داخل ہوئے تھے اکثر خواب مین تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی
ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر۔ اور
قزلباشون کے قریب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تھے نقیب بتیرا چلاتے تھے کہ تیاری
کرو نواب جنگ کے لئے سوار ہو گئے ہین کوئی یقین نہین کرتا تھا۔ بہرصورت برہان الملک
چارپانسو سوار اور اسیقدر پیادونکے ساتھ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔
اور لشکرگاہ کے کنارے تک کوئی تین چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے ملگئے۔ صمصام الدولہ نے
برہان الملک کا پیام بادشاہ کو اور بادشاہ ف نے آصف جاہ کو کہلا بھیجا آصف جاہ نے

ف عالمشاہی مین لکھا ہی کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو اون کو اپنے آدمیون
کی دہاتیون کے ہاتھوں لٹنے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب مین آکر مقابلے کے لئے
کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ وہ چونکہ غصے مین بھرے
ہوئے تھے بزور حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سی کم باقی رہگیا ہی اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہی
اوسنے آرام نہین پایا ہی اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم دیجئے کہ جا بیٹھ رہین صبح
کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا
صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بھیجا کہ برہان الملک
دور نکل گئے کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار مرد جرّار
کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہی اور کوئی جائے یا نجائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہے
یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی
کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تہا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادرشاہی
لشکر کے متصل پہنچگئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
آدہ کوس کی فاصلے پر کہڑا کیا جہان کشائے نادری اور درہ نادرہ سی ثابت ہوتا ہی کہ محمد شاہ
بھی نظام الملک اور قمر الدین وزیر کو ساتھ لیکر انکے پیچھے آدہے فرسنگ کے فاصلے سی
اپنی فوج اور توپخانے کے نمبر سے جماکر کھڑے ہوئے نادرشاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور صمصام الدولہ سی لڑائی کے لئے روانہ کئے
اور ایک حصہ اپنی ہمراہ رکھا۔ قزلباش برہان الملک و امیر الامرا کے لشکرون کے سر پر
پہنچ گئے اور دو گہڑی دن رہے تمام مخالف ملک لڑائی شروع ہوگئی۔ اور امیر الامرا صمصام الدولہ
کے ہمراہی بہت نامور تھے اون مین بہت سے مارے گئے۔ اور
اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر مع چند رفقائے
باقیماندہ کے میدان جنگ سے سر شام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جیسے سہ شنبہ ۱۹ ذیقعدہ[۱]
کو قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوئے تہے۔ اور اونکے ہمراہیون مین سے
بعض مارے گئے تہے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہہ جمع تہے۔
قزلباشون نے اون کو چارون طرف سی گہیر لیا۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک
کا ہموطن تہا جرات کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔ برہان الملک نے
اوسکے چہرہ پر بارا تکان مذکور نے آواز دی کہ اے محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے
لڑتے ہو اور اپنی فوجہن کس پر اعتماد رکہتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر اوس سے گھوڑے کو

[۱] تاریخ مظفری مین ہی کہ ۵ اسکو لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ ۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رسا پکڑ کر برہان الملک کی عماری میں جا پہنچا برہان الملک ایران کے ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہو کر اوس ترک کے ہمراہ نادر شاہ کے حضور میں گئے نادر شاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا۔ خزانۂ عامرہ میں لکھا ہے کہ برہان الملک کی پامردی اور شجاعت کو نادر شاہ نے بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ ایسی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور میں آئی ہندوستان کے اندر کسی لڑائی میں ہمنے نہیں دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانۂ عامرہ میں اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی میں لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اوسی پکڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادر شاہ کے لشکر میں لیگیا تلوار اور ہنسلی کے بہت اوسپر وار کئے۔ مگر نہ مانا اسطرح برہان الملک در تین ہمراہیوں کے ساتھ نادر شاہ کی قبضے میں آگئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوٹھائے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادر شاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کردیا۔ برہان الملک نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوئے نادر شاہ سے مصلحت آمیز باتین کر کے دو کروڑ روپئے پر اوس سے صلح کرلی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ یہ دو کروڑ روپئے حاضر ہو کر پیش کریگا بعد اسکے نادر شاہ واپس چلا جایگا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ میں تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس بھیجدیا جب یہ رقعہ پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متردد تھے بہایت خوش ہوئے محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادر شاہ کی پاس گیا۔ اور ملاقات حاصل کر کے زر موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر میں واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور میں پہنچکر اپنی خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کرآیا تھا امیر الامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ[۱] کو عطا کردیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہوگئے۔ اور نادر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ میں آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہے اوسکے سوا کوئی کچھ نہیں کرسکتا اوسکے نزدیک ایک دو کروڑ روپے

(۱) دیکھو سیر المتاخرین - ۱۲

کچھہ حقیقت نہین رکھتی اسقدر روپیہ تو مین ہی اپنے گھر سے دے سکتا ہون باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہجہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادرشاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو مع خدم و حشم کے اپنے لشکر مین بلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادرشاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اونکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[1]۔ اور طہماسپ خان جلائر کو جو نادرشاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دہلی کو اپنی روانگی سے قبل بھیجی اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کے لیے دیا جس کو محمد شاہ دلی مین چھوڑ آئے تھے۔ نادرشاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے۔

عالی جاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن رفیع الشان منیع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ نظامت دار الخلافت شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملک ہندست حرم سرای اشرف سلاطین روی زمین است سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جوہر امانت بود تا بہ تہ آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور فائض النور ماموره بود مستحسن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا نما و امیدوار دولت خداداد سازد و نوعی بپردازد کہ رعایا و برایا آسودگی بسر برند و زیردست و زبردست مساوی زیند نشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد و ضبط کارخانجات و اسباب پادشاہی و حراست سلاطین ذمہ خود شناسد خیر شرط است و کلیہ قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہ طہماسپ خان سردار کہ ہمپای برہان الملک می رسد نماید درین بادہ شقہ خاص لعلے حضرت نیز بآن قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد و دعا را متوجہ احوال خود شناسد۔ درین باب تاکید داند تحریر فی التاریخ سیزدہم[2] شہر ذی القعدہ الحرام

نقل شقہ بدست خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

---

۱ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ ۲ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

پیشگاه شہنشاه صادر شده میرسد باید که کلید جمیع کارخانجات را حواله سردار سازد و درین باب
یعنی بلیغ و تاکید شدید دانند۔ برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف
سے خط لکھ کر بہ اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا نقل خط برہان الملک۔
نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے ۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت قدمبوس
آستانہ شہنشاه دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ حضرت اقدس حاصل نموده شد
چنانچہ آغا حسن می رساند و طہماسپ خان بہادر در رفقہ بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر میشوند تا باولی استقبال
طہماسپ خان فرین صلاح ست و از قلعہ و از کلید قلعہ پیشتر خود طلبیده با کلیدہاے دیگر کارخانجات
را اول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیاده والسلام۔
یہ تحریر شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی
دہلی پہنچے۔ شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور
طہماسپ خان و شمس الدولہ کا منگارخان کے باغ مین اوترے ۔ تھوڑی دیر یہان بیٹھ کر کشمیری
دروازے سے شہر مین داخل ہو کر قلعہ کو چلے یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین
تھوڑی دیر توقف کیا جبکہ محمد شاہ کا شقہ دیکہا تو قلعہ کا دروازہ کہولدیا۔ طہماسپ خان کی راہی سے
دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے ۔
اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہہ چھوڑ دیگیی۔ نادر شاہ بھی محمد شاہ
کو ساتھ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸۔ ذیحجہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو
نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین داخل ہوے ۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر مین منقسم
کر کے حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے اور محمد شاہ کی حفظ و
حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائین ۔ باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہ دوراندیشیان
اور ہوشیاریان برتین ۔ مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے اور دوسرے دن یہ افواہ
مشہور کی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی ۔ اور جون ہی کہ دلی کے گلی کوچون مین یہ خبر
پہیلی تو ہندوستانیوں کی نفرت علامت اخمت ظاہر ہوئی ۔ اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع
ہوا اور جس طرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پہیلے ہوے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ
ونکے ہندوستانیونکے غیظ و غضب کی قربانی ہوے ۔ ہندوستانی امیرون نے
یرانیونکے بچانے مین کوشش نہ کی ۔ بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جاؤنکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لئے متعین کئے گئے تھے - علی حزین نے بیان کیا ہے جسکو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور رسکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ مین ایکہزار آدمی بیان کئے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے کسیقدر رنجیدہ ہوا - کہ وہ فسادات بہ بار رہا اور تنزل کی جگہہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گھوڑے پر سوار ہوکر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو جیتا جاگتا دیکھکر پھر امن و امان قایم ہو جاتے اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بھائیونکی لاشونکو پڑا ہوا دیکھا - مگر اسپر بھی جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ ادہر ادہر سے پتھر پھینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر و بان و سپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تہا اوس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اوسپر چھوٹ کر آئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ نے یہ دست درازیان دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا - اور قتل عام کا حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور بادشاہی و متبرک کی نظر سے پیدا ہوسکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون پر ایسا جلایا ہوگا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شہیدا نے اس قتل عام کی تاریخ عمر عام سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی سفارش سے غیظ اوس کا ٹھنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا معقول تہا کہ جسوقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رکگئے - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہو ہین اسلئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تہا کہ اوسکی مال و دولت سے اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جبر کے رنگ ڈہنگ اوس نے ڈالے تھے جسکا وہ خواہان تہا - چنانچہ پہلے شیر اوس کی سعادتخان ہوئے مگر دلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تھی کہ سعادت خان مر گئے اور دہلی مین مدفون ہوئے -

برہان الملک کی وفات

مآثر الامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

لہ دیکھو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہو کہ جسدن نادر شاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا
اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی - اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہی کہ لڑائی سے چند
روز کی بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اونکی پاؤن مین تہا راہی ملک آخرت
ہوتے - خزانہ عامرہ مین مذکور ہی کہ نوبت ذبحہ کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر
اپنے گہر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے - مگر شقاقلوس کا درد اور بیتابی بہت تھی -
کبھی غش آجاتا تہا کبھی افاقہ ہوتا تہا - عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سانس نکل گئی جس شب
انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لئے گئے - اور بیشتر سے ایک آدمی کو کہدیا کہ برہان
الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین - اونہون نے نہ مانا - جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون
کی اعانت سے تعظیم کو کہڑے ہوئے - علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہا ہے

رباعی دوراز تو سپہر واژگون می گردید * بنگر کہ زمانہ بے تو چون می گردید *
رفتی زجہان و پشت شمشیر شکست * با قامت خم ہمیشہ خون می گردید *

صفدر جنگ جو کہ قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سی برہان الملک کے پاس مامور تہا تاکہ
وہ کروڑ روپئے جنکے نذر کرنے کا اونہون نے وعدہ کیا تہا وصول کرے وہ اون سوارون کو
لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سی وہ روپئے وصول کرکے نادرشاہ کے پاس لایا - گیان
برکاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہی کہ ایکدن نادرشاہ
نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو چند سخت اور نا ملایم الفاظ کہی نظام الملک آصف جاہ
ایک عیار آدمی تہا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہی او دو ایک شربت
کا پیالہ زہر کے پہانسے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تہی اور مردمی کا طنطنہ رکہتی تھی
واقعی مین زہر کہا کر مر گئے - نادرشاہ ابھی شاہجہان آباد مین مقیم تہا - مگر عماد السعادت کا مولف
گیان برکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے - اوس کا بیان یہ ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے نظام الملک
کو طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑہے تو نے ہمکو قندہار تحریر کیا تہا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان
مین تشریف لامینگے تو بچاس کروڑ روپئے کا انتظام کردونگا - اور جو کچھ بادشاہ و امرا سے
ہاتھ لگیگا وہ علاوہ ہوگا - اب وہ روپئے کہان ہین - جا آج اور کل کی مہلت ہی پرسون تک
اگر حاضر نہ کرسکے گا تو تیری کہال نکلوا لونگا - آصف جاہ نادرشاہ سی رخصت ہو کر برہان
الملک کے پاس آیا - اور نادرشاہ کی ساری تقریر سنا کر کہا کہ بہائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے

کا تمہاری خیر نہین ہی اب کوئی صورت بچانے کی باقی نہین ہی ۔ مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہی مدت العمر مین ہ لڑائیان سر کی ہین تف ایسی زندگی پر کہ بڑہاپے مین ایک گدائی قزلباش بچہ بے نام و نشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اسبات کو بہتر جانتا ہون کہ مین اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون ۔ اور زہر کا پیالہ پی لون ۔ میرے اور نادر کے سوال و جواب قیامت مین ہونگے ۔ برہان الملک صاف دل تہے ۔ اونہون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا ۔ آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین تہوڑا زہر ملا کر پی لیا اور چادر تان کر سو رہے ۔ اور مر گئے ۔ مگر نظام الملک نے زہر نہین کہایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا ۔ جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور ہوا ۔ اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہی کہ یہ حکایت محض بے اصل ہی حقیقت حال یہ ہے کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دنبل نکلا تہا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تہا اوسی صدمے کی وہ مر گئے اونکی اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ آصف جاہ کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تہا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تہے ۔ ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکہتے تہے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تہے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے تہے ۔ عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بہلا کوئی سلوک بیان تو کرو اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکہین ۔ والد نے قمر الدین خان کو لکہا کہ آپ اسوقت دستگیری فرماتے ۔ کیونکہ والد تو کمسن ہین ۔ اور مخالف لوگ دادا کے دشمن لگے ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے ۔ آپ باپ کی جگہہ مین ۔ اونہون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار اور جان و مال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچہہ کرتے ہین خوب کرتے ہین ۔ بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہون والد نے جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر اور پیس کر کہا لین ۔ اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آئے ہوئے تہے اونہون نے بہی یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوتے ۔ اور بادشاہ کی پاس پہونچے تو خشم آلودہ چین بر جبین

کھڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام
سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہو جاتا کہ آصف جاہ نے رکاب
سعادت مین بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک
ادنی آدمی کی وجہ سی پیش خانے کے سپاہیونکے پاس نظر بند ہی۔ جو کچھہ اوس کے باپ نے
خدمات کین اونکو اسطرح ناک بحث بہلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب
اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیون یہان
بیٹھے ہو تمہارا اسسرنا مرد ہے اوس سی کچھہ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کوئی ایسی
ہمت رکھتا ہی کہ مجھہ سے تم کو چھڑائے لے۔ اوس نے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم
اوٹھنا اچھا نہین۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر
اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سی نکال اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزندون پر
نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکی
ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اوسی وقت پہنچکر تمھارے باپ کی اون مہربانیونکا جو میرے
اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عماد الملک نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ دادا صاحب اس حال کو
سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوئے۔ جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سی دہلی کو آئے
اور برہان الملک انسے ملنے کو گئی تو لب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔
اور اوس دن سی دونون مین صحبت بڑھ گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھی اپنے ما دام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سر راہ نواب
سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوتر کر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے
جب سربلند خان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ ابھی سنگھہ پسر اجیت سنگھہ
مقرر ہوا۔ تو سربلند خان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبر آباد مین ٹھہر گیا۔ یہان سپاہ
نے تنخواہ کے لئے اوس پر بلوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے
لے لینا چاہا۔ مگر سربلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کر کے سپاہ کی تنخواہ ادا کی[۵]

۵ دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونہون نے نادرشاہ کے ہاتھوں
دلی کو برباد کرا دیا۔ تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت میر بخشی گری نظام الملک
فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ
خاطر گشت و نادرشاہ را بر رفتن دارالخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمک حرامی
ادا کرد و خزاین و دفاین آنجا گوش زد کرد۔ مفتاح التواریخ مین بھی اسباب کی تصریح
کی ہی۔ از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد
داخل شد و الا ارادہ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند
؎ بے سعادت نمک حرام بمرد ۔ (۱۱۵۲ ہجری) ایکدن برہان الملک اور عمدۃ الملک
محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے۔ نواب نے امیر خان پر طعن کیکے کہا ؎
پسر نوح با بدان بنشست ۔ خاندان نبوتش گم شد ۔ یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد
مین سے ہے نامعقول وضع رکھتا ہی۔ امیر خان[1] نے جواب مین کہا سچ ہے ؎ سگ اصحاب
کہف روزی چند ۔ پے نیکان گرفت مردم شد ۔ یعنی ہم کہ گمنام تھے اس مرتبہ کو پہونچگئے
برہان الملک نہایت کار طلب امیر تھے جرأت کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی۔
نہایت مدبر شجاع منتظم تھے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپیے چھوڑے طبیعت
موزون تھی۔ شعر بھی کہتے تھے۔ امین تخلص کرتے تھے۔ میر عبدالعلی طالع تخلص ایک غزل کے
مقطع مین کہتا ہے ؎ طالع این مصرع نواب دل از دستم برد ۔ دل غمگین بکسی ار ہم و یا دم نیست
دوسرا مصرع امین کا ہی۔ ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے انکے نام سے یہ شعر
لکہا ہے ؎ زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو درآیم ۔ کہ نگرد چشم مستت ہمہ بنظرہ سیاہت

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکہا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا
بادشاہ کے ہاتھ سے خلعت عطا ہوا۔ مقدار اوہ عارضہ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن مین ہی مرگیا

---

[1] امیر خان کے ساتھی زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھوں مین کاجل لگاتے تھے دانتون پر مسی ملتے تھے۔ ہاتھ پیرون
مین مہندی لگاتے تھے۔ انگوٹھی چھلے اور چاندی کے تعویذ اور دونون کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی بھی یہی وضع تھی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالتہً خلعت مرحمت ہوا جنھوں نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادتخان برہان الملک کے ہندوستان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی میں مرگیا۔ جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اونکی اول یہ منشا ہوئی کہ بہنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دیں۔ لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی میں مصروف رہتے تھے اسلئے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اونسے شادی کردی اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہیبتا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت میں تھی مع اوسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلواکر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچویں بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا یعنی سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنت

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان میں مذکور ہوا ہے کہ ایکبار اونکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لئے ان منصبوں کی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے بیان لکھتا ہوں۔ اس کتاب میں بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کئے تھے پھر اس میں ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے۔ ان منصبوں میں سے پنجہزاری تک نوکروں کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹوں کے واسطے مخصوص تھا ہر ایک منصب والے کے لئے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً

منصب ہزاری کے لئے گہوڑونمین عراقی ۱۰ مجنس ۱۰ ترکی ۱۲ یابو ۱۲ تازی ۱۲ جنگلہ ۱۲ ہاتہیون مین شیرگیر ۷ سادہ ۸ منجہولہ ۷ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین اونٹ ۱۲ خچر ۴ گاڑی اور جہکڑے ۲۴ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گہوڑون مین عراقی ۱۲ مجنس ۱۲ ترکی یابو تازی جنگلہ چوبیس چوبیس ہاتہیون مین شیرگیر ۸ سادہ ۱۰ منجہولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور جہکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹہہ سو روپیہ درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۴۴ مجنس ۴۳ ترکی ۶۸ یابو ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیرگیر ۲۰ سادہ ۲۰ منجہولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱۰- اونٹ ۸۰ خچر ۲۰ جہکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۴۹ ترکی ۸۰ یابو ۸۰ تازی ۸۵ جنگلہ ۸۶ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۲۴ منجہولہ ۲۷ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲- اونٹ ۱۱۰ خچر ۲۷ گاڑی جہکڑے ۲۲۰ ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ۔

مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کے حالات

نسب مرزا مقیم

ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آقا قوینلو اور دوسری کو قراقوینلو کہتے ہین ۔ قراقوینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانرواے دیار بکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بہاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا - جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتھ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شائستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی - فی الفور ترکمانون کی جمعیت کثیر اوس کے جہنڈے کے تلے جمع ہو گئی اور دیار بکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کر لیا - ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے تبریز مین لڑائیان ہوئین جن مین سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تھی میران شاہ مارا گیا اور ابا بکر کرمان کیطرف بھاگ گیا ۔ بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا
شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرا یوسف کے سر پر پہنچ گیا ۔ مگر ابھی لڑائی شروع ہونے
باقی تھی دونون لشکر مقابل پڑے ہوئے تھے کہ شب ہفتم ذیقعدہ ۸۲۳ھ ہجری کو قرا یوسف نے
ہیضہ کیا اور مرگیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیرنامے مین یون لکھی ہے ۔ ع وفات میر یوسف شاہ
تبریز ۔ کتابت شد بتاریخ کتابت ۔ شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز مین
باپ کا قایم مقام کرکے معاودت کی ۔ جب جہان شاہ مرگیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بھتیجا الغ شاہ
تخت پر بیٹھا ۔ اور بعد الغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوس کے بعد شاہزادہ
ناصر مرزا بادشاہ ہوا ۔ اوسکی بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران مین شاہ
عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا ۔ اس بادشاہ نے تبریز
کی تسخیر کے لئے فوج کشی کی اور اوسے فتح کرکے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لیگیا ۔
اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کردی ۔ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر قلی خان
بیگ تھا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا ۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا
محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ ۔

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیرنامے مین اسی طرح مرقوم ہی اور یہ حالات
کتب معتبرہ کے مخالف ہین ثبوت ان کا بجز انہین کتابونکے دوسری جگہہ نہین ملتا ۔ غور کرو ۔
(۱) مراق قرا یوسف کا پوتا نہین بیٹا تھا ۔ چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم
مین لکھا ہے کہ جب قرا یوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تھا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا
ہوا جسکا نام پیر مراق خان ہی ۔ احمد جلایر بغدادی بھی اون دنون وہین پناہ گزین تھا ۔ جسنے
اوس لڑکے کو اپنی فرزندی مین قبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائیجان پر چڑھائی
کی تو قرا یوسف ساز وسامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلا اوجان مین آیا اور وہین مرگیا
بایسنقر نے تبریز پر قبضہ کرکے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑھا ۔ شاہ رخ کی چڑھائی کے وقت
جہان شاہ بن قرا یوسف سلطانیہ مین تھا وہ باپ کی وفات کی خبر سنتے ہی وہانسے بھاگ گیا
اسکندر اور اسپند قرا یوسف کے دو بیٹے تھے وہ بھی شاہ رخ کی فوج سے شکست پاکر بھاگ گئے
جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا ۔ تو اسکندر نے پھر آذربائیجان پر قبضہ کرلیا
شاہ رخ نے دوبارہ چڑھائی کی تو اسکندر بھاگ گیا ۔ آخرکار شاہ رخ نے اپنا بھیجا چھڑائی

جہان شاہ کو آذربائیجان کی ولایت دیدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ
کا پوتا لکھا ہے - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہے (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑہائی
کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے قبضے مین تھا نہ صفوی مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ
الصفا مین ذکر فتوح آذربائیجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائیجان اور تبریز پر سلطنت
عثمانیہ کا قبضہ تہا - اور روم کیطرف سے علی پاشا یہان حاکم تہا اوس مین اور غازی بیگ کرد
سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہو گیا علی پاشا نے اردان او نخجوان اور تبریز کا لشکر جمع کرکے
غازی بیگ پر چڑہائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد
کے لئے بہیجا شاہ عباس نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز دینوی
خالی تھا اور تیاری کرکے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ربیع الثانی ۱۰۱۲ سنہ ہجری
کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے چھہ دن مین گذرکر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین
دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ
شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور سہل طور پر شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہو گیا
تبریز نہایت خراب و ویران ہو رہا تہا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات
اوٹھاتا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کرکے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست
پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہو گیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اور اونہین معمولی تواریخ اودھ کی
سند سے لکھتے ہین کہ مرزا **شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تہین
اونمین سے ایک بیٹی مرزا **مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی
کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان
تہا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے
ساتھہ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے
فرزند سے منسوب ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مر گئی - مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین
ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مینڈو پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی
اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تہا جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی
سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبر آباد مین تحصیلداری

کی خدمات ادا کی تھین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور فنا دلکھنو سے قبل مرگئے **دوسری بیٹی** کا میر عبد اللہ سے بیاہ ہوا تھا جس کے بطن سے میر عبد اللہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبد المطلب خان اور مرزا حیدر علیخان اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مرگئے بجز مرزا عبد المطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی - میر عبد اللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام کو پہنچتا ہے - اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنون سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی - اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳) میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو نجف گڈھ مین جسمے کی جوب کے صدمے سے ہلاک ہوئے **چوتھی بیٹی** مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے -

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوے (۱) بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا مقیم تھا - مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا مقیم چھ مہینے کے تھے جو اونکی مان نے انتقال کیا - مرزا مقیم کو اونکی خالہ نے جو محمد شاہ ہمراہ میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھین اپنا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا - اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوے - مرزا محسن (جنہون نے ۲۹ - ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ ہیضہ مین انتقال کیا تھا) اونکی شادی اونکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے اونکے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوے جن بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا بزرگ تھا - اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان عرف مرزا کوچک تھا - اور انہین آغا بابا بھی کہتے تھے - مرزا محسن کی دونون بیٹیون مین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی - اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان ابن مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی پھوپھی زاد بھائی تھے - اور نسبا ان کا سادات حسینیہ تھا اور اونکے دادا مرزا فخر الدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کی روضے کے متولی تھے - مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا مسیح تھا اور چھوٹے کا

مرزا ابوطالب خان نام تھا .... ابوطالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب
سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم
نامی کے ساتھ ہوا۔ اور اونکی تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہین مرزا ابوتراب خان
اور مرزا ابوالقاسم اور مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین - امنین سے مرزا ابوتراب خان کی
شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور
مفخر الدولہ مرزا ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونون
لڑکیان نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنین تھین جو بوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے
تھین - مرزا منیر الدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان
کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر
قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا ہر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے ساتھ
مشہور تھین بیاہی گئی - انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا - جب مرزا شفیع خان
نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ مین رسالہ دار کردیا
اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اونکی نسبت
ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نے نپائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان
دہلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دلی کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ
خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ
ایک اور عورت کے بطن سے تھا اونکا نام زین العابدین خان تھا جو مرزا شفیع سے عمر مین بڑے
تھے زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلیخان کی بیٹی بدھن بیگم کے ساتھ ہوا تھا -
بدھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے
بیٹی بن بیاہی مرگئی بیٹے کو مرزا بزرگ کہتے تھے اون کا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ
کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے اور وہ خود حالت جنون مین مرگئے - بیٹے کا نام قایم علیخان تھا جو
مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تھے - اور قایم علیخان کی
بہن مرزا جنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منعقد ہوئی تھی جن کے بطن سے تین بیٹے پیدا
ہوئے اول نواب محمد قلیخان عرف مرزا کوچک - ابن مرزا محسن جو اپنے

[illegible]

چچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے
پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بدہن
صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ
ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی
عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین منسوب ہو چکے تھے اونسے ایک بیٹا
مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تھا محمد علیخان
مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ ہوا۔ مگر بی بیان بہت تھین۔ محمد علیخان کے
۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تھین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی ننھی بیگم بنت نواب
سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان بوتی بیگم بنت غازی الدین
حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تھین منسوب ہوا۔ بوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان
کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چھوڑین محسن الدولہ
کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر
کے عہد حکومت مین ہوئی تھی محسن الدولہ کے ایک بیٹی مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان
وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی
الدین حیدر نے پرورش کیا تھا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان عرف مرزا ابو القاسم خان عرف مرزا ابو طالب خان
کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے
جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تھے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو جب
ماموں برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ
ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے
کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک
کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[۱]۔ اس
خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان
برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے
بیٹے کا نام مرزا **جلال الدین حیدر** تھا جنکو صفدر جنگ نے پہلے پہل محمد شاہ کے

[۱] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

تو سنجانے کی داروغگی دلاکر نائب میر آتش کرادیا تھا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف ہین **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہین کہ فراست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱ مین لکھا ہے کہ **پدر منصور علیخان کاسہ سازے بود** کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابو المنصور خان کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہی۔

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور دفن ہو چکے تو اونکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسب خان جلائر کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تہا کہ مین سعادتخان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور اونکی جانشینی میرا حق ہی۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اونکی بھانجے مین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہون کہ اپنے بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرماوین تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند فدوی کو مرحمت ہو جائے اس اثنا مین راجہ لچھمی نراین پسر راے ہرنراین وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دل حاصل نہتی۔ اگر صفائی دل حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین جس کو چاہین بخشین صفدر جنگ مرد متین اور حذاترس اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ اونسے راضی ہی اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو اونہون نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبد الباقی خان زنگنیہ کے توسط سے نادر شاہ کے حضور مین پہنچائی نادر شاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرما کر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کرکے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنے بھائی دو سو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلاوین۔ چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہنچگیا اور دو کرور روپیے داخل خزانہ نادری ہوے اور صفدر جنگ صوبہ اودھ کی حکومت پر مستقل ہوگئے[۵۷]۔ مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ مین لکھا ہی

[۵۷] دیکھو عماد السعادت صفحہ ۱۲

کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکی خزانہ اودہ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کے پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بہایون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودہ کی علاقے مین تہا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تہا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اوسکے بعد اوسکے بیٹے اور بہایون نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی - مخالفت کرنے لگے - صفدر جنگ نے اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل ہوئے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اونسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اونکے قلعے مفتوح ہوگئے اور اونکے تمام ساتھی منہزم ہوئے اور بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا - اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضہ مین آئین - اسی زمانہ مین مرہٹونکی آمد آمد کی شہرت ہوئی - نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگے تو مین ضرور اونسے جنگ کرکے سزا دونگا - [1]

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہی کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اونکی مقابلے کے لئے روانہ ہوا - تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

[1] مستفاد از عزیز القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بھگوانداس میر منشی نواب مذکور نے جمع کیا ہے ۱۱

کی تمام فوج اوسکی ساتھہ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھہ اوس
ملک پر قبضہ کرلین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے - اگر حضور
اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بسال زر خراج
بخوبی اداکرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہوجائے گا
تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو
حکم دیا کہ وہ بنگالہ کو فوج لیکر چلے جائین مگر جام جہان نما اور ماثر الامرا سے ثابت ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لئے بھیجا تھا جس کا
ناقیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڈھ
بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا - بہر صورت صفدر جنگ آدہی فوج نولراے
کی ماتحتی مین کرکے صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے چھوڑکر خود [1] ۱۱۵۵ ہجری مین عظیم آباد
کو روانہ ہوئے - اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ
کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تھا اوسکی فوج کم تھی وہ صفدر
جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نراین معروف بہ پرتاب سنگھہ ابن دیوان آتمارام سے
خط وکتابت کرکے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب نے اوس کے
حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج
عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تھی لیکن نزدیک تھا
کہ داخل ہو اسلئے کہ کوئی مانع ومزاحم باقی نرہا تھا - مہابت جنگ کو جبکہ وقایع نگار کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ
کو لکھا کہ مجھکو عرصہ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق تھا الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس
تشریف لائے اگر اسجگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہوجاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے
پہنچنے تک وہانسے روانہ نہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھہ کر سمجھہ لیا کہ مہابت
جنگ دھمکی دیتا ہے - اسلئے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام
کرکے تمام فوج کے ساتھہ فورا ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے
بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکھا جس کا مضمون

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ تہا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ۔ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی مہم درپیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اپنے مقام سے کوچ کیا ہے مگر ہمکو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے مین سواے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہین اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تہا کہ مبادا مرہٹے وہان پہنچکر غارتگری کرین ایک صفدر جنگ کو اوس ملک کی حفاظت کے لئے مامور کیا تاکہ مرہٹے اودہر کا رخ نہ کرین اس لئے تم کو اونکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ اونسے محبت سے پیش آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے پہنچنے کے بعد وہین مقیم رہی۔ جب دیکہا کہ مہابت جنگ مرشد آباد مین پہونچ گیا۔ اور جس عجلت کے ساتھ اودہر آرہا تھا اب پہنچ آتا تو اودہ کیطرف واپس ہوتے اس کے بعد مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیج دیا مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تہا کہ آپ کی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک مین داخل نہین کر سکے بلکہ خاص آپ کی آمد کیوجہ سے صلح کرکے چلے گئے پھر آپنے اتنی جلدی کیون مراجعت کی اتنا ضرور ٹہیرنا چاہیے تہا کہ مین وہان پہونچ جاتا مراسم شکر گذاری بجا لاتا۔ اب مجہکو نہایت شرمندگی ہے۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد اپنے صوبے مین داخل ہو گئی۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تہا۔ مگر سید ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیر المتاخرین مین جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگہوجی بہونسلہ نے بہاسکر پنڈت کو بنگالے پر یورش کے لئے بہیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ ایسے وقت مین کوئی سردار میری مدد کے لئے متعین فرمایا جاوے۔ اگر خدا نخواستہ فدوی تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجاویگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہئے بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو لکہا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے بنگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکہا کہ جسطرح ممکن ہو ابوالمنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پاوے۔ بتعمیل حکم صفدر جنگ نے آخر شوال

یا اول ذیقعدہ ۱۱۵۸ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جسمین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے۔ اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر ابھی دارالامارت فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے بیرصوبہ مفسدا ور بدمعاش زمیندارون کا آرامگاہ ہے۔ انکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ اودہ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ لے جا سکتا ہون۔ پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال واطفال کیطرف سے دلجمعی کرکے مرہٹون کی سزادہی مین مصروف ہوون۔ عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کرکے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کیخدمت مین عرضی گئی تو اونہون نے قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کردین۔ صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھکر دریاے گنگا سے اوترے اور اپنی عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی جانب سے اوس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کرکے آپ بکمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے۔ اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد ونواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائے گا۔ تو بہرصورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جائے گا۔ مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب پہنچین تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ یہان کے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے سازوسامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے امرا مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا۔ اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کیطرح

ایک پروانہ تشفی اور دلاسی کے مضمون لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گھاٹ
سینہ تک اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکلے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سی بہت خوش رہی
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سی خالی کر دیا
جاتے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی اونکے نوکر قلعہ کے دروازوں پر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیون کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے
کر و فر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوئے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو سپرد
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہہ سعادتخان
کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہی اور وہانسے باقی پور مین [illegible] اون کا لشکر مقیم تھا
گئے تمام منصب دار اور امرا او زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوتے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیون سی نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوتے کچھہ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلئے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکی مقابلے مین کام آئین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہی اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ و اتحاد ہی۔ بس اوس کا اور آپ کا مال و اسباب ایک ہے آپ
جو چاہے تصرف مین لائے مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دی سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھہ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کرلین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لائق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ نے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اور اوس نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہی
اسلئے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئی اپنے صوبے کو معاودت
فرمائے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھہ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئے گی۔ بادشاہ نے
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاویگا اور اونکی وکلاء کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے
پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب میں نہین پہنچا تھا۔ مگر اونکی وکلائے نے اونکو پیشتر سے
اس امر کی اطلاع کردی کہ مہابت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت
کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکی ہرکارونکی ذریعہ سے یہ بھی خبر پہونچی کہ
بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کے لئے بہاسکر کے
مقابلے مین اپنی مقر دولت سے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ باجی راو اور برہان الملک سے ۱۱۴۹ ہجری
مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سردارون کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا
کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید مین تھے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راو سے اندیشہ رکھتے تھے
اسلئے اوہنون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گہاٹ
سینر پر پل باندہکر اوتر گئے اور سینر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا اور صفدر جنگ نے
محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادہر آنے سے روکین۔ اگر اون ممالک مین پہنچ
گئے تو اونکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہنچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا خواہ کی دوستی
سے ہر طرح آپ اپنی دل کو مطمئن رکہین۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے مین تمام مسلمانونپر
واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنی ہون۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکی درمیان مراتب ہمسائگی
کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علحدہ رہ سکتا ہون
اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ مرہٹونکی تنبیہ
اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکہتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان
اور اقتدار رکہتے ہین اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اون گمراہونکے ایک
لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے مین آجائینگے تو اون کے صدمات سے مثل ناغان کمان دیدہ کے
ٹہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہین ہے۔
لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپکا شریک
ہون اگر فرض کر لیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ساتھ
واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا ہمین پر ایسی اچھی طرح دیدیجائیگی کہ پھر اونکو
گنگا کے عبور کرنے کی مجال نہ رہیگی [1]

---

[1] دیکھو عزیز القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک[1] امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی پیش دستی کے خوف سے جسکی وجہ سے اوس کو شاہ جہان آباد چھوڑ کر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی پیدا کر لی تھی سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے بادشاہ سے عرض کر کے صفدر جنگ کو بھی اودھ سے بلوایا ابتدای رجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ کا شقہ صفدر جنگ کی طلب مین پہنچا۔ بعد[2] ورود شقہ بادشاہی صفدر جنگ نے جو کہ سابق سے عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے تئین اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے حاضری کے بارے مین راے لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھ کر ترغیبات دین۔ صفدر جنگ اوسکی ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے راجہ نولراے کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تھا اور بتدریج ترقی کر کے اعلے درجے پر پہنچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز افسران فوج اور اپنے سردارون اور معتمدون کے حاضر ہوئے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹھہرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کر کے رمضان سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تھا وسط شعبان مین صفدر جنگ تمام سامان تیار کر کے چلنے کو تیار ہوتے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار ہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹھہرے۔ اور عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہو کر اپنی پیشخیمہ تک داخل ہوتے جو تھوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چند روز قیام کر کے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوتے۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھ کوس پر نکلی تھی کہ وہان یعنی اثناے راہ دہلی مین شجاع الدولہ کی ولادت کی خبر سنی تمام رسالہ دارون اور جماعہ دارون اور امیرون نے مبارکباد کی نذرین دکھائین۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اسطرح نظم کر کے نذر کی ہے ع بدولتخانہ نواب منصور ٭ بر آمد آفتاب از مطلع نور ٭ نواب نے ناظم کو پانچ ہزار روپئے نقد دیے اور پانچ گانون جاگیر

---

[1] یہ بیان جام جہان نما سے جلتا ملتا ہے [2] یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے۔

مین عطا کئی اور جس مقام پر یہ تصبہ بستی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے
مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا۔ گمان پڑتا ہے
کے مؤلف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ
وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوتے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔
صفدر جنگ نے ناناموگھاٹ واقع پرگنہ بلہور[۹] ضلع کانپور پر پہنچکر چار روز تک مقام کیا
اور کشتیون کا پل بندھوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
کی طرف سے پرگنات موسی نگر بلہور اکبر پور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
اوس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی
حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار
گذرا اور اونہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا نواب نامدار
سلامت شمشیر خود را درمیان نکنید وگرنہ آب نخواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان صاحب
راے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اس طرح
جواب لکھا نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون خشیدہ
بمیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے
لیکن اونکی مشیرون نے اونکو لڑنے کی راے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوے تو کہا جائے گا
کہ چیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لئے
بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس قرب و جوار سے فی الفور روانہ ہو کر
دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
کہتے مین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال
پیدا ہوگیا۔ یہ بیان اوون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر عزیز القلوب سے
معلوم ہوتا ہی کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی
اور تپاک تہا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثناے سفر مین فرخ آباد
مین بھی نزول اجلال فرماوین۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تہا۔ مگر پھر

۹۔ یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہی ۱۲

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد نہ جاسکے جسکی معذرت اونہوں نے محمد خان کو لکھی تو اوس نے سنشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنے کے لیے صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنیکا حال اول محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اوس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملنے کو جاتے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جاسکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو صفدر جنگ کی لشکر مین اونکی خیر و عافیت کے استفسار کے لیے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوط مین اس بات کا ذکر ہے جنکو عزیز القلوب سے یہان نقل کیا جاتا ہے خط اول الحمد کہ بہجت تشریف بردن بحضور انور مکنون خاطر بودہ باشد مطلع باید ساخت لیکن مکرمتہ تشریف بردن بہ پیش گاہ فلک کارگاہ اصلح واصوب است کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی و منکوبی مخالفان و ہم سرمہ گلو سے تحریر سخن طرازان خواہد بود بفضل الہی ائتلاف قلوب و محبتہاے روحانی آنقدر استحکام و اسلوب پذیرست کہ شمۂ ازان تقریر و تحریر نمی توان نمود الحمد کہ بنیان اتحاد و موکد باشد اہتمام تمام بر آن لازم و ضرور و بپاس این مراتب بر وقت احتیاج از جانبین در اسم اعانت ہمگی از قوت بفعل رسد یعنی عند الخواہش اگر در نواح مفوضہ کار پردازان شریف شورشی بر روی کار آید ازین طرف بہ ورود فوج وغیرہ تشیید مبانی وداد لمعۂ ظہور دہد و بر تقدیری کہ دین ضلع غبار آشوبے برخیزد بنشاندن آن کار پردازان آن لتیہ ساعت در مرافقت بپردازند خط دوم نواب صاحب مہربان سلامت درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این روی دریای گنگ بعزیمت حضور پر نور مسامع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را افادۂ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تمنای باطن آن بود کہ بہ صدور بشائر مسابات تخمیر فور آباستان بوس صحبت مانوس بپردازد لیکن با منہا بہ کثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست لاچار چندی از دریافت این دولت عظمی مقصر و معذور ماند انشاء اللہ المتعال مستمے کہ درین روزہا طبعیت رو بہی دارد ہمین کہ از قرار واقع رفع مرض می شود و ناتوانی بتوانائی ابدال شدہ پذیرد برخلاف استعجال شتافتہ کانیاب درین آرزو کہ احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلی عبارت ازان ست می شود و بگرامی در یافت ذخیرہ اندوز ابتہاج مے گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ را روانہ ساختہ کہ حالات خجستہ سمات ایجنیم خود بلا واسطہ معاینہ نمودہ بر نگارد مترقب کہ تا اقتضای ایام مباعدت مدام بارقام خیریتہا قرین مسرت و شادمانی ہا باید داشت ـ خط سوم

زبانی رستم بیگ ایلچی حواله شده بود باابراز نامبرده دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راه اتفاق می شد لوازم ضیافت متحمی که دل میخواست بعرصه ظهور می رسید لیکن چه توان کرد نهایت تاکید حضور انور عزیمت سامی از سمان راه صورت گرفت باین مسافت رسیدن طعام پخته متعذر بود لهذا رفعت پناه شمشیر خان و افضل خان را فرستاده شده مراتب اشتیاق را گذارش خواهند آورد امید که تا هنگام مواصلت مسرت مسالمت همواره به صحائف نشاط آگین انبساط تزمین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سی اودھ کو رخصت کردیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نول راے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے - چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت برآر ہو تو ہماری پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح میں عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوتے پھر کوچ کرکے دہلی کے نزدیک پہنچے نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہنچے اور یہاں مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس بانات وردی اور ولایتی گھوڑے نقرئی سازسے آراستہ تھی - اور ہاتھیوں کو زری کی جھولوں اور گنگا جمنی حوضوں سی سجاکر بڑے تجمل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوئی صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیوں سی کم نہو نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہو کر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج مثمن کے مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سی اوترے اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لاکر تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پہولوں کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محل کے ہاتھ بہیجا تہا سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئے - بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سی نہایت محظوظ ہوتے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے بر دو برجی کے خیمے برپا ہوتے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیوں کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ میں جا اوترے

وزیر اعظم قمر الدین خان چین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئے خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوشون پر بیٹھہ جاوین اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لیئے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہنچکر وہان ذرا ٹھیرے اور چند مصاحبون اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے۔ صفدر جنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آ بیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑون کے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیشکش مین دیے گئے۔ اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدر جنگ بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور مستفیض کورنش ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آتی تھی۔ آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی۔

نول رائے کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھہ جلوا اور پرانا خاندانی تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا۔ اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہوگیا تھا۔ اول اول رتن چند دیوان اعظم عبد اللہ خان و حسین علیخان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ سنہ ۱۷۲۲ء مین ہوئی تھی۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ جب نواب صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودہ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھا جو بات منہ سے نکالتا اوسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا۔ اوسکی سرکار مین پانچہزار سوار خوش اسپہ و دو اسپہ ملازم تھے۔ اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی۔ اور توپخانہ۔ اور شترنال اور زنبورچی اور شب برچے بہت کثرت سے رکھتا تھا۔ اور جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کیئے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو منزلیان کرتا ہوا وہان پہنچتا۔ اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین اوسکے نہایت آسانی ہو رہی تھی۔ اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا۔ اوسکے اسامی

مین ہر ایک پرگنہ اور گانون کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی ترقی مین رات دن کوشش کرتا مال ملک مین بڑہاتا۔ اوس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی مین قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ بہیر اور سامان اور تمام لشکر کو رات سی روانہ کردیتا اور خود غسل اور پوجا کرکے اور کہانا کہا کر پہر دن چڑہے سوار ہوتا۔ اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پاکر کمر باندہکر ہتیار لگا کر ڈیرہ سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہتا کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایا سے اہل حرفہ نے آکر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ جو بہیر نے ڈاکہ مارا ہی۔ ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سی رو شتر سوار نکلے اور اوسکی لانے کے لئے شتر دوڑا کے گئے۔ ابھی راجہ کہڑا تھا کہ فراشون نے مرضی پاکر کرسی اور مونڈہا اور فرش لاکر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گہوڑون سے اوترکر بیٹھے اور بادشاہون کا تذکرہ باہم ہونے لگا۔ ایک پہر نہ گذرا تہا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے راجہ نے اوس سی بلند آواز کیساتھ کہا کہ یہ آدمی مشتر فریادی ہین۔ تمنے کیون انکو لوٹا ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گناہگار ہی۔ حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اوسیوقت سب کے سامنے عاجزی کرکے راضی کیا اور اونسی راضی نامہ حاصل کرکے نذر کیا نول رای نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہوگئی۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تہا۔ نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرضکہ راجہ نول رای ایسا دادگستر تہا کہ رعایا اور سپاہ دونون اوس سی راضی تھے۔

صفدر جنگ کو توپخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی ۶ صفر ۱۱۵۰ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے صفدر جنگ کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات کے الفاظ اپنی زبان سی ارشاد کئے۔ صفدر جنگ نے لیا پیش خانہ جو آتش کے لئے ضروری ہوتا تہا قلعہ مین آراستہ کرکے اپنی سکونت وہان قرار دی اور سید ہدایت کی بادشاہ سی سفارش کرکے جیکلہ سکندرہ کی سند اوسکو دلائی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا۔ اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلوایا۔ ۲۷ شہر محرم ۱۱۵۱ ہجری

کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسد یار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کر دی جنہون نے اپنے مامون کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلایا اور قید کر دیا۔ اور تھوڑے دنون وہان رہکر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان سے ناخوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑہائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

۱۱۵۶ھ میں داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کے لئے دامن کوہ کمایون مین آیا تھا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تھانے مین متعین تھے اونسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب ہوگئے داروغہ کارخانے کو جنگل مین چھوڑکر دہلی پہنچا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ ایکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کر دیا اور نوکرون کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو علی محمد خان کی سزادہی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے۔ ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آپسے ملے کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے در پردہ نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ دلسے نواب علی محمد خان کی جانبداری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

ہین - ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وزیر کے منصبی سرہند کو نواب علی محمد خان نے "غارت کر دیا تھا"
مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تھے
سیر المتاخرین کا مولف بھی کہتا ہی کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے
اسلیئے نواب علی محمد خان سے درپردہ طرفداری تھی - ان دونون امیرون نے بھی اس روہیلے کی مہم
کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ ڈھیل ڈالدی تھی - بنگڈھ کے گرد اسقدر گنجان بانس ہوتے ہوے
تھے کہ کسی صورت سے گولہ اونکے پار نہ جا سکتا تھا - ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپون کے
بن گڈھ مین پہنچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑون وغیرہ کو گھاس چارہ کی تکلیف ہونے لگی تھی
آخرالامر روہیلون نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے - کیونکہ جو اپنے سلطان سے
جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت حرام ہو جاتی ہی - یکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب
قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو قصور کی درخواست
کی اور بادشاہ کے بعض شرائط کی بجا آوری پر راضی ہوے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق
زرنقد بھی نذر کرونگا - وزیر الممالک نے مورچوسے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین
بھیجی - بادشاہ رضامند ہو گئے اور وزیر الممالک کو اختیار دیا کہ جو تمھاری رای ہے اوسکے مطابق
کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی - و طرفین سے گولہ باری موقوف
ہوئی - ۳ جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادے سے
سوار ہوے - اس عرصے مین آندھی چلنے لگی - پھر کچھ بوندا باندی ہوئی - اونکی سواری آہستہ
آہستہ چلکر قایم خان کے ڈیرے کے پاس پہنچی - وہان تھوڑی دیر قیام کیا - اور اپنی گرد آلود
اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی - آنندرام مخلص نے بنگڈھ کے سفرنامہ مین اسی طرح لکھا ہے -
یہان ایک بات جان لینے کے قابل ہی کہ تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے بیان کیا ہی
کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تھے -
اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نولراے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تھا
قایم خان کی فوج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کیطرف تھی - ایکدن نواب علی محمد خان بارہ ہزار
زرہ پوش پٹھانونکی ہمراہی مین صفدر جنگ کے پاس جاتے تھے - جب اونکی نظر قایم خانکی
جھنڈے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہی - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب اونکے خاص خاص سردارون
نے کہا کہ کیا ضرور ہی معاملہ صلح کا اعتبار ایک شخص اور اوسکے دیوان نولراے پر رکھا جاے

یہان آپکے ہمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجی نواب نے
اس بات کو قبول کیا۔ اور قایم خان کے پاس گیے قایم خان اونسے نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ
نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوے اور تمام عمر نواب قایم خان سی بغض رکھا۔
یہ بیان اندرام کے بیان کی سلسلے جس سی ہمنے اقتباس کیا ہی صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین
آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بخبگی گئے بغیر یون ہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے۔
خلاصہ کلام یہ ہی کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا اسن
اور دو تین سو سوار اونکی ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے۔ عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان
صفدر جنگ اور قایم خان سورچونسی سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلی گئی اور سہ پہر کے وقت
نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچونسی سوار ہوے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ
محل کے اندر سی نکلے۔ دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے۔ اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسری
امراے سلطنت باریاب مجرا ہوے۔ بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا
انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اونکی دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئی بادشاہ نے
فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکی ہاتھ کہولدینا چاہیے۔ نواب علی محمد خان اداب
بجالائی اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین۔ نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا۔
اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین۔ پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن
چڑہے بادشاہ نے کوچ کردیا۔ تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے۔ اور نواب علی محمد خان
سو سوار اور سو پیادونکی ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور اونکی تمام علاقہ پر فرید الدین خان
ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مرادآباد حاکم مقرر کیے گئے۔ اور بادشاہ نی قایم خان کو
قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان جارچی
ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی۔ سلخ
جمادی الاولی ۱۱۵۸ ہجری کو بادشاہ شاہجہان آباد مین پہنچ گئی۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ
روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انمین کا ایک متنفس باقی نرہے اسلئے
بادشاہ سی کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین۔ مگر وزیر اعظم اونکے
ہمیشہ آڑے آتے رہی اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ حضور مین ملتوی

ف دیکھو تاریخ عالم شاہی

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ میں قرابت پیدا ہو جاے ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہاں بیاہ کرو گے عرض کیا کہ میرے ماموں سادت خاں کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے - اس لئے شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہیں ہے - تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان داغستانی ستش انگشتی کے گہر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخان سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بہن گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہیں اب دیکھئے کہاں قرار پاے بادشاہ نے فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب حلیمہ مرضعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جاے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم علام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ ۱۱۵۸ھ ہجری میں شادی قرار پائی بڑی دہوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپئے صرف ہوئے[۱] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کروفر کیا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکہزار کشتی سو گھڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گہر بھجوائے کہ ہر ایک گھڑا سو روپئے کے میں تیار ہوا تھا بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا[۲] - آبحیات میں مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خاں امید کے حسن و جمال اور سلیقے اور سکھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگوں نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے منظر نواب حضور بیٹی کر کے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دہوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[۱] دیکھو عماد السعادت [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

دولہن بیگم صاحبہ اون کا نام تہا - اور آصف الدولہ کی والدہ تھین - اس بیان مین بعض باتین غلط ہین - اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین -

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلی مین ٹہیرا محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا - اور علام علیخان خطاب پایا - بکاولی کا تعلقہ اوسکی سپرد ہوا - اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا - محمد شاہ نے علام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا احسن اوسکے باپ کا نام تہا اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی - نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ کی خدمت مین اسکا تقرب بہت بڑہ گیا - موتمن الدولہ خطاب پایا - دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گہوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے - بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا - اوسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چہہ روز نوبت آئی ۲ - صفر ۱۱۵۲ ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے

زبسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود * نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی - ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف ہوئے - موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ کرائی - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا - بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اوسکے باپ کا خطاب تہا - اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تہے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹہایا - کہتے تہے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نوکر کیا ہوتا تو ہم نہین جانتے ہین کہ میری زیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بہی بخشی گری کی خدمت بدستور رہا - اور شاہ جہان آباد کی کروڑگیری کی خدمت بہی اوس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو مارا گیا - اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ - آخر محرم سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین یہ دونون بہائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودہ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تہا۔ شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے سعادت خان کو تین بخشی گری کا خلعت دیا۔ یہ واقعہ ۲۴ رجب ۱۱۵۵ ہجری کا ہی۔ دریائی لطافت مین لکہا ہے کہ یہ تینون بہائی نہایت عیاش تھے۔ اصلی لطیفہ گو اور خوش کلام اور بری پکبر دہلی کے اونکی صحبت مین رہتے تھے۔

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

ماثر الامرا مین لکہا ہی کہ ۱۱۵۹ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سی نکالکر صفدر جنگ کے سپرد کر دیا۔ اور خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کر دیا۔ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور و ملتان پر چڑہائی کی اور اوس ملک کو دل کہولکر لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سی دہلی کیطرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کر کے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری جنگ ولد راجہ جے سنگہ سوائی وغیرہ کو اوسکی ہمراہ کرکے روانگی کا حکم دیا۔ ایسری سنگہ نے اسوقت پر بادشاہ سی عرض کرایا تھا کہ قلعہ رنتھنبور مجھے عطا ہو جاوے۔ اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈہیل کرتا تہا۔ بہت امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جاوے۔ مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کبھی مخالفت ہوگئی تو راجپوتونکے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل ہوگا۔ ۱۸ محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو پہون جڑہے فتح پیچ عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اور نو گھڑی دن چڑہے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندہا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سی نکالکر

اونکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین
متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے
بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریاے
ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا۔
اور ۱۳۔ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے
اوسطرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے
گرد خندق کہدوائی۔ ۱۵۔ ربیع الاول سے ۲۰ تک لڑائی جاری رہی۔ کسیقدر رسد کی گاڑیاں
اور بالونکے جھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھین اون پر
ابدالی کے لشکریون نے مقبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے
خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمرالدین خان اپنے
خیمے مین چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اونکے لگا اور وہین رہگراے
ملک بقا ہوئے۔ راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے وزیر کے
مقتول ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر منو ابن قمرالدین خان
نے سب شاہزادے کی پاسداری کی۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے
پرحملہ کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مخالف کے اکثر آدمیون
کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی
اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تھوڑی
فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی فوجکے رہکلے اور بان اور
جزائل اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہوگئے۔ اور بڑی
دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اودھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی
کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگئے۔ اور اس گرما
گرمی مین ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جا کر گرا۔ جس سے
توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی
خاک برابر ہوگئے۔ اور اوسکی فوجکی ساری جوانمردی ختم ہوگئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ کے
قدم اوکھڑ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سی کوچ کرکیا محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون علیل تھی اسلئے شاہزادی اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ کے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلئے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوئے ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ہجری مطابق ۵۔ اپریل ۱۷۴۸ء کو محمد شاہ نے انتقال کیا۔ ۲ جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کرکے بادشاہ کی نذر سی گذرانا۔ اور سلطنت ہندوستان کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[۱]

صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوے وہ احمد شاہ درانی کی موت کی دہوم دہام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونہون نے فیروز ہندو کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کیغرض سی وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کردیا[۲] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اوسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہوسکتی تھی۔ مگر تہوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہی۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھہ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کررہے تھے۔ نواب علی محمد خان روہیلے کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکہنڈ کی حکومت پر قایم ہوگئے تھے ایک خط اونہون نے

[۱] دیکھو مراۃ آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن صاحب کی تاریخ ۱۲

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئی مگر اتنک عہدہ وزارت کسی امیر بادشاہی
کے نام قرار نہیں پایا ہی لعاہر مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی - مگر امراسے تورانی چاہتے ہین
کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا - اگر آپ بھی تشریف
لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنون
محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے
کوئی آدمی دہلی کو بھیجکر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی بحالی بادشاہ کے حضور سے
کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت
نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین مبتلا تھے - وقت سامعہ مین بھی بڑا خلل آگیا تھا
دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو
روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ
صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا
یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی مین لے گئے اور اونکی ڈیرے شیر جنگ کے باغ مین
نصب کرائی صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی - دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے
حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کرکے
تورانیون کی مخالفت اور ایرانیونکی موافقت کی ساری داستان بیان کی - حافظ صاحب نے
صفدر جنگ سے کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا - اور اپنی قیامگاہ
کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے - کئی دن کے بعد
صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل مین خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو
جاؤنگا - پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے
دروازے پر کھڑے ہونگے - اور یہ چاہتے ہین کہ مجھپر سبقت کرکے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین
اسلئے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائین - چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ
رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کرکے صفدر جنگ کے دروازے پر
پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہنچتے
ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے - تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب
جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین - مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اونکو قلعہ کی اندر داخل نہین ہونے دیا کہ اتنے مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی ......

...... تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھ کر دم بخود ہو گئی اور کچھ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ کے دروازے پر پہنچے اودہم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان نے قلعہ کا دروازہ کہولدیا اور صفدر جنگ کو تہوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ رحمت دروازے پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کہڑے رہے - بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت ہفت پارچہ مع جارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور جملۃ الملک[1] مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا کیا اور منصب ہفت ہزاری ذات اور ہفت ہزار سوار کا دیا تہوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت وزارت ہندوستان پہن کر قلعہ سے نکلے - اور اوس جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کر کے خلعت اور نوبت اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کر کے اپنی طرف سے خلعت گہوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے لئے تمام روہیلکہنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا - میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تہوڑے دنون کے بعد اونکی استدعا کے موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثے سے صحیح و سالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھ جانا بادشاہ کا اون کو منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا - اکبر آباد و ملتان اور اجمیر اور الہ آباد کی حکومت کا انتظام

سنہ ۱۱۶۲ھ مین ایک عجیب سانحہ واقع ہوا - وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کے دن عیدگاہ سے لوٹ کر گہر کو پھر آ رہے تھے کہ قلعہ کے پاس[2] ...

[1] دیکہو سیر المتاخرین ملخص التواریخ اور تاریخ مظفری مین جملۃ الملک کی جگہ لفظ عمدۃ الملک ہے [2] مرات آفتاب نما مین لکھا ہے در جہتہ کہ تکمو مشہور ست عرض راہ یکسر بقبہ چہر ہاے دست راست آتش گرفتہ بان و گولہ و تمنچہ و تفنگ الی آخرہ اور احوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکھا ہے - در اثنای راہ جہتہ تکمو یکبارگی آواز بان و طبانچہ و بندوق بیامد و گولہا افتادند و آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہے - در کٹلہ سایاط تکمو خان قریب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل صفدر جنگ محاذی کٹلہ مذکور آمد آتشنا آتش دادند - سایاط سین مہملہ مفتوح الف ساکن اور یائے موحدہ مفتوح اور طای سعفی ہی منتہی الادب مین پوشش رہگذر کے معنی مین لکھا ہے - تاریخ مظفری کا موٗلف یہ لفظ جہتہ کی جگہ بولا ہے جہتہ اوسے کہتے ہین جو چوٹا ہوا ہو - اکثر شہرون مین جو تہتے بازار ہوتے ہین - تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اس جہتے پر ...

مین جو لکھنؤ کی تمام سے مشہور ہی جسقدر سر راہ مکانات پر چھپر تھے اونکو آگ لگ گئی اور اوس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے - صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اونکی صدمی سے مر گئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے - مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا - بعد اس کے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے - بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی راز نہ کھلا - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمر الدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چندروز کے بعد اس شبہہ کے رفع کرنے کے لئے وزیر کے گھر پر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہو گئی - مگر طرفین کے دل صاف نہوئے - اور مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کیطرف سے کدورت پیدا ہو گئی - اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے - بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے - اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا - مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشا کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہو گیا تھا - بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تھا - بادشاہ کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے - اسلئے صفدر جنگ کے دل مین کدورت بڑھتی رہی - تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چند روز بعد پنجشنبہ ۱۲ - رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو اکبر آباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سید صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا - اور روز چہار شنبہ ۲۰ - رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور غسلخانے اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی - مگر پھر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا - صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہوا - کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تھا - پس اودہ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہے - اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو ملگئے

تاریخ[۵] مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نواز خان پسر دوم عز الدولہ زکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا - کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا - شاہنواز خان

---

۵ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لاہور کیطرف گیا - ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا -

صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا - اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت مین فریب اور حیلے کام مین لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونھون نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اوسکی خاندان کے دشمن ہین - اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے - وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قایم خانکو روہیلون سے لڑا دو دونون مین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنی ملک کے قریب اون کا جما ہوا ہونا اون کو پسند نہ تھا - قمر الدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ھ[۱] ہجری مطابق ۴ ستمبر ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سے نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیر المتاخرین مین ہے انتقال ہو گیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک بڑا علاقہ تمھارے ذمہ کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مراد آباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری دستی حاصل ہوے تھے اونپر دوبارہ سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ ملک تمھاری حوالے کیا جاتا ہے - اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کر لو - یہ فرمان شیر جنگ ولد سعادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا - شیر جنگ فرخ آباد کی

---

[۱] تکملہ ذکر الملوک مؤلفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی ۱۲

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ہیز قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان اوسکو پڑھکر سنایا گیا۔ قایم خان آداب بجالایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی قایم خان کا ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت مخالفت تھی۔ روہیلے نواب قایم خانکی طرف حملے کیصورت دیکھکر خوفزدہ ہوئے۔ اور اس بلا کے ٹالنے کے لئے اونھون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سے نواب قایم خان کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگے اور جتنے پرگنے دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت غوث اعظم کو شفیع بنایا مگر نواب نے بھتیجے محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کرکے جسکو پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین ڈوری رسولپور کے باغات مین جو بداون سے چار میل جنوب و شرق مین ہے خیمہ زن ہوئی نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے ساتھ فرخ آباد سے آگے بڑھا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریاے گنگا کے کنارے قادرگنج مین پہونچا اور یہان کشتیون کے پل کے ذریعے سے گنگا کو عبور کرکے ضلع بداون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے راہ فرار مسدود دیکھکر اپنے خیمون کے گرد خندق کھودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۱۵ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر مع اپنے بھائیون اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا روہیلون کیطرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچھ زخمی اور خستہ و خراب وہانسے بھاگے اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کرلیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین رکھواکر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکے باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہوین بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت کی خبر دہلی مین پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سواے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئی اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ
قایم خان سے ابتدائی عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت
کو جاتا تو دیوان عام مین گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تہا کہ وزیر اور بخشی
اور تمام امرا نقارخانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام مین داخل ہوا کرتے تہے محمد شاہ نے
قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تہا[1] جبکہ صفدر جنگ اپنی بڑے مطلب یعنی روہیلونکی شکست
سے مایوس ہوئے تو اونہون نے اپنی بدبختی[2] کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قایم خان مقتول
کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس
نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائین تا کہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نرہی اور سب مطیع
ہو جائین۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا وہی انجام
ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بھگا دئے جائینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کردیجائیگی
بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تہا جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب پر بے تامل راضی ہوگئے
اور سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۵۰ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کول
پہونچا اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو یہانسی دہلی کو لوٹ گئی اور خود تہانہ دریا گنج
کیطرف بڑھے۔ یہ تہانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سی ۵۰ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال
و مغرب مین واقع ہی وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابتدارون
مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ باوجود
اسکے وزیر نے راجہ نول رای کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکے میرے شریک ہو تو لڑائی سے
صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق ۵ دسمبر سنہ ۱۷۵۰ء
کو مع رام نرائن کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اوس سے آن ملا تہا دریای گنگا کو عبور کیا اور دوسرے
روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا
اسکے دوسرے دن نول راے اور لقاء اللہ ایک گھاٹ سی ندی کے پار ہو کر پیادہ کھڑے
ہوتے۔ اور اپنے سپاہیونکو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے
مقابلہ کرنا۔ ندی اوس وقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تہی۔ پانی بہ شدت برس رہا تہا

[1] دیکھو فرح بخش صفحہ ۵۲ [2] دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

اور ہواے شمال خوب سردی جہکا رہی تہی - اور رسد کی نہایت قلت تھی - غلہ زعفران کے
بہاؤ تہا ایکدن کبڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا - بعد اس کے فوجنے خداگنج
کی طرف تین کوس کا کوچ کیا - یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے مقیم تہے
نولرای کی فوج نے ڈیڑہ کوس کا اور کوچ کیا - اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی - میر محمد صالح
اور راجہ برہتی پت میش لشکر پر متعین تہے - قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تہا میسرہ نواب نقا الدولہ خان
کے تحت مین اور میمنہ رام نراین کے حکم مین تہا - کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھے اور ایک سو ہاتھی
اور متعلقین لشکر کا کچھہ شمار ہی نہ تھا - خیمے پانچ چھہ کوس کے میدان مین استادہ تھے - بلکہ جہانتک
نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے - شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوے اور پٹھان فرخ آباد
کو واپس گئے ۲۲ محرم ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ دسمبر ۱۷۴۹ع کو نول رای خداگنج کو پہونچا اور وقت
یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج مین پہونچ گئے ہین - اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے
اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چہوٹے بہائی - اور
بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تہے - مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی - مگر آخر کار چیلہ
شمشیر خان کی کوشش سے کچھہ آدمی فراہم ہوے اور کالی ندی کے کنارے پر متصل خداگنج شہر سے
۱۰ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئے گئے تاکہ نولرای کو بڑہنے سے باز رکہین
مقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بہیجا گیا - داود خان سعادت اللہ خان
اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تہے - اور بی بی صاحبہ اور امام خان
درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تہے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بد اندیش وزیر کی صلاح
پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے - اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سی چہین ہوے
ازراہ بینش بیبی بطور تقدیم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر
جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تہا کہ اگر کوئی امیر
میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزاین ضبط ہو جایا کرتے تھے - مگر اوس کے مراتب
بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکہی جاتے تہے - لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض
زن بیوہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست
امام خان مرحمت ہو - وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام قدیا گنج سے یہ جواب بہیجا کہ مین قبل
ازین ایک عرضداشت بہمین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کرچکا ہون - اور جہان پناہ

نے تفضل نامہ شاہی ایک فرمان بھی نسبت عطاے ریاست بنام امام خان مزین بدستخط خاص عنایت فرمایا ہے وہ مین لیتے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیامگاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔ وزیر کو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوس کی ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتے تھے اور مراتب نوابی سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی حیثیت سطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کی الفاظ تھے یعنی اوہنون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سے مجھکو کمال صدمہ ہوا مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو مین روہیلون کا نام و نشان ملک ہندوستان مین باقی نرکھونگا بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کرکے اور اون کے سوا عید قریبی پر بھروسہ کرکے اونکی لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خداگنج سے واپس لانیکے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون لوٹرا ے کو روکے ہوئے تھے۔ ان دونون کو یہ بھی حکم بھیجا کہ لوٹرا سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ یہ شخص وزیر کے اغراض مین بہت دخیل ہے۔ یہان لوٹرا ے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل راستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہواخواہ ہون۔ اور جسوقت مین وزیر کے پاس پہونچونگا تا مقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمہاری منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقت عاید نہوگی۔ اون چیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اوسکی سخنان فریب آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ مین جانیکا مقصد رکھتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار و پیمان پر بھروسہ کیا۔ اور فی الفور خداگنج سے کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ سنہ مع اپنے چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ جسوقت مؤ مین پہونچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے اور جسوقت وہانسے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اونکے ساتھ ہوے۔ جب وزیر کا لشکرگاہ کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ کے آنیکی خبر سنی شمشیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شیر جنگ

قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر باادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے
قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب مدد دیا اسوجہ سی کہ وہ دونون ایک طور سی بھائی ہوتے تھے - کیونکہ
اونہون نے باہم پگڑی بدلی تھی - بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون
اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ - اوس نے جواب دیا مین بسر و چشم حاضر ہون - جان تک
دریغ نہ کرونگا - بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب
بتوسط شیر جنگ شرایط عہد و پیمان شروع ہوے - تھوڑی دیر بعد نول رای وہان پہنچا - جب وہ وزیر
کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول و قرار پر بیان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے فرخ آباد مین کہے تھے
بلکہ جو کچھ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی - اور بجز برائی کے ایک بات بھی
خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی منہ سے نہ نکالی - چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے
مزاج مین زیادہ رسوخ تھا پس جو کچھ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اوسوقت شیر جنگ
سے کچھ کام نہ بنا اور معاملہ نول راے کے توسط سی شروع ہوا - اوسنی ششیر خان اور جعفر خان
اور اور لوگون کو بلایا اور اوسنی کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ
داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے - بعد تھوڑی بحث کے ششیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جا کر
باہم کچھ مشورہ کیا - اور آکر نول رای سی کہا کہ ہم تیس لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین - اس مین سے
نو لاکھ بالفعل کچھ نقد اور کچھ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین - اور باقی اکیس لاکھ تین
سال کی مدت مین ادا کرینگے مگر شرط یہ ہی کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و عظمت سرفرازی
حاصل ہونا چاہیے - راے مذکور وہان سی یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو مین وزیر سے
اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچھ حکم ہوگا آج شام کو اوسی مین مطلع کر دونگا - یہ کہکر وزیر کے
پاس گیا - اور کل ماجرا بیان کیا اونہون نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو
بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا - جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ
یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا - اور اوس کو یاد کرکے خوب روئین - ناظر نے یعقوب خان
و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی - بعد ازان جس پیغام کے واسطے
آیا تھا اوس کا مذکور شروع کیا - کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کی برابر جانتا ہون
غضنفر جنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے - اور ضرور ہی کہ انکی جانشینو نکو
بھی وہی مرتبہ حاصل رہی - بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے -

بی بی جھجیان نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ کی مشورہ کی کہدیا کہ بی بی صاحبہ
اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرو یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی - ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ
مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا - اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان
اور جعفر خان کو نہ کی - اور کاغذ مہر کرکے ناظر کے حوالہ کردیا - ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا -
اور وزیر نے ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرار نامہ لکھدیا - اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ
اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لئے ساتھہ کردیا - نول رای نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا
اقرار کیا ہے - چنانچہ یہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دہ ہو - اس کے عوض تعاقب
اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے
اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کرلیا تھا - آپنے ساٹھہ لاکھہ کا اقرار کیون
لکھدیا - بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہی - جو کچھہ کیا بی بی جھجیان
نے کیا - خود کردہ علاج نیست - ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہنچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر - ہاتھی گھوڑے
اسباب خانہ داری - باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختارون کے
حوالے کیا - وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا - اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی
اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوتی اوس مین سے پچاس ہزار منہا کرلیا - یہ سب اسباب
لاکھہ کا ٹھیرا - تب مختارون نے باقی لاکھہ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا -
اوہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے - ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے
لشکرگاہ کو چلین جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی - دوسرے روز بی بی صاحبہ
مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین - جب مئو مین ہوئین یہان
استقبال کو آئے اور وہان سے انکی جلو مین ہمراہ ہوئے - جب وزیر کے لشکر کا قرب پہنچین
وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا - دوسرے روز نول رای نے شمشیر خان - اور دوسرے چیلون
کو بلا بھیجا - اور باقی رقم کا مطالبہ کیا - اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا -
اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا - اب نول رای
بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا - اور کل حال بیان کیا - قریب

دس بارہ ہزار سوارونکے ساتھ رہتے تھے۔ یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلونکے مذکور مین وزیر سے نول رای نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
انبوہ پٹھانون کا آیا ہے۔ اوسوقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تمھین ہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہی۔ اور نول رای نے اس احتمال سی بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان مقابلہ مین آوین
بی بی صاحبہ کے خیمے کے روبرو چند توپین زنجیرون سی جکڑی ہوئین تمام رات قایم رکھین رات کی
تاریکی بیان سے باہر ہے۔ اب بی بی صاحبہ سی یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرایط
آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئی ہین اپنے
مکانون کو واپس بھیج دیجیے۔ بی بی صاحبہ نے ہر ایک قوم کے سردار کو بلاکر حکم دیا کہ سب لوگ واپس
جاؤ۔ پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہین ہمسے نہین ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سی دشمن کے
قابو مین چھوڑ جاوین کیونکہ تنہا چھوڑ جانے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر الجھاؤ مین پڑنا پسند نکریگا
تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر نہوگی لاچار سب لوگ واپس گئے
اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جایداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مسلح کھڑے
رہتے تھے۔ شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے ہین اور
وزیر مشرق کیطرف بڑھتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو ادھر گئے۔ اور
ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول رای نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلاکر خاک سیاہ کر دون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نرہے۔ ہرچند کہ
وزیر کی آرزو دلی بھی یہی تھی۔ مگر ازراہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور
باقی ہے۔ اور بہت کثرت سے ہین۔ شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاوے اسلیے ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے۔ یہ بڑے سنکر کا مقام ہی کہ قایم خانکی
مان اوراوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آ گئے ہین۔ جب وزیر مئو کے قریب پہونچے
تو جو اندیشہ کہ اونہون نے اپنے دل مین تصور کیا تھا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل
کیا سوار سب تیر تبر۔ بان بندوق سی مسلح پا بہ دہ صفین باندھے کھڑے تھے۔ وزیر اونسی
جنگ کی کوشش نکرکے مشرق کیطرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتے چلے گئے۔

یہانتک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سی جبہ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق
کی طرف واقع ہی- یہان وزیر نے بڑا ڈالدیا نول رای شمس آبادسی گذرکر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ
مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا- جب اوسنی قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اونہین مکانات
کے بہروسے برباون ہزاری بنتے تہے قلعہ تو ہوئے سے زمیندار کی گڑہی کی برابر بھی نہین ہی
اور اسی طرحکے الفاظ تہتک آمیز زبانپر لایا- دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر
سے جاملا جبسی کہ چڑیمار چڑیونکو دام مین لانکی غرض سے دانہ ڈالتا ہی اوسی طرح وزیر بی بی صاحبہ
اور چیلون کو طرحطرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ
معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید مین گذرتا تھا کہ آج
ہم لوگ بطلب خلعت وخطاب رخصت کیئے جاینگے ان بیچارونکے کتنے روز اس امید موہوم مین
کٹے ایک رات وزیر نے نولراے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے رای دی
کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون- اور بعد آپکی روانگی کے
مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا وزیر نے
اس عرض کو منظور کیا- اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیرخان وجعفرخان ونعیم خان
واسلام خان وسردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد وسرائے
اگہت کی راہ سی دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول راے نے قایم خان کے
پانچون بہائیون حسین خان اور اسمعیل خان اور امام خان اور فخرالدین خان اور کریمداد خان کو
طلب کیا اور اونکی روبرو ازراہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت وشجاعت وصولت ودبدبہ کی بڑی تعریف
کی- اور بعد اسکے خود کسی حیلہ سی اوٹہا اور ایک معتمد سی یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے
خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع
زنجیرونکے آموجود ہوا- نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر
صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر
ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے
تو تلوار کا لطف دکہلاتے- یہ کہکر پاؤن بڑہادیا- ہر ایک بہائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ
پہلے بیڑیان میرے پاؤن مین ڈالو- بعدازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا
جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا-

وزیر کا نول رائے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا۔ نول رائے کا پٹھانوں کو بڑی ذلت پہونچانا بی بی صاحبہ کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نول رائے نے قنوج میں قیام اختیار کیا۔ یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریائے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودھ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط میں واقع ہے نول رائے نے موتی محل میں سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا اس مکان کو نول رائے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا۔ خاص نول رائے کے حکم میں چالیس ہزار سوار تھے۔ اسکے سوا بہت سی فوج نصار اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و میر اقدرت علی خان داعی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قایم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے[ف] قنوج سے عامل و سزاول روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانوں میں افغانوں کی شکست و ذلت کی منادی کریں۔ ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ جڑ دیا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ میں جو بستیاں میں وہاں سے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط مؤاس ظلم سے مصئون تھا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت میں تھا کہ یہاں بشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبہ و خٹک و غلزئی و ورکزئی دگو جرو خلیل و مہمند بستے تھے۔ یہ شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتی تھی مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہیں کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچا دیں جو نول رائے کے اختیار میں تھیں۔ گمان یہ کہ اس کا مولف اس مقام پر نول رائے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہے کہ راجہ اکبر یار خان کو

ف: دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

فرخ آباد چھوڑکر خود قنوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چورون اور ڈاکون کے خوف سے شہر کے دروازے
شام سے بند ہو جاتے ہین راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
متصور ہوگا - اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر مین چوری ہوئی تو سخت سزا دون گا جب تک
راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک پائی کا نقصان نہوا اب پٹھانون نے بی بی صاحبہ کی رہائی
کے لیے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب راے قدیم ملازم بنگش کو جو نول راے سے شناسائی بھی
رکھتا تھا - نول راے کے پاس روانہ کیا - چونکہ نول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم کے تھے
اور صاحب راے نے نول راے سے دہلی مین شناسائی بھی حاصل کرلی تھی - اوس نے نول راے
کے پاس پہونچکر تھوڑے دنو مین اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی مین بھی آنے جانے
لگا - اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل مین ہوا کرتی تھی - ایکدن صاحب راے
نے رخصت کے بارے مین عرضی لکھکر ایک ذراسی جگہہ خالی چھوڑکر اپنے ہاتھ مین لیکر رات کو صحبت
مے نوشی مین راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی در پیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
چاہتا ہون - اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردین - اسطرح حکم لکھاکر رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر
آیا - اور عرضی مین جو جگہہ ذراسی سفید چھوڑی تھی وہان بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کا نام
لکھہ کر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دئے اور
پہر بھر رات باقی رہی رتھ پر سوار کراکے روانہ ہوگیا - اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دہو کر یہ کام
کیا ہے - جب صبح کو راجہ نول راے دربار مین بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ
حکم اور دستخط دیکھکر دریاے حیرت مین ڈوب گیا - اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہون کہ مغالطہ دیکر
دستخط کرالئے ہین تو بدنامی ہے - اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے - اوس نے اپنی جان سے ہاتھ
دہوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے - راجہ نے صاحب راے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر
آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان مین کم ہوتے ہین [۵] - مگر آرون صاحب نے
تاریخ فرخ آباد مین اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے - اوس نے لکھا ہے کہ ایکرات
نول راے بدمست ہوا - اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تھا - مگر اوسوقت
حالت نشہ مین کچھہ مذکور دہرم کا اور کچھہ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راے بھی

---

[۵] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

اوسوقت متوالا بنا اور اسیطرح کی گفتگو کرنے لگا۔ کہ یہ سب صحیح ہی۔ لیکن جبتک قول و فعل
یکسان نہون تو سب دہرم ہیچ ہے۔ کیونکہ مین دیکھتا ہون تمہارے سب کام شاستر کی خلاف
ہین نول رای نے جواب دیا کہ مینے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبرای
نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت
پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول رای نے جواب دیا کہ مینے
کسی عورت پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول رای نے جواب دیا کہ مینے
کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحبرای نے موقع دیکھکر کہا کہ مینے ایک بہائی کو قید مین دیکھا ہی
اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچھہ بھی قصور نہین ہی۔ پھر یہ ظلم نہین تو کیا ہے۔ اب جو تم دہرم کی
باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بہی کیا ہی۔ لیکن اب تو
تمام ملک تمہارے قبضے مین ہی۔ اور تم نے امن بھی قایم کر دیا ہے۔ پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو
قید مین رکہنا کیا ضرور ہی۔ صاحبرای کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی
رات تھی اوسنے صاحبراے سے کہا اچھا تم جاکر اوس کو چھوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمہاری
تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر
اپنی مہر ثبت کرکے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہیونکو حکم
دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہانسے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھہ پر
سوار ہوکر جلدی یہانسے روانہ ہو اونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اٹھہ میل کا فاصلہ نو گھنٹون
مین طے کیا۔ اور رتھہ پہونچکر ایک بیل گرکر مر گیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبرای نے سب لوگونکو
خاموش رکھنے کی غرض سے خود نول راے سے پیشتر پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ
کی رہائی کا دیا ہے۔ جب نول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا۔ اوسوقت
نول راے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے
جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑہکر ہے تب نول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہماری سامنے
سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ پانسو سوار بہائی کو گرفتار کرلانے کے لیے فوراً روانہ ہون
یہ سوار بنی گنج وسکالی ندی تک گئے۔ مگر اوس کو کہین نہ پایا۔ اب نول راے نے کل ماجرا وزیر کو لکھہ بھیجا
مگر اسطرح سے بناکر لکھا کہ کسیطرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے۔

نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے

خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکارون وملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون نے مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادہ جنگ ہونا پڑا صورت اوسکی یہ ہی کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو ملازم نول رای نے اوس کا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا آیا عورت وہ روپیہ اپنے خرچ مین لائی بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا۔ اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام بھی واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دیسکتی ہون اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہی کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاتے اسپر ہندو نے اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے بالون سے جوتا اوتار کر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تم پر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سنا او نکو تاب نرہی اور رستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو شہر کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہمسے نول رائے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے۔ تب اونہون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہمیں سردار کرین تو ہم نول رائے سے جنگ کرین۔ اوس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین تمکو کیسے کرادون میرے پانچ بیٹے الہ آباد کے قلعہ مین ہین۔ اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہین کرتین تو اوسنے دوسری تدبیر سوچی۔

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسند نشینی اور نول رای کے ساتھ جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر بعہد مظفر جنگ ریاست فرخ آباد دہلی کو واپس آئے تو اوس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین سکونت اختیار کی۔ یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اسوقت اوسکی صرف اسقدر مقدرت تھی

اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے جولائی سنہ ۵۷ء مین پندرہ
جوان تو سی اوسکی مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے
وقت پہنچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سی آئے ہو اونہون نے
بولا کہ انگریزی کے جاسوسون کے خوف سی کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ
ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اونکی واسطے کہانا تیار کرنے کا
حکم دیا بعد اسکی افغانون نے کہا کہ ہم آپ سی خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین۔ دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کر دیا۔ اور باہم بات چیت شروع ہوئی۔ یہ سب زنانے مکان مین تھے
اور زنجیر اندر سی بند تھی۔ پانچ چھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ آخر الامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُنسی
کہا کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح
میرا ساتھ چھوڑ دوگے اونہون نے عہد کیا کہ ہرگز ہمسے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ ہم سبھی حال
مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اُنسے قسم چاہی
اونہون نے قرآن مجید کی قسم کہاکر کہا کہ ہم اپنی عہد پر ثابت قدم رہین گے قریب غروب پٹھان
رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم کو کل تو پہونچنا ضرور ہی۔ دن بہت کم تہا اور سودا سلف کرنا تھے
وہانسے تربولیا بازار کو پہونچے۔ جو جو شی جس جس کو مطلوب تھی خریدکی نول رائے کے جاسوسون
اور سپاہیون نے اونہین روکا اور پوچھا تم کہان آئی ہو۔ اونہون نے جواب دیا ہم بازار کی
کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھی۔ یہ رات کو احمد خان کے
مکان پر رہی اور اپنے حسب منشا اوس کہی عہد و پیمان کرکے صبح کو واپس آئے تھوڑے دن بعد
گل بیان نام ایک قاصد حرم سے بی بی صاحبہ کے پاس سی احمد خان کے پاس آیا۔
اور یہ پیام لایا کہ بی بی صاحبہ نے آپ کو بلایا ہی احمد خان سوکر چلا وہان پہنچکر بی بی صاحبہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور نذر گذرانی شاید اس باب مین بی بی صاحبہ سے پہلے سے گفتگو ہوچکی
تھی باوجودیکہ احمد خان اردھسمک کی بیماری رکھتا تہا۔ مگر رستم خان اور دوسرے
پٹھانونکی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا اسوقت تمام پٹھان
اسپر مستعد ہورہی تھے کہ نولارے پر حملہ کیا جاوے صرف اسقدر وقت تھی کہ ان

سلہ گیان برکاش ۱۲

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس
ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اوسکی بھائیون اور بمنداروں مین
تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا - اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت
کیا - موضع قایم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گھسیا نامی زمیندار نے کئی ہزار روپیہ
اس اقرار پر منگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجاویگی - اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ
روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سو لہا میل پر تھا لوٹ لائے یہان
سے تو ڑے روپیونکے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا - جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان
نے جلولی کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار کی فوج مجمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ
پچاس ہزار فوج جمع ہوتی ہے - بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت
کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین - گھسا کورمی شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لئے
بھیجا گیا - شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے - اوس روز لوگون نے جو خاص سواسطے
مقرر ہوئے تھے نول راے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو ہٹا دیا آمادگی سے
نوروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسیکو نہایت
احتیاج ہو میسرے نافے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے
زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور
بارہ ہزار پیادون کے مجتمع ہوگئے - جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو پرگنہ کورادلی ضلع مین پوری
مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تھا اور صفدر جنگ اوس لولراہی کی نیابت مین بیس ہزار
سوارونکے ساتھہ مقرر کرگئے تھے - تو اوس نے وہانسے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھہ
سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاؤ ڈالا - ایک بنگش سردار فتح ماموں خان نامی صفدر جنگ
کی سرکار مین چارسو سوارونکی افسری پر مقرر تھا - اور اکبر یار خان کے ساتھہ متعین تھا رستم خان
نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح ماموں خان
کے نام لکھا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ " تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور
دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور اودہر سے تم اونکو گھیر کر پکڑ لو" سب انتظام
درست کرلیا ہے - جسوقت آپ لکھین - سوار لیکر پہنچون - اور اکبر یار خان کو گھیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے کمپ مین پہنچکر اونکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکہا دیا اوس نے دلمین سمجہا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا اور اوسی وقت چوکی کے نیل پر سوار ہوکر کورا اولی کیطرف چلا گیا۔ فتح ماموں خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بہیجکر اونسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنی روانگی کے ارادے سے مجہکو اطلاع بہی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بہی سوار ہوکر میری پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح ماموں خان نے روانہ ہوکر اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکہایا اور کہا کہ پڑہو فتح ماموں خان نے پڑہکر ہاتھ پر ہاتھ مارکر کہا کہ زرگری ہی مین نمک حرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے کیون روانہ ہوئے اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجہسے چار کوس پیچہے رہئے۔ اکبر یار خان کے دل مین ایسا خوف جم گیا تہا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کورا اولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سنی تو دو ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوری پر دہاوا کرکے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تہا لوٹ لیا اور وہانسے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین سپاہ فرخ آباد پہنچے بہادون کا مہینہ تہا بارش بہ شدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بمقابلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تہا حملہ کرنا چاہیے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ ابہی اس لہاڈ مین نہ پڑو جب تک نواب سے کوئی فتح کر لو پہر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بہوجپور مین لیا جو فرخ آباد سے چہ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خدا گنج وقتل نول رائے

پٹہانونکے سر اوٹہانے سے تہوڑے ہی دنون بعد نول رای کو خبر پہونچی کہ مؤ کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تہانے لوٹ لئے ہین نول رای نے گالیان دینا شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزون اور کوجڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سبکو ہاتہی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے ولشکر کے قنوج سے مغرب کیجانب کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چہوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تہین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا - اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے
بائین کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۱۸ میل اور قنوج
سے شمال مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلے پر ہی نول رای نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو تمام حال لکھا تہوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم ہوچکا کہ مین خود آتا ہون
جب تک مین پہنچ نہ جاون جنگ ملتوی رکہنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تہا کہ اگر ان جانورون
یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبا
دئے جائینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہے نول رای نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے
گرد خندق کہدوائی اور خندق پر توپین لگادین - اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو
حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا
تو وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا - اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق
کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت
صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و قاسم خان و جمال خان و
بہادر خان و محمد ماہ خان و بازخان داؤدپوری و روشن خان بنگش و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان
کشمیری و مرزا اوزبیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی
شامل جنگ تھے - یعنی حاجی سرفراز خان و رستم خان و سرمست خان و نامدار خان کلان
و نامدار خان خورد و شیر دل خان و نا ہر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان
و بازخان و بہا ئو خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے اور عثمان خان و الہ
اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول رای کی فوج سے دو میل کے
فاصلے پر پڑاو ڈالا یہ پڑاو رہاجے پور کی پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین
واقع ہی - نول رای کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۲۱ و ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر وزیر کا ہمزلف تہا
و اسماعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار اور اون کا چیلہ مشہور تہا - اور راجہ
دیبی دت فوجدار کوئل اور محمد علی خان ولد پائندہ خان اکزئی کے روانہ کی چونکہ اسماعیل بیگ
کو راجہ سے دلی بغض تہا اسلئے اوس نے پہنچنے مین تساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے
سنا کہ یہ فوج سکیٹ پہنچی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بہیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری

پہنچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول رای کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا۔ صاحب رای
نول راے کے کمپ مین موجود تہا۔ احمد خان کے ہرکارے خفیہ اوسکے پاس آتے جاتے رہتے تھے
اوسنے بھی ایک پرچہ پر یہ شعر لکھہ کر احمد خان کو بھیج دیا ؎

اے بہ خورشید لقا از و دیباز و دیبا ❊ دیر مکن بہر خدا از د دیبا ز د دیبا ❊

یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے
اور اب تمھاری صلاح کیا ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا کہ کل تائید
الہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھہ ہونا ہو سو ہو جاے۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تہا
فقیری بھیس کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف
توپین چڑھی ہوتی ہین۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جسطرف حملہ کیا جاے۔ صرف ایک
طرف خندق پر بائیس سید متعین کیے گئے تھے۔ اس جانب جبتہ توپین نہین یہ پڑاو کی پشت
تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تہا۔ گل میان نے وہان آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک
جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔
لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہان تک آپکو ضرور پہنچا دونگا۔ ۵۔ رمضان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق
بیالیسوین اگست سنہ ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گہنٹہ بعد
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا۔
رستم خان اوسکی بائین جانب تھا۔ مینہ بشدت برس رہا تھا۔ گل میان فوج کے آگے ہولیا۔
اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ لیچلا تاکہ گھوڑونکی ٹاپونکی آواز دشمن کے
کان تک نہ پہنچے۔ جس صورت سے نول راے کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑ کر ٹھیک اوس کے
عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہنچے۔ مقعبہ خدا گنج سے
ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود موضعون کہتیا و گنگانی کے یہ پڑاو واقع تہا طلوع آفتاب سے
ڈیرھ گہنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکہو تو یہان سید ہین۔ اور سیدون نے آواز سنکر
آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان حملے کے ارادے سے آتے ہین۔ یہ کہکر خوب
ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین۔ اور
تلوارین بھی نکلین۔ کمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گہس آتے ہین باقی
اسقدر شدت سے برس رہا تہا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی۔ اور تاریکی اسقدر تھی

کہ دوست و دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی
جس سمت کو لگی ہوئی تہین اوسطرف سر کردی گئین سیدون نے اول حملہ مین پٹھانون کو ہٹا دیا۔
پٹھان کچھہ دور بہاگ گئے۔ تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے
لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بہاگتے دیکھون کل تمھاری عورتین بے آبرو کیجائینگی اور تم برہنہ کیے
جاؤگے یہ کہکر اوسنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند
نکرتا تہا۔ مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو
تو اپنے گہوڑونپر سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تا کہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو
رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گہوڑونپر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گہوڑے سے
اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسوقت بہاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے
سر بکف ہوکر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈہال تلوار لیکر گہس گئے
کچھہ سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کہل گیا۔ تب سب افغان اندر
گہس گئے اور نول راے کے مورچے کے پاس جا پہونچے۔ یہان فوج بھی کم تھی۔
کیونکہ اوس فوج حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تھی قاصد نے نول راے کو خبر کی کہ پٹھان
سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گہس آتے ہین اور آپ کے مورچے کے قریب ہتھیار چل رہے
ہین چونکہ نول راے بغیر پوجا کئے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹھا
اور کہنے لگا کہ کچھہ مضائقہ نہین مین اون کو نجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر
لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا اے بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور
پٹھان تیرے دروازے تک آ پہونچے ہین۔ یہ سنکر نول راے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتہیون مین سے
جو اوس کے دروازے پر بندہے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا۔ اون ہاتہیو نپر شب و روز زرکا
نقرئی حوضہ کسا جاتا تہا۔ اور حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرونسے بھرے ہوے لگے رہتے
تھے نول راے نے دو تیر ایک ساتھ چلے مین رکہکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک
پر لاکر مار مورتے سارے کو نجڑون کو چلاتے ۱۰۔ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
ہورہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تہا۔ اور اوسکی حفاظت کو پٹھان ڈہال تلوار سے
کہڑے تہے تا کہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹھہ کہار پالکی کے ساتھ تھے
اون مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

ل کے اوسجگہ آپہونچے جہان نولراے بہمراہی تین چارسو جوانون وچہہ سات ہاتہیون کے
ہتی پر سوار کھڑا تہا اس تہوڑی جمعیت کا کچہہ خیال نہ کرکے نولرای کی تلاش مین بڑہے
ہ چندہی قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے العوذہی کرانہ پشتو زبان
ن کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائی یہان سرداران فوج کہڑی مین
نوزہ بجنے کی آواز توسب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجہا - محمد خان کے بہائی نے جو حال
ن افغانستان سی آیا تہا نولراے کے افغان کے اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنی ساتہیونکو سنایا
مد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو - اوربعد لوسنی کہا کہ باڑہ مارے
شمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئی - مگر باقی آگے بڑہے - جب نولراے کے فیلبان نے
یکہا کہ لڑائی سخت ہی تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتہی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکہتا ہی - اگر حکم ہو ہہاںسی
ال لے چلون - نولراے نے اوسکی کمر پر لات ماری - اور کہا کہ ہاتہی بڑہا جبکو لڑائی سخت ہے
و ہاتہی بان نے ہاتہی بڑہایا - اوسوقت نولراے نے گالی دیکر کہا اے کونجرو مین تمکو قرار واقعی
زا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بہی باقی نرہیگا - یہ کہکر اوس نے ایک تیر
را جو محمد خان کے سینے مین لگا - محمد خان نے تیر کو ہاتہہ مین کہا ای تیر توکس نامرد کے ہاتہ سی
یا ہے کہ تجہہ مین کچہہ بہی زور نہ تہا نولراے نے یہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پہر
مد خان کے نہ لگا - ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گر گیا اوسوقت یارہ کے ایک
سید محمد صالح نام نے نولراے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹھان دینگے اسپر ذرا رحم نکرنا چاہیے
ب جہانتک ممکن ہو اونہین خوب درست کیا جاے - وہ اس نقطہ تک پہنچا تہا کہ محمد خان کے والد
لے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی - گولی پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہوگیا -
سوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولراے کے گولی لگائی کہ وہ بہی مر گیا - پہر پٹہانون نے
شمن کو تلوار پر رکہہ لیا - اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا - نول رای کے فیلبان نے جب
ینے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتہی کو ہانکا - اور کالی ندی پر آگیا - در قنوج جا پہنچا -
جب راجہ کی فوج نے نولراے کے ہاتہی کو نہ دیکہا اوسکے دلمین خیال گذرا کہ یہ وہان سے
الی ہے یہین مہاراج سردار یا تو زخمی ہوا - یا مارا گیا - پس فوراً کل فوجنے پیٹہہ پہیری - ہزارون سوار دپیادون نے
بہاگنا شروع کیا - جو شناوری مین مشاق تہی یا جو گہوڑے پر اچہا بیٹہنا جانتے تہے وہ تو ندی پار نکلے
ور جو شناوری سے ناآشنا تہے یا اچہے سوار نہ تہی وہ دریا مین ڈوب گئے - جو فتح

افغانونکی نول راے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت کے محمد خان اتفاق سے ہمراہ اونکے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک جہوٹے سے خیمے مین چند ہوے موٹے بنئے جو پڑ کھیل رہے تھے اونہون نے اوسکو نول راے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین - ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تہا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی - اوسنے جواب دیا کہ نول راے مارا گیا اور دو روز تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی - اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اونہون نے یہ خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا - اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہنچے اور چاہا کہ اونکو قتل کر ڈالین - یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپیون اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہین - ہم کو کیون مارتے ہو - نواب صفدر جنگ کی رعایا تھے اب نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو قتل کر ڈالین - مگر محمد خان نے انکو اس ارادے سے باز رکھا جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنئیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی - چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپیے کے لانے کے واسطے بھیجدئے - ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی - اس عرصے مین نول راے کا ایک ہاتھی جسپر طلائی کام کا حوضہ اور زربفت کی جہول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین - مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بٹھا کر فتح کی مبارکباد دی - اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے - پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا - اور فیلبان کو لاتھونکے ہوے سے گرا دیا - اس صورت سے اوسکی جان بچی - رمضانی چھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک بڈّہے خدمتگار کا بیٹا تہا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوے ساتھ موجود تہا نواب نے اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہوے - گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تہا - مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا - اب لوٹ شروع ہوئی - نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اوس کا مالک ہے - مال غنیمت اسقدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا - اس لڑائی مین علاوہ نول راے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے - مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷- اعلے عہدہ دارونکے نام بیان کئی ہین
جو جنگ مین کام آئے نواب بقا ءاللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تہا ۹- رمضان ۱۱۶۳ھ
کو مکن پور روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہی اس رات وہ قنوج رہا اور
دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوئے - جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا
کہ یک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہنچنا شروع ہوے رای پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تہا اول اوسنے
کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقا ءاللہ خان نے دو تین گہنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ اسکے پاس
فوج نہایت قلیل ہے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین بہیجدے - انسب
کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گہوڑے و اسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ
لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اوسکی ساتھ ہوئے انمین پرتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے
جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تہا بہیڑ سے ہمراہ لیا - روز شنبہ تاریخ ۱۱- رمضان ۱۱۶۳ ہجری
مطابق ۴- اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بسمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر
واقع ہی دوسرے روز جاجمئو مین پہنچے یہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارے
پر واقع ہی نول رای کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے پر جلادیا نول رای کے مارے
جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہی ؎

روان کرد خون یلان جو بجو ٭ ادا کرد حق نمک مو بمو ٭
ز یزدان رسیدند حور و ملک ٭ بیارو برد - ای نول سرخ رو

۱۴- رمضان مطابق ۷- اگست کو کانپور پہنچے - یہ کوڑے سے پانچ کوس ہی یہان سے
راجہ متوفی کے گہربار کو لکہنو کو بہیجدیا - اور بقاءاللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا فتح کے
دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی - اسمین صاحبزادے اور چیلے
اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے
جب ہم مسلمون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکر اپنی گانون کو بھاگ گئی
جنگ کے بعد احمد خان نے بہوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بندوقچیون
کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا - اور اوسکو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل
پر جاکر قبضہ کرلے اور وہانکی ہر چیز کی حفاظت کرے - اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی -
یہان لاکہون روپیہ تو نقد تھے اور غلہ بافراط تہا - رحمدنان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے

چند روز بعد میر ابابیل دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب بانگلے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا۔ مگر روپیہ اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے یہان زربفت طلائی کے بڑے بڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر جڑے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اوسپر مخمل کے تکیے دہرے ہوئے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذرگئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھہ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور ۳ محال کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کئے۔ اور جو کچھہ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بھبولی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جسپر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور ننکار انعام دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہے

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سنوارا ہی ٭ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کہڑا باندھا کر لشکر غنیم او پر لئے لشکر ٭ لگے اوس کے عجب چکر عزوی کا خمارا ہی
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ٭ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہی
نول ہو دیکھ موڑا۔ کہین ہاتھی کہین گھوڑا ٭ قبایل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہی
چلین تو پین دہرا دہڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے ٭ شترنالین پڑا پڑ سے تھور کا پہاڑا ہے
چلین تیرین سنا سن سی چلین گولی سنا سن سے ٭ کٹین ٹکڑے جھنا جھن سے پڑی تلوار دہارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا ٭ یہی ہے مئو کا کہیرا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑہائی

افغانونکی آمد گی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصہ مین دہلی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی مین خلل انداز ہوتا ہی۔ اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے عرض سنکر وزیر کو باغیونکی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار سوار و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۲ شعبان ۱۱۶۳ہجری مطابق ۱۷ جولائی

سنہ ۱۷۵۰ء کو دہلی سی کوچ کیا اور دریاے جمنا سے ادھر کرائی تیاری مین مصروف ہوے ۲۷
و ۲۸ شعبان کو اونہون نے کچھ فوج نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان چیلے کے زیر حکم
نول رای کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء
کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سی رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر
اور میر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل وغیرہ
امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رخصت وزیر کو سرپیچ شمشیر اور
پہولونکا ہار مرحمت ہوا — اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا - اور وزیر اپنے
بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا ادھر مادہو کا بیٹا ... کو جمعیت دو ہزار سوار ... شامل کیا اور کنور سورج
مل ابن مہاراج بدن سنگہ والی بھرتپور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری
اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین کنور سورج مل مقام مہاور پر تھا اونہون نے
مہاراج بدن سنگہ سے اجازت چاہی - مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب نواب جانے کا
مضایقہ نہین مگر بنظر دور اندیشی ہوشیار رہنا چاہئے اور مسلمانونکے قول پر اعتماد نکرنا چاہئے
سورج مل پندرہ ہزار سوار کی جمعیت سے مدد کے لئے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل
حکمران تھے - نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ و مرزا محمد علیخان کہ چک و
عیسیٰ بیگ خان چیلہ و آقا محمد باقر یزدی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان - دہلی سے چلکر تین چار
روز مین دو منزل آئے تھے کہ اونہون نے نول راے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی
کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے - افسوس اس خودبین دایم الخمر نے کمک کا انتظار نکیا - اگر تہوڑا
بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو جو فتح نصیب نہوتی یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دیا اور
اور تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگئے - جب وزیر نے تکئے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا
تو ایک منشی کو بلایا اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بمجرد
صدور حکم ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سے
قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ
کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کر کے سر اونکے میرے پاس
بھیجو - بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع چند جوانونکے قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا
جس وقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو قایم خان نے قلعہ دار سے مخاطب

ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے میں منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان
بیچارون کا کیا قصور ہی۔ لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھو جلاد نے
ایک نہ سنی آخر جلاد اونکی طرف بڑہتا ہر ایک اپنے قتل مین مقابلۃً دوسرے بہائیون کی پیش دستی
چاہتا تہا۔ غرض سب کی سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون ہوئے جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر
کو پہنچا تاریخ ۲۰ رمضان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۷۵۰ء کو اونہون زین العابدین خان کی اردو
مجلس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی لیکر محبس مین گیا۔ اور کہا شمشیر خان
وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جاے کا حکم آیا ہے۔ لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے
جواب دیا مین خوب جانتا ہون جہان ہمین بہیجانے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیجاؤ اور مجہے اتنی مہلت دو کہ
مین غسل کرکے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون زین العابدین شمشیر خان کو بہت
عزیز رکہتا تہا مگر وزیر کے حکم کے مجبور تہا۔ شمشیر خان کو چہوڑکر باقی چارونکو پالکی مین بٹہاکر لے گیا۔
جب یہ مقتل مین پہونچے جلادونے بٹہکر چارون کے سرتن سے جدا کردیے اس عرصے مین شمشیر خان
نے نہا دہوکر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی۔ اور اپنی جنازے کی نماز پڑہکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا
زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہوکر تشریف لے چلئے تب اوس نے
قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور بیس اشرفیان دین کہ کسی سید کے
ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جوتہ اپنے پاؤن سے نکالکر دیا کہ یہ کسی غریب برہنہ پا کو
دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا
اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شبر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے مین ڈالدینا۔
یہ سب وصیتیں کرکے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ۔
مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہوگئے ہین مگر یہ
کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوئے۔ جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بہائیو
انا للہ و انا الیہ راجعون جلال الدین نے اوس کو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر سوقت
کہان ہی۔ جواب مین اونہون نے یہ اشعار پڑہے

ہمان شمشیر و شمشیر ان منم + چہ سازم کہ قبضہ نہ در دستم وگرنہ ترا خان و مانت حریص + بیکدم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سرتن سے اوڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا۔
مگر خطا کی۔ دوسرا ہاتھ لگایا پہر بھی خطا کی۔ تب جلال الدین نے ایک شخص سے جو وہان کہڑا تہا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکی اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا۔ لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی۔ اور انگلیان دونون ہاتھ کی ابتک وا انہائے تسبیح پر جنبش کرتی تہین یہ حالت دیکہکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑہا اور بیٹھ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئی۔ جسوقت یہ الفاظ اوس نے زبان سی نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور گر پڑی۔ مغل یہ حالت دیکہکر زار زار رونے لگا۔ اور جلال الدین سی مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سی قتل کروایا۔ پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا

شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے سنہ ۵

خنجر دست عدو گوہر جانش سے سفت | چون ازگیسوی خود خاک رہش راہ می رُفت
سال تاریخ وفاتش زخرد بر جستم | ہاتفے صاحب شمشیر بہادر سے گفت

۱۱ ۹۳

جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلواکر کنوان پتھرون سے پٹوا دیا۔ وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین ٹہاو ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا۔ نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کے واسطے بہیجے گئے تھے جب مین پوری کے قریب پہنچے تو جاسوسون کی زبانی نولرائے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تہا وزیر کے پاس ستر ہزار سوار سی زیادہ جمع ہوگئی۔ اور گیان چند کے مؤلف نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ بتائی ہی۔ اور اس ضمن مین ایک عجیب سانحہ ہوا۔

وزیر کی فوج کے ہاتھ سی قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

سلہ مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ نولرائے کے واقعہ کی لکھی ہی اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مارا گیا تہا۔ مگر ہمنے اس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر جانا کئی وجہ سی ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے مادے مین آیا ہے۔ اور وہ شمشیر خان کے حسب مناسب ہے۔ اور نولرائے کی اس مین کوئی بھی رعایت نہین۔ دوسرے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر مرہٹون کی امداد سی حملہ کیا تہا تو اس یورش کے درمیان مین راجہ مارا گیا تہا۔ اور راجہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۳ مطابق اپریل سنہ ۱۷۵۰ء کو قائم خان کے ساتھ لڑائی مین شمشیر خان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین شہید ہوا تہا۔ ۲، سنہ ۵ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

۱۸- رمضان ۱۱۶۳ھ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا- عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے بھروسے پر ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے - چونکہ وہ شخص جماعہ دار مغلیہ تھا اوس نے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑلاؤ اوسکی سوار وپیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے - یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیون نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین مین اوسکو برباد کردیا - اور عنایت خان کو مع اوس کے نوجوان بیس سالہ لڑکے کے قتل کرڈالا - وزیر نے یہ خبر پاتے ہی نصیر الدین حیدر کو روانہ کیا کہ مارہرہ مین پہنچکر سپاہ کو وہان سے ہٹائے اور اپنے چوبدارون اور ہرکارون کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والونکو منع کرین جب تک یہ لوگ پہنچین وہان کا کام تمام ہوچکا تھا - اکثر سیدون اور شیخون اور کنبوہون کی عورتین مقید ہوئین مغلون کے ہاتھ سے ستر آدمی مارہرے کے ناحق مارے گئے - نصیر الدین حیدر نے تمام شب ان عورتون کو پکڑنے والونکے پہلو سے لیکر علیحدہ خیمے مین جمع کیا - اس سانحہ سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار روئے اور کھانا نہ کھایا - صبح ہوتے ہی تمام عورتون کو اونکے گھر پہنچا دیا - مغلون نے لڑکون وغیرہ کو گڑھون مین چھپا دیا تھا اونکو تلاش کرکے اونکے والدین کے سپرد کیا اور سنہ قصبہ مارہرہ مین قیامت برپا رہی - اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہوگی - وزیر نے کچھ روپیہ بھی مارہرہ کے مظلومون کو بھیجا اور بعد اطمینان کلی مارہرہ مین ایک مہینہ مقام کرکے مشرق کیطرف بڑھے - +

شکست وزیر

وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ کنور سورج مل اپنی جمعیت کے ساتھ مقام کول مین وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسمٰعیل بیگ کو استقبال کے لئے بھیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو اونہون نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی دوسرے روز نواب نے ملاقات بازدید کی - اسکے بعد کوچ کرکے نولکھا باغ مین ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبھالا تو کل فوج لاکھ سے زیادہ تھی - کالی ندی کو عبور کرکے [١] رام چھتونی مقام مین قیام پذیر ہوئے اور گرد لشکر کے خندق کھدوائے رام چھتونی سہاور سے [٢] میل مشرق مین اور

[١] نتھے کلاں ہے ۱۲، [٢] اب سہاور کرسانہ کی نام سے مشہور ہی ضلع ایٹہ مین ہے - اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ مین ملحق ہے ۱۲

بنیالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر بین لشکر کے قریب تہا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تہا - اور بہت سنگہ راٹھور بھی وزیر کے ہمراہ تھا - احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے روہیلون کی جنگ مین وفات پائی - اس موقع کو غنیمت سمجھہ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سے اس ملک کی ضبطی کی اجازت لی تھی - اس بات کو سنکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئی - اور کل مال اسباب نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری سے خاطر و تسلی کرکے قسم کہائی مگر دلسے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی - آپ ایسے بے ایمانکی مدد کرتے ہین یہ نازیبا ہے - مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علیحدہ ہو جاوین - سورج مل نے جواب دیا کہ آپ برسر مقابلہ آ گئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا - احمد خان نے شاہجہانپور و ملہر و بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانونسے امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند احباب آکر آباد ہوئے تھے - گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خانکی طرف سے ایک ایلچی روہیلونکے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین - حافظ صاحب نے پٹھانونکی تباہی پر خیال کرکے پرمول خان اور رودخان اور دوسرے جماعہ دارون کو چند سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ کوچ کرکے جلد احمد خان سے جا ملین اور آپ بھی روانگی کے ارادہ سے شہر بریلی سے خیمے باہر نکلوا کر کھڑے کرائے - مگر اس بات کی تحقیق کے لئے کہ وزیر فرخ آباد کی قریب گئی یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے - احمد خان اوسوقت رستم خانکے مغرب کی سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ ہم پر چڑہائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا اپنا حریف پسند کر لین - رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا تاریخ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خانکی فوج کے ہمراہ ان مین تہا اور بریلی مین رہکر پٹھانونکی لڑائیان اور اونکی داؤن گہات دیکھ چکا تہا مشورہ لیا اونہی کہا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین - اگر اوسوقت طرفثانی پائداری کرے تو خود مغلوب ہو جاتے ہین اسلئے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق و جزایل کے رکہنا چاہیے کہ اونکی شورش کے وقت آپکے سامنے جمکر واقعہ کے حملے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہی ۔ احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی ۔ سید ہدایت علی خان بخشی رات صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورج مل جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اوسکی بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوتے اور جوانی پر جنبہ۔ توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا ۔ اور حملے کی اجازت چاہی ۔ نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تھوڑا سا توقف ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لئے اوس سے لڑائی شروع کر دینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا جنہین بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے ۔ اور توپون پر قبضہ کرلیا ۔ رستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہی اونہی حکم دیا کہ حملہ موقوف نہو ۔ یہ سورج مل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی ۔ سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان بہت تنگ ہو رہا ہے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے لگا ۔ اونکی یہی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اونکو داہنے و بائین طرف سے گھیرین اسلئے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹھانون کیطرف بڑھے ۔ اونہون نے توپ اور بندوق اور جنبے سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی ۔ رستم خان اسم باسمے تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گھوڑون سے اوتر پڑی تھی آگے بڑھا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا ۔ افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرکہا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی رستم خان مع چھہ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا ۔ سورج مل اور اوسکے رفیقون نے باقی لوگون کا علی گنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا ۔ یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق مین واقع ہی اس لڑائی مین سورج مل کے ہمراہ بلو سنگھہ چودھری لب گڈھ و کھین سنگھہ و صاحب رام و سکھ رام و کھوٹہ و رمن دہری سنگھ و صورت رام و تلوک چند تھے کہ ان مین سے بلو سنگھہ و صورت رام و کھوٹہ و تلوک چند و ہری سنگھ مارے گئے ۔

اوسی وقت رستم خان کے داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف

یاریخ کے چہرے پر نمایاں نہونے دیے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھر کر اونسی
بآواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسماعیل خان و ہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کر لیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی بھاگکر کو منہ دکھلانیکے قابل نرہیگا
سرداروں نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے
ہم نہ کہلاتے دیتے ہین۔ جب کل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھا کر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوے۔ جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیر الدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اون کا کچھ بھی نقصان نہوا۔ جب وہ قریب پہونچے تو مصطفے خان نے جو جنگ تنہائی مین
مشہور تہا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیر الدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مرکر گہوڑون سے گر گئے
جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاون اوکہڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی۔
اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفے خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تہین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کاسگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی نامردی سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ
نکیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اوس کے آدمیوں نے منہ پھیر لیا ہے تو اوس نے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و نور الحسن خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ و عبد النبی خان چیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد بڑہکر
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلونمین ہر طرف پریشانی پہیل گئی تہی لہذا اس تازہ وارد فوجکی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندہی کہڑی تہی
کہ اونکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تب نورالحسن خان اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹہائی اور عبد النبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے
اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہو گئے اور برابر بڑہتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سرکین اونمین گولہ اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے
اونکی آواز سے زمین تو لرز اوٹھی۔ مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط برمول خان کی ایک
انگلی کی کہال اوڑگئی مگر زمین و آسمان دہوان دہار ہوگیا بالکل تاریکی چہاگئی۔ احمد خان نے تہوڑی سی

توقف کیا۔ جب دہوان کم ہوا تو ڈہاک کے درختون کی آڑ مین بڑہنا شروع کیا سوارون نے گہوڑونسی اوتر کر تلوار ہاتہہ مین لے لی اور آگے ہو لیے۔ نواب احمد خان کہارون سی یہ آواز کہتا جاتا تہا کہ میری پالکی جلد بڑہا لیے۔ چلو اور دشمن کی فوجمین پہنچا دو اور کہارون سی بہی اشارہ کرتا تہا۔ جب پٹہان توپونکی قریب پہنچے بندوقون نے گولندازون کو بہگا دیا۔ رنجبرن لشکر گاہ کی تلوارون سے کاٹ ڈالین اور وہان جا پہنچے۔ جہان وزیر کہڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بہی ایک کمکی فوج لیکر جوڑا المنی آملا نواب وزیر کیطرف تاک کر تیر لگاتا تہا پٹہانون نے تلوارین ہاتہہ مین لیکر اور کشتون کے پشتے لگا دیے لاش پر لاش گرتی جاتی تہی اوسوقت تلہر کا ایک روہیلہ پٹہان وزیر کے عقب مین آپہنچا اور لڑائی ہوتی دیکہہ کر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے روانہ کیا اوس کو حکم دیا کہ تم اسحاب سی جاکر کہو حضرت جمعدار حوضے کا ہاتہی کہڑا ہی اسمین وزیر سوار ہی اوسطرف آدمی ہی کم ہین اس سی امید کیجاتی ہی کہ کوئی تمہاری روک بہی نہ کر سکے گا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانونکے ساتہہ اسطرف گہس آیا جہان وزیر کہڑا تہا اونکی بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین۔ وزیر کا فیلبان مارا گیا اور مادہوکی بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بہی جو وزیر کے خواصی مین بیٹہا تہا زخمی ہوا اور وزیر کے بہی خفیف زخم لگا گولی جبڑے و گردن کو چہیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کہاکر حوضے مین گر پڑے اونکا حوضہ نہایت مضبوط آہنی پترون کا بنا ہوا تہا اور اسقدر بلند تہا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تہا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہ گئے۔ پٹہانون نے حوضہ خالی اور ہاتہی کو بے مالک دیکہہ کر اوسکا کچہہ خیال نہ کیا۔ اور مغلون کے تعاقب مین بڑہتے چلے گئے۔ فقط نور الحسن خان و محمد علی خان اپنے حال مین رہے یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچہا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دو۔ مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون کے ایک شخص بہی وزیر کے پاس نہ آیا۔ جب رات ہونے لگی۔ تب لچہمی نراین جگت نراین کا بہائی بجاے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتہی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تہا۔ مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرے کی طرف واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تہا تو داڑہی کے بال کہسوٹے اور دانتون سے ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتہہ ملے۔ وزیر کے بہاگنے سے تہوڑی دیر بعد سورج مل جاٹ و اسماعیل و راجہ ہمت سنگہہ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوے اور اونکا لشکر لوٹتے ہوے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کیے ہوے تہا جب اوسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

باری کیطرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاجز کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہے - دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہنچی اونکی حواس جاتے رہے اونکی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوئے احمد خان نے شکر خدا بجا لایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہو گیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی سے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لا کر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا -

سید ہدایت علی نے کل لشکر کو بھاگ جانے کے بعد وزیر کے تو بچانے کی تو مین جسقدر رسالہ پلٹن سکھین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ اسیرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے سید نور الحسن کو حکم دیا کہ بلگرامی زخمیون کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر مقتولون ہی سے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گاؤن والونکے ہاتھ لگے تو اونہون نے اونکو لوٹ لیا - ہان مارہرہ سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا - اور یہان سے دہلی کو روانہ ہوئے - مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و ذلت کی خبر پہنچی امرائے منافق اور بادشاہ اور اونکی مان اودہم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے - مگر کچھ دہشت کہا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے - جب سنا کہ وزیر نزدیک آپہونچے تو اونکی پہونچنے کے منتظر ہوئے - وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہونچنے سے قبل اپنے بیٹے اور ماتحتون کو حکم دیدیا تھا کہ جسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکھین - ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے شاہ جہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سے سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تھا کہ شہر مین داخل ہون - قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر ہند شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی سے باندھکر شہر کے نثار کرنا چاہیے [۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوئے - اور جب

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ دیکھو سیر المتاخرین اور آرعلن کی تاریخ ہند ۱۹۱ ۱۲

امراے منافق کی حرکات سے اور دیکھی نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو دِ جنگی سازش
سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور بجاے اونکی وزیر سابق سے قمر الدین
خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو) بیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندہ پر
بارگران ہی - اور مجھہ سی یہ بازی دور ہی اونہوں نے وزیر سے معذرت کی - فرح بخش مین لکھا ہی
کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ مین پڑی رہی تھی - محمد علیخان جو پا
اکرہی نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہی - اور دہلی مین سالار جنگ اور
مرزا علی خانکی رفاقت مین رہتا تھا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر او معلوم کرکے کہ اوسکی
لاش اوسی طرح میدان جنگ مین پڑی ہوئی ہی دہلی سے معرکہ مین آیا اور شکر کے لاش کو اوٹھا لیگیا
اور سالار جنگ کے پاس پہنچا دی اور تجہیز و تکفین کی - وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے
غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے
تو کیا کرنا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ التماس کروں بادشاہ نے اوسکو اجازت دی
تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض
بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا - ورنہ وہ
مطیع سرکار تھا بعد گفتگوے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجیے اس مین کس کا قصور ہے
بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تمنے عرض کیا سب صحیح ہی - محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکی
خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہین کی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمہاری
کیا راے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے اوسوقت
کیا کیا جائیگا - فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہی کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان
شاہی مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاوے اور اوس کو لکھا جاوے کہ اب تک جو کچھ ہوا اوسکا
کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سی ہوا - وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر تم مطیع
سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان
شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا - حافظ رحمت خان کے
افسروں نے بھی اس جنگ مین بڑی دلاوری دکہائی تھی - نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی
کے بعد حافظ الملک کے جماعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گھوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت
کیا اور حافظ صاحب کو شکر گزاری کا خط لکھا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیر آباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پہ ہے بڑہا دین تو بہتر ہو حافظ صاحب شیخ کبیر اور پرمول خان کو سپاہ دیکر سرحد ملک اودہ کی طرف یورشین کرنے کیلیے بہیجا جنہون نے عنقریب خیر آباد تک ملک فتح کر لیا اور نواب احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان جہان خان بیچلے کو تیس ہزار سوار و بیشمار پیادہ انکے لکھنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کیلئے بہیجا اور سادی خان اور کالے خان ولد شمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑہنے کا حکم دیا محمد امیر خان کو غازی پور پر روانہ کیا - نولراے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے مین بد انتظامی واقع ہو گئی تہی - روپ سنگھ کھیچر جو پرگنہ کروال پر قابض تہا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہی و سمیر سنگھ ولد ہندو سنگھ چندیلہ و گھنشام سنگھ رکہتی جو سابق مین پٹھانونکے دوست تہے اب ان سب نے مرہٹون سے سازش کی اور مثل سابق الملکہ شاہ اب بھی مرہٹون کو ندی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ھ ہجری مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی مین ہے گرفتار کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطانپور مین واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو[۱] اور راے بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان کیا -

پٹہانون کی اودہ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۶۴ھ ہجری کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹہانون نے لوٹ کہسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی تاب نہ آئی چند پٹہانون کو زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سواریں بازار لوٹ لیگئے - محمود خان نے وفور غصہ سے مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکے لوٹنے کا ارادہ کیا وہانکے لوگ محلہ بمحلہ کے جمع ہو کر مستعد مقابلہ ہوئے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط و ضبط رکھتے تھے وہ محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کر کے اس فتنہ برخاستہ کو فرو کیا - محمود خان نے بہا چہامئو کی طرف آکر اپنے کسی بھی انعام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ بہیجا اور قبضہ کر لیا

[۱] گنگا کے کنارے واقع ہے

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکہنؤ روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈالکر ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کر کے شہر مین بہیجا۔ شہر اسوقت صفدر جنگ کے عملے سے خالی تہا کیونکہ منوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقاء اللہ خان کے ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معز الدین کے گہر امانت رکہہ گئے تہے۔ اوسکو اوسکی دو ستون نے منع کیا تہا کہ ان لوگون کا مال گہر مین رکہنا جانہے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہمنڈ مین آکر نہ مانا معز الدین خان بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھ ملاقات کی۔ کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوسکو سمجہایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپکے کوتوال کو بےحرمت کیا ہے۔ معز الدین اوسوقت سردار کے پاس بیٹھا ہوا تہا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کر کے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہہ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معز الدین نے زیور فروخت کر کے روپیہ مہیا کیا۔ اور شیخ زادہا سے شہر کو جمع کر کے اونکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایسا ہی کیا معز الدین نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہنا کر اپنے مکان مین بٹھا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرا دی۔ اور اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جھنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔ جو اوس جھنڈی کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوتی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ دو سو شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریای گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بہاگ نکلے وہ سردار بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا تمام تو بچا نہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے جو بھاجمائو کے گہاٹ پر مقیم تہا یہ خبر سنکر لکہنؤ کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معز الدین نے اوسکو پیام دیا کہ آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجے کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہنچتا ہے۔ جلد سے توقف کیجے ابھی محمود خان وہین مقیم تہا کہ یہ مفرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف واپس ہوا۔ شیخ زادون نے تمام پٹہانون کو اودہ کی عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹہانون کی ترقی کو نہایت

بغض و تعصب کی نظر سے دیکھا ہی ۔ حقیقت حال یہ ہی کہ جس وقت لکھنؤ کے شیخزادون نے سر اوٹھایا تو اس وقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی اس وجہ سے انتقام ممکن نہ تھا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[1] گیان کی تاریخ کا مولف کہتا ہی کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی مدان محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایک روز اوسنے بڑی جوش نفسانی سے کہا کہ تم ہمیر تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلہ آتش اوٹھیگا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا ۔ اور اب تمہاری حکومت یہان سے اوٹھ گئی ہی جلدی یہان سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے بارود خانے مین آگ لگ گئی ۔ ایکبارگی بڑا آواز ہوا ۔ صدہا آدمی اوڑ گئے ۔ تین تین چار چار کوس پر جا گرے ۔ علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کر دیا ۔

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان ولد مرحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور اپنے چچا کے عہد سے کوڑے کا فوجدار تھا اور پرتاب نراین اور خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے آ رہے تھے لکھنؤ کی راہ چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ تب علی قلی خان داغستانی[2] صوبہ الہ آباد کا نائب اُن سے ملنے کو آیا اوس وقت اونھون نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے ۔ علی قلیخان اپنی فوج اور کچھ راے پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑھا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا ۔ اور جنگ شروع ہوئی ۔ سادی خان شکست کھا کر لوٹا جب . . . . ۔ اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بھیجے ۔ مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کر دینگے ۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

[1] دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۱۲

[2] یہ علی قلی خان داغستانی وہی ہین جنکا تخلص والہ ہی ۱۲ خزانہ عامرہ ۔

ونالنے بہرنسے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوئے اونکے ساتھ رام سنگھ اور پسران
راجہ نولرائے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم
کیا کہ خود ولنے گہر کو واپس آئے اصجنگ ان تین سردارون یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش
وسعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑے ان تینون سردارون کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی
لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی برہنی پت ولد چترڈہاری و لدے سنگھ سوم منشی حاکم
پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکی پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑھنے
کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑہین گے تو ہم لوگ کوشش
کرکے بہت جلد قلعہ خالی کردینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا
ان نامونکے بہیجنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ برہنی پت پرتاب گڑہ سے اپنی فوج
لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست
پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تہا
تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن دوریاباد کی لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونون جگہون پر پٹھان
قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے
اور یہ دونون نوابان بنگش کی اطاعت سے عار رکھتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی
اسلئے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوئے اتفاقاً اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست تھا مع پانچہزار
برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان پہنچا اور اس نے شہر اور قلعہ کے درمیان مین ڈیرا کیا یہ فقیر
وزیر کے لوگون کی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ کے اندر
رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا
اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان
جہونسی جو قلعہ کے مقابل ہے اور قصبہ اریل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے
بر لب گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکرگاہ قصبہ اریل مین چہوڑا۔ اور خود مع فوج صبح
وشام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اسوقت غنیم سے برابر لڑائی ہوتی رہی۔ نواب احمد خان پر جہونسی مین اوسکی جانب
راجہ برہنی پت اور راجہ اودت سنگھ تھے قلعہ دارون نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تہا اوسوقت جہونسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ سے آیا
تہا۔ راجہ بلونت سنگھہ نے ایک لاکھہ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی
ریاست اوسکے نام کر دی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکت ہی جو نہی نواب
کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھہ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ
ساتھ لیکر الہ آباد کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہانسے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاو وہان ڈالو تا کہ قلعہ آمد و رفت
رکے اور اسباب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہونسی کو آگرنا دین مہیا کرنے
کا حکم دیا۔ جب نواب بقا ء اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادہ کی خبر اوسکو پہونچائی
تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئے
جس سے دونجانب سے حملہ نہونے پائے۔ آخر بہ رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز
مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقا ء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ
سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی۔ اندر گر سنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ
کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ
ٹہرا ہوا۔ جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہو کر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے
اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بہیجا بموجب حکم کے
وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکے ساتھہ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش
اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار شکل خان کے حکم مین اور تین ہزار
پیادہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تہے
اسکے سوا اور بہی سردار ساتھہ تہے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان نوز خان ولد خلیل خان
مشتیا نامدار خان برادر رحمت خان مشتیا و عبد اللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب
کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھہ بڑہکر دشمن کو بہگا دین راجہ پرتہی پت سے نواب احمد خان نے
کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاو راجہ حملے مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔
تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کار راجہ پرتہی پت جو آگے تہا قابو پاکر
دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑہے
راجہ ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکے ہمراہی اپنے گہوڑے سے اوترکر شمشیر بدست

وہانسے پہرنے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوتے اونکے ساتھ راجہ ہمت سنگھ اور پسران
راجہ نول راے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم
کیا کہ خود وہانسے گہر کو واپس آئے اس جنگ ان تین سرداران یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش
وسعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑے ان تینون سردارون کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی
لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتھی پت ولد چھتردہاری و لد جے سنگھ سوم ہنسی حاکم
پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکی پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑھنے
کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھین گے تو ہم لوگ کوشش
کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا
ان نامونکی بہیجنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ پرتھی پت پرتاب گڑہ سے اپنی فوج
لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست
پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی فوج مین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہرپونگ تہا
تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کرلیا
کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریاباد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہونپر پٹھان
قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے
اور یہ دونون امرایان بنگش کی اطاعت سے عار رکہتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی
اسلئے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوے اتفاقا اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست مقام باگھمبر
برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو گیا اور برا نے شہر اور قلعہ کے درمیان مین پہلے یہ فقیر
دریہ کے لوگونکی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ کے اندر
رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا
اور جنگ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان
تو بستی جو قلعہ کا ہمسایہ ہے اور قصبہ ارائل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے
پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکرگاہ تو اوس قصبے مین چھوڑا۔ اور خود مع فوج صبح
و شام قلعہ کو آنا جایا کرتا رہا۔ اس وقت تفصیل سے برابر لڑائی ہوتی رہی نواب احمد خان پر جیوتی رہین اوسکی جانب
راجہ پرتھی پت اور اوسکے خلعہ دار اوس نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے
۱

راجہ بلونت سنگھ جیسی بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جہونسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان تازہ حال ہی لکھنو سے آیا
تھا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی
ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکٹ سی جو بہنوئی نواب
کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ
ساتھ لیکر اراٰئل کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہان سے بہگا کر اپنی فوج کا بڑا وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمد و رفت
رکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہونسی کو آکر ناؤین مہیا کرنے
کا حکم دیا۔ جب نواب بقاء اللہ خان کے جاسوسون نے اس آمادگی کی خبر اوسکو پہنچائی
تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئے
جس سے وہ جابت ہی یہ حملہ نہونے پائے۔ آخرش بہراؤن کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز
مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ
سے باہر آکر اوس سے ملحق ہوئی۔ اندر گر سنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ
کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے برابر نئے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ
کہڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے
اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بہیجا بموجب حکم کے
وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکی ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش
اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار شکل خان کے حکم اہی اور تین ہزار
پکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تہے
اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تہے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان لوز خان ولد خلیل خان۔
متنیا نامدار خان برادر ہمت خان متنیا و عبد اللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب
کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو بہگا دین راجہ برتہی پت سی نواب احمد خان سے
کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر سے وہان جا و راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔
تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کار راجہ برتہی پت جو آگے تہا قابو پاکر
دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار ارادہ اوسکی مدد کو بڑہی
راجہ ہاتھی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکے ہمراہی اپنے گہوڑونسے اوترکر شمشیر دست

دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہنچکر منصور علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہنچا
بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے ۔ اور جب بقاء اللہ خان نے
دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا ۔ اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے
پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کیطرف پل توڑدیا ۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے
یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے ۔ اور جسجگہ یہ لوگ مقیم ہوئے وہان سے پل تمام
وکمال نظر آتا تھا ۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوجسے آگے اپنی
فوج کو دشمن پر بڑہا لیگیا ۔ جب منصور علیخان کے لوگون نے یہ حال دیکھا از راہ رشک جلد ہی بڑہکر
اون لوگون سے آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جائین ۔ راجہ پرتھی پت کی بھی رای ہوئی
لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس
بلانے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کی برابر ہے حکم
پاتے ہی منصور علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا ۔ مگر پرتھی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ قلعہ خالی ہوگیا ہے ۔ پس اس مین کیا قباحت ہے ۔ اگر ہم پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس
باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا ۔ پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے
کہ قلعہ خالی ہے ۔ اور اوسپر قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا
قصد نہین کرسکتا ہون ۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے ۔ اور نواب کی خدمت مین واپس آکر
مع دوسرے سردارونکی نذر گذرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ تھوڑے
عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑہ گئے ہین اوس طرف روانگی پر
تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہانسے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی
اسلیے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اوڑا دی اور فرمان باڑی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر
کھڑی کراکر شب کو رسالہ دارون جماعہ دارون اور مصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان باڑی
دور ہے ۔ رات سے سوار ہونگا ۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا
جب وزیر کی چڑہائی کی خبر مشہور ہوئی ۔ راجہ پرتاب گڈھ بھی لوٹ گیا ۔

نواب احمد خانکے افسر سے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو اوسنے یہان سے صاحب زمان خان

دلا زاک جونپوری کو مقامات جونپور - اعظم گڈھ اکبرپور دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا - بلونت سنگھ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوس کو ملک سے نکالا جاوے - اوس کو کمک پہنچی گئی - اور اکبرشاہ رلیجہ اعظم گڈھ اور شاہجہان زمیندار ماول اوس کے اکثر شریک ہوئے ماول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے - فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا زان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کسو ہٹ آئے - اور اوس مقام پر قابض ہو گئے صاحب زمان خان نے آپ ہی بڑھنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا - یہ مقام جونپور سے تیس میل شمال مشرق مین ہے بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے - بلونت سنگھ گنگاپور سے جو بنارس سے تھوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہے روانہ ہو کر مڑیاہو پہنچا - یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے - اور صاحب زمان خان نے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا - بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے ہم قوم افغان یعنی صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا - لاچار ہو کر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا - صاحب زمان خان نے چاندی پور مین پڑاو ڈالا - دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تقاضاے تنخواہ کے بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا - بلونت سنگھ نے تب اوس کا گھر لوٹ لیا - صاحب زمان خان نے اعظم گڈھ مین اپنے آپ کو محفوظ نہ جانکر ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوس کو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پھر اسے مقرر کر دیا - نقل ہے کہ جب بنارس کی مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سنی وہ بھولپور جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے گئے اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آوین ان کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین - غرضکہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے -

وزیر کا بادشاہ سے عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا مرہٹون اور جاٹون کو اپنی مدد کے لیے بلانا

وزیر رام چھتونی میں شکست کھاکر ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو دہلی واپس آئے
اور یہان پہونچکر اونہون نے دیکھا کہ بادشاہ مجھہ سے سخت ناراض ہین تو سخت غمگین ہوے - ایک
عرصے تک وہ گھر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھہ رکھے بیٹھے رہتے تھے - آخر الامر اونکی بیگم نے اون کو
دُہارس دی - اور اقرار کیا کہ جسقدر روپیہ میرے پاس ہی سب تم کو دیتی ہون - یہ سنکر اونکو ہمت ہوئی - اور
اونہون نے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسمٰعیل بیگ خان کو طلب کیا - اور سید عبد العلی کو بھی جو اون
دنون اجمیر سے پہنچا تہا شریک مشورہ کیا اسمٰعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان کی فوج
منگانا چاہیے - ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو ملانا چاہیے - اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے
سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین - وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا - اور
کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین - لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سے لڑنے جائے گا تو سب متفق ہو جاینگے
تب وزیر نے سید عبد العلی سے صلاح پوچھی اوس نے کہا کہ آپکے ساتھ فوج سابق مین بھی کم تھی
اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہی - مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے - وزیر نے
کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین - جواب دیا کہ بخت سنگھہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین
اور راجہ لچھمی نراین نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ آپا سیندھیا اور ملہار راو کے پاس ستّر
اسّی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کی قرب وجوار مین ہی - ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین
اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا - وزیر کو
دوسرا امر اہم یہ باقی تہا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے - اس غرض سے وزیر نے راجہ
جوگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اوس سے اعانت چاہی
اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تہا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہہ ہونی چاہیے - بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت
سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا - بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا
اوسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سلجھانا چاہین مجھسے بیان کرین - جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اوس کا پیام بیان کیا - چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا - اِدہر اُدہر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت
کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پھر گیا ہی - کسی کو جرات نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمہارے حق مین
حضور مین عرض کرے - اور نواب عزیز جنگ نور احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر مستعد

مستعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی مُنہ سے نکال سکے وزیر نے
بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور
بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو - اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے ــ اوس کو سنرلاکھ روپئے بطور رشوت کے دینے پر راضی
کرلیا - نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہاری حق مین
سفارش کرونگا - اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع کردونگا - بعد اس
گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے
لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت
و راجہ بلونت سنگھہ اور دوسرے زمیندار مع نذر کثیر نواب کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنی تئین
نواب کا مطیع قرار دیا ہے بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین - بڑی فوج
جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھہ سوار اور بیشمار پیدل زیرلواے نواب
احمد خان مجتمع ہوگئے ہین - دیکھا چاہئے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح وزیر سے اقرار کرایا تھا کہنا شروع کیا - اور جو جو باتین از راہ
دوراندیشی اوس کو سکھلائی تھین اوس نے بادشاہ سے بیان کین - ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
دل پر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہی میری
نیند جاتی رہتی ہی - صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوایا تھا
اوسپر قناعت نہ کرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہی - اور اپنے بیٹے کو بغرض
تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی - اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہے اسکے بعد بنگال کا عزم
کریگا - اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکھٹا کیا ہی
علما یہ کہتے ہین کہ کتاب دخون دردیزہ مصنفہ مرشد ودلی افغانان مین یہ لکھا ہی کہ کوئی افغان
ذی لشکر جمعیت نامدار دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہنچیگا - پس اس صورت مین احمد خان جسکے پاس ایک
لاکھہ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ ... سے کیونکر باز
رسکتا ہے جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھہ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت
متردد ہوکر پوچھنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہی - یہ سنتے ہی بلوچ خان نے

رض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
دشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق و بان
و سب کچھ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی ۔ اور اب جبکہ احمد خان
طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور نہ وہ رلے
یہ نزدیک مشہور ہی بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام
ن اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی مضرت نہوگی ۔ جاوید خان نے
واب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بہی تدابیر مین آیا ہے سیدہیا اور ملہار راو جو اس وقت
جو تا نے مین ہین وہ اگر طلب کئے جاہین تو حضور عالی کی نوکری کر لینگے ۔ اور اپنی انتفاع کی امید
سے جو حکم انکو دیا جاے گا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لائینگے سورج مل جاٹ
کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا
حافظ رحمت خان روہیلون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہی آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتون مین آگئے ۔ اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا گیا ہی ۔ اور کل دربار مین
حاضر ہو ۔ جاوید خان خوش خوش اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونون
ہم بغلگیر ہوے ۔ بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سی ہوئی تھی سب وزیر سے دہرائی اب جاوید خان
جگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سی کہا کہ وزیر سی کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون
ور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کرین ۔ تعداد نذرانے کی ۵۰ لاکھ روپیہ سے کم نہو
جگل کشور نے واپس آکر وزیر سی کہا کہ ۵۰ لاکھ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سی ملاقات کے
وقت دینا چاہئے ۔ دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امرا و ارکین مع میر تزک حاضر ہوے اور آداب بجا لاکر اپنے
اپنے پایے پر کھڑے ہوے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ
سلطانی مین حاضر کرے ۔ جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تمیس خوان جواہر بیش بہا
قیمتی کے اوس کے روبرو پیش کئی گئی ۔ بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا ۔ بعد ازان وہ
حضور مین حاضر ہوے ۔ وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر
چھاتی سے لگایا ۔ وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا ۔ مگر ملتجی عفو ہے ۔ بقول سعدی

سلہ دیکھو تاریخ آردن ۱۰۲

علیہ الرحمۃ   سہ

بندہ ہمان بہ کہ زتقصیر خویش   عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش   کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مینے بعد عذر تمہارا قصور معاف کیا - اور عذر پذیرا کیا - خلعت دہ پارچہ مع فیل واسپ وشمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فوج مذرانہ معتاد دو لاکہہ پیش کی اور رخصت ہو کر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گہر کو روانہ ہوئے حسب استدعا علے محمد خان ملہارراو اور آپا سیندہیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بہی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریرین لیکر راجہ مہانراین[51] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تہا اور شیر سنگہ[52] اور جوگل کشور[53] روانہ ہوئے اور بابو راو وکیل مرہٹون کا بہی انکے ساتہہ گیا - ان قاصدون کو کوٹہ سی دو پڑاو اسطرف اور دہلی سے دوسو اسی میل جنوب مین مرہٹے ملے[54] اونہون نے وزیر کی خط کا مضمون معلوم کرکے آپا نے دو کروڑ روپئے طلب کئے - رام نراین نے کہا کہ تمہاری نظرونمین پچاس لاکہہ روپے زیادہ ہین - ہم تو ایک مغل ملے مین اتنے لیتے ہین ہماری نظرمین اسقدر روپیہ ہیچ ہے - ہم کو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکہہ روپیون کے لئے چار لاکہہ بہائیون سی لڑائی کرین - جنگ دوسرا روپیہ کیونکہ یقین ہی کہ ہم ضرور اونپر فتحیاب ہونگی ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاے آخر ملہارراو ایک کروڑ پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تہا اور آپا کو بہی راضی کرلیا اور اپنے حقیقی بہتیجے تکو کو بہی جو جسونت راو کا بہائی ہے ساتہہ لیا[55] - اور سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ ٹہہرا سترہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کو اور ۲۵ - یا ۳۵ ہزار روپیہ تا انصرام جنگ مرہٹون کا قرار پایا - اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹون کے لاکہہ سوارون کو جو بہ ماتحتی آپا و ملہارراو تہے لاکہہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دینے کا اقرار ہوا - اور سورج مل خود اول سے شریک تہا از سرنو جملہ سامان جنگ مثل توپ وبان وجزائل وگولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال

---

[51] دیکہو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور آزاد نے رام نراین کہا ہے - اور سیر المتاخرین مین بہی نراین ۱۲ - [52] دیکہو گیان پرکاش ۱۲
[53] دیکہو سیر المتاخرین [54] دیکہو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کر لیتا اور دشمن پر چڑہتا مرہٹے جب دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے وکیلوں کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بہیجا کہ ہمارا دارالحکومت میں آنا کیا ضروری - ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک نرہے - بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دے - رام نراین وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوے - لیکن تمام خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ سے کم تہا اور سوای مصارف فوج وعلی وہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھے ایک کرور روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے تھے اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لچھمی نراین سے اس معاملے مین مشورہ کیا - اوس نے عرض کیا کہ مرہٹون سے تو اس شرط پر خرچہ جنگ ٹہیرا ہے کہ وہ بالکل پٹھانون کا ملک فتح کرادین تو اوسوقت یہ رقم رہجاے گی جب آپ کا قبضہ اس ملک پر ہوجائے گا - تو کرور روپے کیا چیز ہین - بالفعل جو کچھہ روپیہ آپکے پاس موجود ہے اوس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے - نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[۱] - اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اوس کے قریب آپہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بہیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے - اور خلعت مرحمت ہوا - وزیر نے سورجمل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا -

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑہائی - اور فتحگڈہ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑہائی کرو - اوائل جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارونکی فوج لیکر دارالخلافت سے برآمد ہوے - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اوسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھہ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے -

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کرکے پہلا یہ حکم مرہٹونکو

---

[۱] دیکھو عماد السعادت ۱۳

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بہگا دینا چاہے۔ اور جب وہ
فرخ آباد کی طرف بہاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑہنا چاہیے ملہارراو اور
آپانے پنڈاروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بمجرد
حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سواروں نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گہیرا
تہوڑے عرصہ میں ملہار راؤ اور آپا سیندہیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان
کے پاس مقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تہی۔ مگر تاہم تہوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔
اور جہانتک ممکن تہا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے
بہت سے آدمی مارکر آخرکار گنگا پار ہوکر قادر چوک پہونچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجہانی ضلع بداؤن مین
واقع ہی۔ وہانسے اوس نے کل حال احمد خان کو مقام الہ آباد لکھہ بہیجا اور مشرق کی سمت
گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سے چہہ ماہ
کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ برتہی پت کو طلب
کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجہے گھر کی طرف جانا ضرور ہی انشاء اللہ تعالے اوسکو
بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہون اوس وقت اضلاع مشرق پر قبضہ کرونگا۔ راجہ برتہی پت نے
کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ
وزیر تو قریب پہنچ ہی چکے ہین آپ عین وقت پر پہنچے ہی تاہم فوج چونکہ منتشر ہوجائے گی اوسکی
مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودہ کو چلین اور
وہان سے جانب مغرب روانہ ہون۔ اس مین چند فوائد مین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی
فوج بہی منتشر نہوگی۔ اور نہ زمیندار لوگ اودہ کے جو اپنے گہرون سے بے دخل بدعمل
بہاگ گئے تہے وہ بے مانگے مدد روپئے اور سپاہ سے دین گے۔ دوسری وجہ یہ ہے
کہ بہت سی رزم آشنا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم مین جمع ہوئی ہی جب آپ فرخ آباد
کو تعجیل روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چہوڑدینگے نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کرون
دیکہون اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و سنگل خان غلزئی
و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سردارون کو طلب کیا
جسوقت اونہون نے راجہ کی صلاح سنی کہا علحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دین گے۔
زائد لوگون کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان کی رائے

اسکی خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار
جاوینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم ڈر سے بھاگ گئے۔ ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی
وزیر ہے جسکو ہم ایکبار زک دے چکے ہیں اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن
کو زندہ نہ جانے دینگے۔ اور ہمارے نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے
کو مارنا کیا مشکل ہے۔ نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا تم کیوں خاموش ہو
اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش نہونگے میری رای راجہ پرتھی پت کی رائے سے موافق
ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اوس کی رائے بہت مناسب ہے۔ حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا۔ اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ میں تمکو بالفعل اس ملک میں بطور اپنے نائب کے
چھوڑے جاتا ہوں اسلئے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودہ کے زمینداروں سے کہو کہ اپنے اپنے
گھروں میں جا بسو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہو کر چلے گنگا کو عبور کر کے
اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ نواب کا بیٹا جو اودھ کے فتح کرنے میں مصروف تھا اب اوس کا ارادہ
لکھنؤ اور کاکوری کے شیخ زادوں کو سزا دینے کا تھا۔ جنہوں نے سر اوٹھا کر پٹھانوں کو نکال دیا تھا
چونکہ اوسوقت میں انتقام ممکن نتھا اسلئے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سیا ندی پالی
سے گذر کر دریای گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب مقام فتحگڈھ اوسکے
باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہو کر چند روز کے عرصے میں اپنی دار الریاست
کو پہنچا۔ مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے راستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ کر جاے عافیت
میں پناہ گزین ہوئے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ رہ گئے پہلے اوس نے
بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ میں پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب
بمشکل تمام وہاں سے آنولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئیں۔ شہر کے بہت سے باشندوں نے
جب بی بی صاحبہ وہاں سے چلے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا۔ نواب نے ہر سردار کو نام بنام
طلب کیا۔ اور اُنسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے۔ تمام رئیس و فوج کے سردار
و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل مشہور تھے نواب کے
روبرو حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے۔ اور نواب کی فوج
مقابلہ اوسکے گویا دال میں نمک کی برابر ہے۔ یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہیں

مگر بہا در ہین ۔ لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل ہزار سے جنگ کر سکتا ہے ۔
اور نہ ایک ہزار سی اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ و مرہٹے مور و ملخ کیطرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ یہان سی حسین پور گھاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کیطرف واقع ہی ۔ گنگا کے کنارے اوٹھ چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہی جہان سے
تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے ۔ اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین لہذا اس مقام پر
پڑاو ڈالنا خوب ہوگا ۔ اس کا مذکور نہین ہی کہ شہر کا قلعہ کیون بیکار رہے اسکا یہ
اس وجہ سے کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کر دین ۔ فتحگڈھ کے نیچے دریا ہی
ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین ۔ مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارہ پر
قابض ہو یہ خوف نہین ہو سکتا ہی ۔ نواب نے سردارون اور رشتہ دارون اور مشیر کار دولت
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر باتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر
دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین ۔ نواب خود خندقون و غارون کیطرف جن کا مذکور ہو چکا ہی
گیا اور وہان توپین زنجیرون سی باہم کسکر نصب کین ۔ توپون پر اپنے بھائیون اور بہ نالہ دارو
کو متعین کر کے خود لشکرگاہ کو آیا ۔ اور ناوون کا ایک پل تیار کرایا ۔ جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی بائین کنارے پر پہنچا ۔ اور شادل خان علزئی بھی
قادر چوک سے آیا ۔ اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کیطرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری ۔ جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان
الہ آباد سے واپس آیا ہے ۔ اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اونہون نے ملہار راو
اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے ۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قومی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرہ
کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف رستہ بند کر دے ۔ اور کہین ہی کھانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پاوے ۔ بموجب حکم کے اونہون نے نتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکہا کہ سردار چہوڑکر چلے گئے ہین اونہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بہوک پیاس مین مبتلا پایا تہا لوٹ و غارت کی جو امید اون کے دلمین تہی وہ سب جاتی رہی اب وہ اوس مقام کیطرف روانہ ہوے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ مقیم تہا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سیندہیا نے ہمکو اس فوج سے ایسی بہادری کا اوس نے تہوڑی سی فوج سے وزیر کی بیشمار فوجکو زک دی ایسے لوگون کے ساتھ بڑی حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہیے - یہ سنکر کہ یہ توپین یاقوت گنج مین رکہی ہین جو شہر سے پانچ میل اور فتحگڈہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے اپنے چند سوار اوسطرف روانہ کیے - اونہون نے چند گنوارونکو مجتمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کہینچ لے چلے جب قاسم باغ کے قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈہ اور حسین پور سے نصف میل جنوب مغرب مین ہے یہان پٹھان گروہ کے اندر کمین گاہ مین تھے - فوراً مرہٹون پر آ پڑے اور گولیان اور بان اونپر چہوڑنا شروع کیے بندوقون کی آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آ کہڑا ہوا - اوس نے اپنے رسالہ دارون کو حکم دیا کہ ہمارے پٹہانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جاکر مدد کرو - شادل خان غلزئی و سعادت خان آفریدی و محمد علیخان آفریدی و میان خان خٹک و عمر خان گالیاری و نامدار خان برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان و سنگل خان تلہروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چہوڑکر پٹہانون کی مدد کو پہنچے - تانتیا بہی اونپر بڑہا کہ اونکو لڑکر بہگا دیوے - جب دونون فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی - پٹہانون نے بہادرانہ سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین بہین لگین آخر کار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے - جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی اوس نے شتر سوار کو بہیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین بہین سے واپس آئین - سرداروں نے یہ حکم سنکر توپین جو واپس لی تہین تہکے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہوئے نواب احمد خان نے سر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق کے قریب آ پہنچے - ملہار راؤ آپا سیندہیا و تانتیا کو قاسم باغ مین چہوڑکر خود آگے بڑہے اور سنگی رامپور مین پہنچے - یہ ایک گہاٹ دریای گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل فتحگڈہ سے بڑہکر بہکنہ بہوجپور مین ہے - یہان اونہون نے اپنا لشکرگاہ قایم کیا - اور

نور الحسن خان ملگرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے ۔ اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی
تو اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کردے تا کہ وزیر پل بنوانے
پاوین ۔ اس نوجوان نواب نے شیام سنگھ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اوسطرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے
اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہو گیا تھا ۔ اوس نے ایسے گولے اور بان اونپر چھوڑنا شروع
کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے ۔ اس مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار
پھر کام شروع کیا ۔ اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ۔ ہر روز ملہار راو اور آپا سیندھیا کے لشکر سے
نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین ۔ اور ہر شام افغان اپنے
خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے ۔ اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگا کر دو ایک
چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے ۔ تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے
تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے ۔ دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کرکے سر کی ۔ اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ور شمشیر خان کے پہلو مین لگا
یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا ۔ علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد کے سولھوین بیٹے کا
بازو اوس سے اوڑ گیا ۔ اور دو ایک کو زخمی کیا ۔ یہ سب مر گئے ۔ جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اونکے کفن و دفن کا حکم دیا ۔ اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ
اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا ۔ لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھان نکا
دستہ محاصرے مین سے نکلا ۔ اور مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا ۔ تمام رات ایسی بہادری سے لڑے
کہ مرہٹون کے قدم ہٹادئے ۔ جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے
مرہٹون کے سر نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے ۔ جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہنچی
اوس نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
باوجودیکہ محصور ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین
اور اونکے سر نیزون پر لیجاتے ہین ۔ آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے ۔ مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری
داڑھی پر تھوک دونگا ۔ آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو ۔ اور ان دونون باتون مین
سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اونکے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو
یہ سنکر سب آکر مرہٹون مین شریک ہوئے ۔ اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرہوین بیٹے نواب محمد خان
کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی - شیر بچے
باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر بہری بندوقین چلانے لگے - اور اسیطرح
دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے - جب قربان سوارون نے دیکہا کہ شیر
بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچی
اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا - یہان جو دشمن کے منتظر تہے - اونہون نے پہلے ایکبارگہ
توپونکی سرکی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچ کہینچکر اونپر جہپٹے - اور بہت سے
حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی پٹہانون نے
اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اون کو بہگا کر خود قابض ہوگئے - اسیطرف باغ کے مشرق مین
کچھہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹونکی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی - جب مرہٹون نے
دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور پٹہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین
بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکی توپخانے کے درآئے
یہ پلٹن زیر حکم تانتیا کے تہا - جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کی
راستہ روکدیا ہی باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گہوڑونکے پیرونپر چلا اور تلوارین بہی
پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاتو - جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کرلینا - باہم یہ تجویز ٹہہرا
اسی طورسی مرہٹون پر حملہ کیا - اور بہتون کو مارلیا - آخر مرہٹے اوتر پڑے - اور جنگ شروع
ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے
اپنی تلوار لی - اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے
ہوئے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے
جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایکہزار آدمیون کے تہے یہ سب پڑکر افغانون اور مرہٹون
کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا - اور اس موقع پر باہن یعنی مشرقی
سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے - عبداللہ خان ورکزئی
و ضابطہ خان خٹک و الوز خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ
مرہٹون کے قدم اوکہڑ گئے - جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین -
ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تہا - اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے سے اوتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے
نوکر اوسکو سوار کر کے بزور لشکر کو واپس لائے۔ جب مرہٹون نے شکست کہا کر بھاگنا شروع کیا۔
تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہوکر
اونکا تعاقب باغ کے مشرقی گوشے تک کئی یہان سے اونہون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت
پریشانی سے اپنے لشکر مین پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے
کو داہنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کر باغ کے بائین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے۔
نواب احمد خان اوس وقت اپنی گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمام سردارون سے
کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جاؤ۔ گرد اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجاؤ کرو آئندہ مرہٹے
تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی
بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان
اپنی مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹون کے ہاتھ سے شکست اوٹھا کر آنولہ کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا۔

آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہی کہ جب اول اول فتنہ کے واپس آنے کی
خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے
حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا کہ ہمارے
اور تمہارے درمیان مین مناقشہ ہی لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے۔ لیکن یہ ضرور
نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکھا جائے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے
واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین۔ حافظ رحمت خان نے
عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اوس کا تصفیہ نہو جائے

ہمکو اپنے آدمی تمہارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہی۔ اس بیان کو دیکھ کر ہمکو وہ بات متعجب نہین ڈالتی ہی کہ جو گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہمول خان اور جوہر خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چہوٹی کے مقام پر اوسکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی۔ اس واقعہ کو فرخ بخش مین یون بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قایم جنگ کے خون کی معافی کا ایک محضر تیار کراکے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا محضر کا مضمون یہ تہا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان وغیرہ اکثر امرا کے مکان پر گئین اور سب سے بڑی منت وزاری کے ساتھ کہا کہ اسوقت سخت وقت مین احمد خان کی مدد کرنا چاہئے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی۔ اور کہدیا کہ قایم خان نے ہماری ساتھ کیا سلوک کیا تہا کہ اوس کے ننگ وناموس کے اب ہم شریک ہون بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سعد اللہ خان کے محل مین گئین۔ اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ اعانت کیا۔ پٹھانونکی بہادری کی داستان اور ننگ ورفاقت کے قصے ایسے طرز سے بیان کئے کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خانسامان کو طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تہا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچہ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہی اونہون نے جواب دیا کہ جو سب سرداروں کی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر فتح

حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہی - اور خدانخواستہ اگر شکست

(۱) منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکہنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہی کہ احمد خان روہیلون سے مدد حاصل کرنے کے لئے آنولہ کو خود آیا تہا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہم پر نازل ہوجائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب
روہیلہ سرداروں میں ممتاز رکھتا تھا بول اوٹھا بھرا ہے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں
نہیں اوڑھ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے منہ سے نہ نکلے ہونگے۔ اور نواب
سعداللہ خان کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر فوج کا حکم نہوگا تو کل میں اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ
ہوجاؤنگا۔ اور جس پٹھان کو اپنی نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونیکا اختیار ہے
یہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا۔ نواب سعداللہ خان محل میں گئی۔ اور جو صحبت
حافظ رحمت خان اور بہادر خان میں ہوئی تھی لفظ بہ لفظ اپنی ماں سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ
رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا شریک ہوؤں ماں نے کہا کہ ایسے امورات میں ہم مستورات
سے مشورہ لینا کیا مناسب ہی جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت
خان وزیر کی جانبداری کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔ اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے
واسطے یہ عزم کرتا ہے یہ گفتگو اپنی ماں سے سنکر نواب سعداللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص
سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہی
جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو اختیار ہی
تب اونہوں نے بہادر خان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں حکم سنا دو کہ جو اپنی تئیں میری ملازم
جانتے ہیں تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کردونگا۔ بہادر خان نے یہ
حکم سنا دیا سوای حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب
روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانساماں بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ
ہوا۔ جب فتحگڈھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذرگیا۔ تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ
نواب سعداللہ خان قریب آ پہونچے۔ اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو نہایت
تردد پیدا ہوا۔ ابوالمنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعداللہ خان کو لکھا کہ میرا دعوی
احمد خان سے تھا تم اوسکی مدد کو کیوں آتے ہو تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ اور اطمینان کے ساتھ
رہتے مجھے کوئی تعرض نہیں۔ حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو میں نے سعداللہ خان
کو بہت روکا۔ مگر اونہوں نے نہ مانا۔ اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں۔ اسلئے میری
صلاح یہ ہی کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے صلح کرلو۔ کیونکہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے
دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے لشکر میں گئے۔ اور نواب سعداللہ خان کے

کوچ کا حال بیان کر کے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنی خاص
خاص سرداروں کو بلایا اور اون سی کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا - جملہ سرداروں نے باستثنا
آپا سیندھیا کے جو در پردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین - ہم سے
پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہی ہمین جو حکم ہوگا اوس کے بجا لانے پر مستعد ہین تب وزیر نے
آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی - اوس نے جواب دیا کہ عیان
را چہ بیان جو کچھ ماجرا اتبک گذرا ہے اوس سی سب واقف ہین - یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ
عاجز نہین ہین راؤ تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا - مگر اوس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی
وزیر کے لشکر مین گو کہ چند فوج ہی - مگر اوسکی جو کچھ حالت ہی اوس سی وزیر خود واقف ہین -
احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہی - اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاینگے
تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا - وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ
رحمت خان لکھتے ہین کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوے
ہین - بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان سے احمد خان
صلح کر لیا جائے - اب تمہاری صلاح کیا ہے - اونہون نے جواب دیا از ین چہ بہتر است -
اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی - وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہی کہ اس عہد و پیمان کی
ابتدا کیونکر ہونا چاہیے - اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سی ہماری کسر شان ہے - آپا
سیندھیا نے کہا کہ میری رائے مین نواب عزت خان اور ہمت خان کے ملانے سے کہ یہ بھی
پٹھان ہین یہ حجت رفع ہو سکتی ہے - ملہار راؤ اور آپا سیندھیا مع دیگر سرداران وہان سے
اٹھے - اور دوسری جگہہ جا کر مجتمع ہوئے - اور نواب عزت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا
مرہٹون نے اوس سے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنی ملک سے
بھگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے - چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر اور احمد خان مین صلح
ہو جائے - اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین - تب اون دونون پٹھانون
نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تھے بیان کئے - اور مرہٹون کو
بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے - مرہٹون نے
تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق مین دوستی تھی - مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہماری نام
اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون - اور اتبک ہمنے بالکل بے پروائی کی

جان بوجھ کر جنگ کی ہے۔ تب عزت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا۔ جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ اب تجویز کیا ہے۔ اہار راؤ نے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجائیں۔ ہم باہم سرداروں سے مشورہ کرتے ہیں جو کچھ طے پاویگا اوس سے آپکو اطلاع دیجائیگی دونوں پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیموں کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کریں۔ اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال ساندھی و پالی احمد خان کے حوالے کردیں جب اونہوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی اونہوں نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و ہمت خان کے خیموں کو گئے اور اپنے شرائط مجوزہ بیان کئے اونہوں نے اون شرائط کو بھی نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا تب اونہوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے پاس بھیجنا چاہئے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور ساندھی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جون ہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کرور روپیہ میرے بھائی ہونکے خونبہا میں دین میں قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہوں تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا۔ اور یہ مصرع پڑھا

ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

دشمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہئے کہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں ہر وقت اوسنے میدان میں لڑنے پر مستعد ہوں۔ وزیر کو جو میری زک دی ہے ایک تمثیل ہوگئی ہے۔ سو تم بھی دیکھ لینا جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاء اللہ تعالے بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور بہادر لوگ کسطرح عمل کرتے ہیں۔ جبکہ تقدیر آزمائی لڑائی پر ہے تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر میں بدقسمت نکلا تو خداوند مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹوں کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا یہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریا ے گنگا کے کنارے مقام کرینگے حکم ہوا کہ محمود خان اور منور خان اونکی پیشوائی کو جاویں۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونوں سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی۔ اور تلواریں کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو نظر آئی۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اس کمک کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے توپیں داغنے لگی سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیوں کے ساتھ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے جب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اون پر طاری ہوئی۔ اور اوس حالت میں فرمایا کہ مقتول بہت اور مغلوب ہوئے۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی خوشی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے - ۳ - جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے بائیں کنارے استادہ کرائے - اور احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کھانا اسباب خان وکزی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوتر آؤ کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا نہایت ضروری ہے پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنے خاص خاص سرداروں سے مشورہ کرکے جواب دونگا۔ پھر انہوں نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا پیغام کہا - بہادر خان نے جواب دیا کہ تم افغانان کے سرداروں کے سامنے یہ سوغات بھیجنا مناسب نہیں ہے - احمد خان کو جواب بھیجا جائے کہ انشاء اللہ کل آپکے بدخواہ آپکے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جاٹ اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے سعد اللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اونہوں نے وہی پیغام بھیجدیا - احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو - مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا - اور اگر مرہٹے منہ موڑیں تو اون کا تعاقب نہ کیجیو - اور اپنے سپاہیوں کو اونکے تعاقب سے بازرکھیو - کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے اپنے دشمن کو اوسکی جگہ سے دور کردیتے ہیں تاکہ مدد اوسکو نہ پہنچ سکے - دوسرے دن سعد اللہ خان اور منور خان - اور محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے - اور اپنی فوجوں کی صفیں باندھکر دشمن کیطرف بڑھے - وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہوئے تھے - اونہوں نے ملہار راو اور آپا سیندھیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورے کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجی جائے اس سے قبل کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائیں - شنگی رامپور کا پل جو خراب ہو رہا تھا -

جمادی الاخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی - پٹھانوں نے بہت مزاحمت کی مگر گولونکی بوچہار سے
پل کے قریب نہ آسکے پھر کہانڈے راو اور تانتیا گنگا دھر جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے
جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بہیم سنگھہ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار سوار و پیادہ کے
اونکی کمک کو پہونچے - اور روہیلو نپر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانون
کا مینہ برسانا شروع کیا - بعد اسکے بندوقین سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سرکین
رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین - اور تلوارین کہینچ کہینچکر ہندو ونپر حملہ آور ہوتے - اور
اونہون نے نمک لغورشیت دی بہادر خان سے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کا کنارا
چہوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑہا - بہادر خان کے ساتھہ فقط دو یا تین ہزار آدمی تہے - پیچہا
پیچہا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے - دشمن نے دیکہا کہ فقط ایک ہاتہی پر
اور تہوڑے سے جوان ہین - اور اونکی پیچہے کچہہ کمک بہی نہین ہے تو چارون طرف سے بہادر خان
کو گہیر لیا - بہادر خان ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا - اور اوسکی جوان بہی تلوار کہینچکر
اوسکی ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی - لیکن ہندون نے اسطرح گہیر لیا تہا
جیسے شکار کو گہیر لیتے ہین - اور تیر اور گولیان اونپر برسانا شروع کین - اونہون نے بہی
تلوارون اور برچہون اور نیزون سے بعض کو زخمی و قتل کیا - جب تک بہادر خان کے
جسم مین جان رہی تلوار ہاتہہ سے نہ چہوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا - کوئی اوسکی
مدد کو نہ آیا آخر گہوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوس کا سر کاٹ لیا - اور
جو کچہہ سپاہی باقی رہگئے اونہون نے بہاگ کر جان بچائی - جب نواب سعد اللہ خان نے سنا کہ
بہادر خان قتل ہوا - اونہون نے فتح خان خانسامان سے پوچہا کہ اب کیا صلاح ہے - بہادر خان
سے سب سردار عداوت رکہتے تہے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی
فتح خان سے کہدیا تہا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا - ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو
مدد نہ دینے پاے - اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاے - اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا
کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوتے - اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا
تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پہر کوئی اوسکے مقابلے کو باقی نہ رہیگا - اور اوسوقت قایم خان
کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکالدیگا - جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچہی تو اونہون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو -

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوانمردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ مین چھوڑ دین
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہی۔ وہ بھی تھوڑی عرصہ مین
آنولہ کو آسکیگا وہان جو کچھہ صلاح ٹھیرے اوس پر عمل کرنا۔ سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین
آگئے اور آنولہ کی طرف پھر گئے۔ نواب مسعود خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھہ و جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ جو اوس وقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادونکو روک سکین۔ جواہر سنگھہ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیرخواہ تھا دلیر خان
جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور جملہ تھا اوس کا چچا تھا رانا نے جب اسطرح جواہر سنگھہ کو سد راہ ہونے
سے ممانعت کی تو صاحبزادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا۔ اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین شل
بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا۔ اور ہر ایک آدمی
سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تھی۔ اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ
بڑھا کر سنگی رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا۔ اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بلا کر کہا خوب
ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کر کے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصرے کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہو چکے تھے۔ پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکرگاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی۔ فوج کے
جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے۔
سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف
دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہی۔ اونہون نے جواب
دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اوسنے انکار کیا۔ مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری
صورت نہین ہی۔ وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنے بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان و اعظم
خان و سوز خان و صلابت خان و شایستہ خان اور سردارون مین سے خاص خاص کو مثل
رستم خان بنگش و عنایت علیخان و عتاب خان و شادل خان و مشکل خان و سعادت خان
و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور شب کی تاریکی مین جانب پچھم دریا کے کنارے

کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے تعقب لشکر بمقام شکارپور آپہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کمرول گہاٹ تک برابر ہٹتا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے۔ اور یہان اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا سے نکلا۔ رمضانی اوسکو ہانکتا تہا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گہوڑے پیرا کے جانے کی کوشش مین ضایع ہوئے۔ نواب امرت پور کی راہ سے شاہجہانپور پہنچا۔ اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پہنچی اوسکے سپاہیون اور افسرون کے دلون پر جو تہک دور دراز کے مورچون پر تہے خوف طاری ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے۔ اور بعض نے گہوڑے دریا مین ڈالدیے اس امید سے کہ پار نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگ روہیلکہنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ روہیلکہنڈ گزیٹیر مین لکہا ہے کہ وزیر نے روہیلکہنڈ مین بڑہنے کے اثنا مین اسدپور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بہیجی تہی کہ پچھلے تین سال کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی خزانے مین داخل کرو اس تحریر کے پہنچنے پر نہ تو روہیلون نے کوئی جواب بہیجا نہ کچھ سامان جنگ تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچھ خیال نکیا۔ نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جہگڑے مین نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف ہا جائے گی۔ لیکن اس تحریر کے دیکہنے کے بعد یہ اثر ضرور رکھا کہ اپنی تہوڑی سی جماعت لیکر نواب سعد اللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اونکی طرف روانہ ہوئے انکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے اسلام نگر پرگنہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکے ہمراہیون پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پاؤن میدان مین نہ تہمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار آدمیون کے تہی اور آخر مین کچہ اور زیادہ ہوگئی تہی۔ مگر عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تہی اور تیسے ہزار سپاہ روہیلون کی تہی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو پٹہانون کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبہ اودہ کو چلے گئے۔ اور وہان سے الہ آباد پہونچے اور وہان ہوکر اودھ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے پر مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڑھ سے بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بیحد خوف تہا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا پرتاب گڈھ سے
کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا - جب وزیر کے دیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی
کرنے اوٹھ گئے - اوسوقت علی بیگ خان جارجی نے بھگلراجہ کو پکڑ لیا - وہ علی بیگ خان کو
چپٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھے - اسلئے علی بیگ خان کے رخسارون کا گوشت دانتون سے کاٹ کر
تھوک دیا کہ تمام عمر اوسکے گڑھا رہا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر پھینکدیا
اوسکی فوج جابجا بھاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی نوجلکے آدمیون سے مزاحم نہوتے - بعد اسکے
نواب وزیر فیض آباد کو گئے - اودھر پہاڑون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے
یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے - چنانچہ دوسرے
روز نواب احمد خان - نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان - فتح خان خانسامان
دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہنچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر سنگی رام پور مین
مرہٹون کو چھوڑکر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین - چونکہ بارش قریب ہے - ہم سب ایک جگہ آرام کرینگے اور اپنے ہمقومون
کو ہر طرف سے ملائینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے - یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے
روہیلے اپنے مکانات کو چلے گئے - اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا - جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات
ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی پہاڑون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل
بنایا گیا - یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب
سے گنگا مین داخل ہوتی ہے - جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون
کو ساتھ لیکر مقابلہ کرنے کو بڑھتا ہے - اونہون نے کہانڈے راو ولد ملہار راو کو بیشمار فوج کے
ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور اوسکا دہمکانے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان - اور روہیلہ سردار اپنی فوج لیکر
رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنی سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا - اوسی کے
کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان
کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا - دوندی خان جو پیش لشکر مین تھے - اونہون نے دشمن
کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون - لہذا اونہون
نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گہاٹ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کردی جب کہہ نذئے راو نے راہ ہر
طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کہ ہم
حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین۔ اگر ہم دل سے وزیر کیطرف سے
نہین لڑے ہین۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین۔ اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان
باہم مخفی طور پر طے پاجائے گا۔ ہم قسم کہا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کا یون شروع ہوگی ہم تم کو
بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور
اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین
اتحاد بھی تہا۔ بعد اس کے اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندی خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹونکی
راہ جو اونہون نے بند کردی ہی کھول دین۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندی خان
کسی کا حکم نہین سنینگے۔ ہان اگر آپ خود وہان تک جانے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین
آپکے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج کا ترتیب یہ تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے
واسطے بہادر خان اور سردار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے۔ اور اونکے بعد
نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے۔ یہ سب نواب احمد خان کا ہراول
تہا۔ نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان پھر دوندے خان کے پاس گئے۔ اور مرہٹونکی
درخواست سے اون کو مطلع کیا۔ اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کہائی ہے۔ دوندے خان نے
جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرین گے۔ کیونکہ اونکی حالت نہایت
نازک ہوگئی ہے تین طرف تو اونکے ندی حائل ہے اور چوتھی جانب سے راہ بند کردی ہے۔ اب اون کا
ایسا حال ہے کہ بلا تعدد ہوئے بلا تضیع اوقات اونکو ہم بآسانی شکست فاش دے سکتی ہین
ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب
اسلام مین امان مانگنے والے کو امان نہ دینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کہا بیٹنگے
خدا اونکو سزا دے گا۔ دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ
کھولدے سپاہی وہانسے ہٹ گئے۔ اور دکن کے واسطے راستہ کھولدیا۔ نواب احمد خان اور نواب
سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے۔ دوسرے روز افغان نادون کے
پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی راجپور پر بندھوایا تہا مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے
پل کو توڑ ڈالا تہا۔ جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دونون جانب سے توپین چلنے لگین چونکہ
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھولا گیا تھا وہ پٹھانون کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئی مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ نکلی - اور خوراک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی - اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہی کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کپل مین ایک گھاٹ ہی - اور فرخ آباد سے بیس میل اور بنگش کے بہوجپور سے چالیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے - اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو ناؤین بھی مل سکینگی - اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوتر کر بر سمت ملغار ملہار راؤ کی طرف بڑہیں گے - کیونکہ اسوقت ملہار راؤ کے پاس تہوڑی سی
فوج تھی اس لیئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین - اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچا کر پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کردینگے - نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا - اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبون کا کرکے اور بقا اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے جلد
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اوترکر ۹ - محرم ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷ - نومبر ۱۷۵۱ء کو
ملہار راؤ سے بمقام سی رامپور جا ملے مہدی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوے - کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کے آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدہی قلعہ سنگڑھ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کرچلین - یہ مقام پرگنہ بدایون مین آنولہ اور بدایون کے درمیان مین ہی - بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا - کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سرکرکے روانہ ہوجاوے - بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا - اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہ کو نہین دیگئی - جب توپخانہ روانہ ہوگیا - کل فوج مین
پریشانی پہیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
اس خوف سے محفوظ تھے - جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکہا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم کو بے جنگ شکست ہوگئی - نواب احمد خان مع فوج کے روہیلونکی فوج سے نصف

کوس پر تھا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلوں کا کیا حال ہے۔ آفتاب طلوع ہونے پایا تھا کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنے سرداروں کو طلب کیا۔ اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ اور پل توڑ ڈالو اور نادین سوریح پور گھاٹ لیجاؤ وہاں پل تیار کرو میں آج اوس مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مسلح ہو کر تیار رہو جب وہ خود روہیلوں کی طرف چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کھلے وسیع میدان میں مقام کیا سرداران روہیلہ نے تب نواب سے ملاقات کر کے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہو جانے سے اونکے دلوں میں ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ اور سب کے سب بھاگے جاتے ہیں۔ اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان میں کیسے جنگ کر سکتے ہیں احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کرنی تھی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے۔ دنیا بھر میں کوئی اسکو پسند نہ کریگا۔ روہیلوں نے سر نیچا کر لیا اور کچھ نہ بولے۔ تب ایک لمحہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد روہیلوں نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاویں اور وہاں اپنے خاندان کے لوگوں کو مجمع کر کے پہاڑ کو چلیں۔ اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں۔ نواب احمد خان نے اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے میں پہنچے۔ نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ میں قیام کیا۔ اور یہاں ۹ گھنٹہ مقام بھی کیا جب صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا۔ اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگ تمام رات گھر کے کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور مدفون کرنے میں اور رہان اور توپخانہ کے کام میں مشغول رہے گھر کو دنکو چھوڑ کر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ اور گھروں میں آگ لگا دی ہر رات کی رہبور پہنچا اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مراد آباد میں پہونچے۔ اور یہاں چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مراد آباد سے تیس میل شمال میں ہے۔ اوس وقت ایک جاسوس آیا سن سعید بھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا۔ اوس میں لکھا تھا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان پہاڑ کی طرف بھجے جاتے ہیں اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہو کر تیز کوچ کرتے ہوئے دشمن کے تعاقب جاویں۔ اور کہیں مقام نہ کریں۔ گنگا دھر تانتیا جمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا ہے۔ وہ پیچھا کئے چلے آتے ہیں

اسلئے تمکو لازم ہی بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر جاسے اس تلاش کرو احمد خان نے
اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلا کر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات
اشرفیان دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے اور دو سرے روز جنگل مین
پہنچ گئے۔ فرح بخش مین یون لکھا ہی کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم
سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کافاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے
اگر مرہٹے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو فاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح و سالم وہان تک
نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راؤ نے زور ندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم
اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے
تمام خاندان خراب ہو جاوینگے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمنے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا
تعاقب کرو گے۔ اس لئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ
جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان جلکیا ہو نکلگئے۔
یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیئے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگلشی
مورخون کا قول ہی کہ روہیلونکا تعاقب کاہلی اور تساہل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج
بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر اودہر بھٹکتی پہرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ سیلئی کے بیان کے موافق اون لوگون کا
مقام گڑھوال کی پہاڑی پر بمقام لال ڈانگ مین تہا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت
اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ یہان آنولے سے نکلکر مقام
جلکیا مین پناہ گزین ہوئے تہے۔ اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین خانزادی
کاظم خان شیدا کے حالات مین لکہا ہی کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے
منہزم ہو کر جنگل جلکیا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم
سے نکالی تھی اور مآثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ ۱۱۶۵
کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے
کہ کمتور کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تہا۔

اور ایک طرف جدہر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کہود دی اور برج بنالے اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہوگیا کہ روہیلو نپر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تہا پٹہانون نے اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون سے کس دین۔ مدت تک یہ مقام لشکر کے نام سے مشہور رہا۔ باوجودان سب کے وہ نہایت مضطر تہے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تہا۔ اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تہا۔ تہوڑے عرصے تک اونہون نے مشکل بسر کی۔ اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہم کو جای امن تو ایسی عطا کی ہی کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین۔ مگر غذا ہم پہنچانا نہایت ضرور ہی۔ انہون نے جواب دیا کہ المورہ کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکہتا ہی۔ اور سید موصوف ہماری قوم کا بہی ہوا خواہ ہی اگر آپ سید کو کچہہ تحفے تحائف دیکر راجہ کے پاس بہجین اور اوس سے درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہوکر سید بھی سید کے پاس گئے۔ سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کی تہا اوس سے بیان کیا۔ سید کو نواب احمد خان کے پاس بلا لائے نواب نے اوسکو خط و تحائف دئے اور المورہ کیطرف رخصت کیا۔ سید کے بہیجنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ المورہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تہا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمہاری دوستی سے امید رکہتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے پائے۔ بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمہاری ریاست مین شامل کر دیا جائے گا۔ جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا۔ المورہ کے راجہ نے وزیر صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوس پر کہانا بند کرین اوس لئے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جوگانون والے پٹہانو نکے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لا وکر اونکے لشکر مین پہنچا ئین۔ اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا۔ سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تہا کہ ہزارون پہاڑی غلہ سرونپر لئے ہوئے موجود ہوئے۔ اور بیچنا شروع کیا۔ پٹہانون نے اس غلے کو نعمت عظمی تصور کیا۔ بیچارے بہوکون مر رہے تھے۔ اوسکو بہت غنیمت جانا۔ جتنا جس کو درکار تہا۔ جسکو درکار تہا خرید کیا۔ اور شکر خدا بجالائے۔ اور کہانا پکانے مین مصروف ہوئے۔

جب وزیر گنگا پار ہوئے تو اونہون نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب
کرے - لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ ایفای اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا منیا گنگا
او رمغل افغانون کے تعاقب مین گئے ہین - لہذا مناسب ہی کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کسطرف
کا ارادہ رکہتے ہین - جب معتبر خبر ملجائے گی تو اوسوقت کوچ ملغار کرنا مناسب ہوگا - تہوڑے
عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹہان دامن کوہ کیطرف گئے مرہٹون نے بہ عجلت تمام کوچ کیا عماد السعادت
مین لکہا ہی کہ صفدر جنگ آنولے مین پہنچے تو وہان سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کو اونہون نے قتل کروایا اور دو روز تک آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز
روہیلون کے تعاقب مین کوچ کیا - مگر قتل نواب سعد اللہ خانکی حکایت محض غلط ہے
اونکا انتقال تو ۵ - شعبان سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو سل کی بیماری سے ہوا تہا جیسا کہ فرح بخش مین
مفصل مذکور ہی - بہرصورت مرہٹونکی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹہانون کے قیام گاہ کے تین
کوس قریب جا پہنچین یہان اونہون نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا مین
ڈالا - اور پٹہانون کے اسطرف کے تمام راستے بند کر دیے گئے تاکہ بہوک پیاس کی شدت سے
مجبور ہوکر قبضے مین آجائین - مگر پٹہانونکی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہونچنے کا
عمدہ ذریعہ میسر تہا - عماد السعادت مین لکہا ہی کہ پٹہانون کے پاس پہاڑ سے جو رسد آتی تہی -
وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی - اسلیئے گوشت کہا کر بسر کرتے تھے - وزیر کے لشکر کے
غریب آدمی یہان سے گوشت لیجاتے - اور سیر بہر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت
کرنے کی یہ ترکیب تہی کہ دور سے پٹہانون کو گای کا گوشت دکہایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے
بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا - خریدار پہنچکر گوشت اوٹہا لیتا - اور پٹہانون کے لشکر مین رسد
کی اتنی کمی تھی کہ رفتہ رفتہ ایک گاے اور بہینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے لشکریون کے ہاتھ
فروخت کرنے لگے - یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہی کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہین
جنگل بہت گہنا تہا - اور راستہ نہایت ناہموار تہا اس وجہ سے وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین
پہنچا - ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تہے اور شام
کو واپس آتے تھے - وزیر کا توپخانہ تہوڑی دیر بعد آتا تہا - ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی - ایک روز
وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے -
وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خانکے توپخانے کے اوپر سے گذر کر پیچھے میدان مین

جاگر گرتا تہا۔ اس کوس بہر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے۔ صبح سی شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین نظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کہچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اُس سی کچھ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سی ایک نالہ جاری تہا یہ اور بھی وزیر کی تدبیر مین حارج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائی تہی اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکی کارندے کے پاس سی جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنی ہمقوم افغانون کی مدد کو آتا ہی۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہی کہ مین آتا ہون۔ سب کی سب دریاے سندھ کی کنارے مجمع ہوکر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہی۔ فیروز جنگ نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تہا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کردیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سی صلاح لی تہی۔ لہذا اب اوس سی پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ صحیح ہی۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی۔ تمکو یہ لازم نہین ہی کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہی کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان جسکا اس قاعدی پر بہیجا جائے۔

راجہ اندرگر گوسائین کے ہاتہون کا نواب احمد خان پر حملہ اندرگر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہوکر میدان جنگ سے کاسگنج پور کیطرف بہاگ جانا۔ مرہٹون کا اون کا تعاقب کرکے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بالکل مخفی رکہا۔ دوسرے روز ناہنون نے ملہار راو اور آپا

سیندھیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ ہم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی راجہ اندر گر گوسائیں نے کہا کہ ہمارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے نہ خندق میں فقط پانی سد راہ ہے۔ دو گوشوں میں مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو آدمی فتح حاصل کر سکتا ہے
آپا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو۔
اندر گر نے کہا کل میں نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد اوسپر قبضہ کر لونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاونگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہوکر وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم ہو کہ اول وہ داؤں کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔ تاکہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی جانب خالی چھوڑیں۔ اور کوئی پٹھان اوس کا معاون نہ رہے۔ اوسوقت میں اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکی حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندر گر نے بڑھکر نشیب میں مقام لیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی۔ مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان نے بخشی سردار خان اور دوندی خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے مورچے کو جا چکا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہ کہا آج خاص حملہ نجیب خان کے

توپخانے کیطرف ہے - نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان بر فقط دہوکے کا حملہ ہے اصل حملہ مجہپر تو مرائیت کے ہاتھ سے ہوگا - اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ - اور اپنی سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں - ڈیڑہ گہنٹہ دن رہی اتیتو کی فوج میدان مین آئی - پٹہان سرداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی - نواب احمد خان نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑہکر جنگ کا ارادہ کرو - افغانون نے دونون ہاتھ آسمان کیطرف اوٹہائے - اور فاتحہ خیر پڑہکر دشمن کی طرف چلے - دونون جانب سے شمشیر ہائے و بندوق سر ہوئے اور ایک گہنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی - آخر الامر پٹہان بڑہکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی - افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتون نے تاب نلاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندرگر کا جیالہ اتیتو بیر حکمران تہا - جب اوسنے دیکہا کہ ناگون اور اتیتون نے منہ پہیر لیا تو وہ گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا - اور اپنے خاص خاص ہمراہیونسے کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو - اونہون نے اوسکی حکم کی تعمیل کی - اور خوب جان بازی سے لڑے - اون مین سے بہت سے مارے گئے - اور باقی منتشر ہوگئے - تب خود اتیتون کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا - اور ایک پٹہان فقط تلوار لیکر اوسکے مقابل ہوا - تہوڑی دیر لڑکر پٹہان نے اوسکو مار لیا اور اوس کا سر تن سے جدا کر لیا - جب اتیتون نے دیکہا کہ اون کا سردار قتل ہوا بہاگ کہڑے ہوئے - راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکہکر میدان جنگ سے بہاگا - پٹہانون نے وزیر کی لشکر تک اوس کا تعاقب کیا - اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے - بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تہا - نواب احمد خان نے فوراً قاصد روانہ کیا - اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آویں - پٹہانون نے وزیر کی توپون کی گاڑیون آگ لگادی - اور کل مع مال غنیمت اپنی لشکر مین واپس آگئے - جب وزیر نے اندرگر کی شکست کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوئے - اور اپنی خیمہ سے نکلکر ہاتہی پر سوار ہوئے - اور کاسگنج کیطرف بہاگے جب بہاو اور آپا سیندہیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اونکا تعاقب کیا - اور کاسگنج پہونچکر اونکی سدراہ ہوئے - اور وزیر کی پاس پہونچکر بولے کہ شکست تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض ملہار راو اور آپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تہی باز رکہا - اور وزیر واپس آکر پہر اپنی سابق جگہہ پر قیام پذیر ہوئے - روزمرہ کی حملے توپونکے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور مصالحہ پٹھانون نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلونمین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل ایسی محاصرے سے اوکتا گئے کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھہ ہاتھہ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقون کی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کر دیا۔

ابوالمنصور خان صفدر جنگ وزیر کا پٹھانون مین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اوس مین ناکامیابی

وزیر کو اس ہم مشکلات سی دیرات تردد رہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سی تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا۔ جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سی فوراً صلح کرلینا چاہیے۔ شقہ وزیر کے حوالے کرکے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سی ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی۔ پس کس صورت سی صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ واتحاد ہی۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سی ملاقات کرکے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھی تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہی۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا۔ سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہی۔ لہذا ملاقات مناسب ہی۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہی۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سی کہا وزیر نے اوس سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سی نہ متصور ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین مین بادشاہ کی اہانت ہی۔ جب علی قلی خان نواب کے توپخانے کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہان پہنچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے خیمے کیطرف روانہ ہوئے۔ نواب اوٹھکر لب فرش تک استقبال کو آیا۔ اور اوس سی بغلگیر ہوا۔

ہاتھ مین ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہنچایا جو خاص اوسی کے آرام کے واسطے استادہ تہا اور کہانا ہر قسم کا تیار کرا کے بہیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تہا نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکہا تعظیم کی خاطر اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر کہڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کہولکر پڑہا اوس کا مضمون بجز خاص خاص معتمدون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے سے تہوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑہکر پوچہا آخر اس کی بابت بادشاہ کا منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بہیجدو تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجہہ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سعد الله خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بہیجدیا۔ اسمین وزیر کی بہی آبرو بنی رہے گی۔ اور مراتب شاہی بہی ملحوظ رہین گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچہہ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد الله خان کی فرودگاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون طلب کر کے امر مذکور مین صلاح پوچہی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تہا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے نواب احمد خان نے پوچہا تمہاری اس سے کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکہتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب تہا کہ صلح نامہ ہمارا اور تمہارا سیندہیا کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال مین مجہے یہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جاوین یا نہ جاوین۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا مین تمہاری صلاح کو دل سے پسند کرتا ہون اور اوسی پر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا کہ مجہے خود تیرا اعتماد کامل ہے مگر روہیلے سردار سرہون کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بہیجنے پر راضی نہین ہوتے مین

یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین
یہی میری خواہش تھی جو اونہون نے صلاح دی میری مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا نے احمد خان کو صلح
پر خوشی راضی کرلیا ہی مگر شرط یہ ہی کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہا گیا کہ راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جاے - وزیر نے
ملہار راو آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر
کرو جب وہ یہان آمینگا ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا
کہ ایسی کوئی بات نہونے پاے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کہائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہی - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کہانڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کہانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اُن کے آنے کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی اوس نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچہ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھ کیا
اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کہانڈے راو نے انکو آتے
دیکہا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور بغلگیر ہوا - بعدازان جب پھر سوار ہوگئے کہانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکہا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکرگاہ مین تا پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگا دھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے - جب وہ
سامنے پہنچے اوتر پڑے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوے بعدازان
ملہار راو نے اونکو خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے تب کن کے
تحائف پیش کئے گئے پہنچایا تو محمود خان نے قبول کئے باقی گہوڑا و ہاتہی وغیرہ اوس نے
واپس کردیے بعدازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے - اور کہا سردار ذی مرتبہ
صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا - سرداران مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آئے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کھڑے ہوتے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان
لشکر سے نکلے۔ اونکو آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنی
ہاتھی سے اوتر پڑا اور اونسے بغلگیر ہوا۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے۔
جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھیر گئے۔ ملہار راؤ اور
آبا سیندھیا نے سبب پوچھا۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے
اجازت لیجیے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون۔
وہ گئے اجازت مطلوبہ لاتے اور اسمٰعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے
آدمیون کو روک رہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے۔
یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سراپردے مین تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے
گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے
ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنی
ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکی بعد وہ اندر جاکر ٹھیرا تب
ملہار راو اور آبا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکے ساتھ چلے محمود خان
لب زمین پہنچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا
اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اوسکی
پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو
کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین وزیر نے نہایت
لطف و مہربانی سے نذر واپس کی۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے
نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا
اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے ادہر اودہر کی باتون کے بعد وزیر نے کہا پٹھان
بھاگا نہین کرتے ہین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ آیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی
وجہ یہی کہ میرا باپ دوغلہ ہے۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میرے
والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا
بہادری سے میدان مین آتا ہے۔ اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہوگئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکے بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا مین ابھی کچھ کھانا بھیجتا ہون
آپ براہ عنایت بابا محمود خان سے رخصت ہو جئے یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے
وزیر تب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے۔ اور خاصہ طلب کیا
تھا۔ اللہ خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے
اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچے کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو۔ جب
خیمے کھڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سے رخصت ہوئے۔ جب ایک گھنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گھیر لیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جا کر اپنے
مالکون سے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے
لہذا نہایت سرد ہو کر اپنے سردارون کو خبر دی کھانڈے راو یہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے
والد کے وزیر کے لشکر کو گیا وہان اوسنے دیکھا کہ ایک ہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کر کے اونکو منتشر کر دو یہ حکم سنکر
مغل بھاگ کھڑے ہوئے۔ سراچے مین پہونچکر کھانڈے راو نے دیکھا کہ محمود خان
و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کھڑے ہین۔ کھانڈے راو کو دیکھکر محمود خان نے
مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاون خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کر دو تا کہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکھا دون کھانڈے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی بہروسے پر بچا نینگے تو وہ آپ
اپنے کئے کی سزا پاینگے۔ اب تم کو لازم ہے کہ فوراً یہان سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹے
کے لشکر کو بائین جانب چھوڑ کر امن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مہمانون کے کیمپ کے
قریب پہنچ گئے کھانڈے راو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب محمود خان منظور ہی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے
شیخی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہے وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ

انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھ ضرر پہنچائین اسلئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا تھا۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوس کا کھل جانا

جب مصلحت کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہو گیا تھا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنیکی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس ہیچ اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے وہ نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آئے معرض عرض مین نہ لایا۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجھکو تمپر اعتبار ہے۔ جو کچھ خیال تمھارے دلمین ہو بلاتکلف بےخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے۔ یا کل قوم افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میر احمد خان ہے۔ مگر چونکہ دوسرے بھی اوسکے شریک ہین اسلئے مجھے تمام اقوام افغانان کا استیصال کرنا پڑا۔ تب اوسنے پوچھا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا۔ اونھون نے کہا اونکی مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اون کو مرتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجے۔ اور یہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کر
اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم بہ حضور
ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش
ہوئے۔ اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔
ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت مین تہا۔ اس کا مکان
شہر گوالیار کے باہر غوث پورہ مین تہا۔ اس کے دادا مخدوم ابو الحسن ولی حضرت محمد غوث
گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک بھائی کا بیٹا میر
میر معز الدین نامی ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اوسوقت وزیر کے لشکر
مین حاضر تہا۔ میر قدرت علی او سے بہت اعتماد رکہتا تہا۔ اور اوسکی بڑی عزت کرتا تہا۔
سبب اس کا یہ تہا کہ میر قدرت علی سید حسن دانشمند دہلی پوری کی اولاد سے تہا اور یہ سید
حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تہا جو محمد غوث گوالیاری کے نام سے مشہور تھے۔ اتفاقاً میر
معز الدین قدرت علی کے خیمے مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط
دوستی پیدا ہو گئی۔ مین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا مجازا
بہائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری مین اختیار کی ہے۔ وہ تہوڑے ہی عرصے مین یا تو قتل
ہو جائے گا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سے یہان چلے آؤ۔ اور کل اسباب
اپنا وہین چہوڑ دو یہان مہیا ہو رہیگا۔ جسوقت تم یہان پہنچو گے اوس وقت وزیر سے ملاقات
ہو جاوے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکہہ کر
محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکی دوست و آشنا نوکر سرکار
کے تھے اون سب کے نام چٹہیان لکہین اونکا مضمون یہ تہا کہ مین وزیر سے تمہاری سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مینے
مضبوطی کے واسطے نشقہ وزیر کا مہری لکہوا لیا ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ فوراً وہان سے چلے آؤ۔
سب پروانے اور اپنے خطوط اکٹہا رکہکر خریطے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ صاحبداد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان
چیلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہو گئی تھی۔ گویا

ایک جان دہ قالب تہے اور اس بھروسی پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی خان
خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا - اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے
کئے - اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کیطرف چلا اور پہنچکر معز الدین کا خط حسام الدین
کو دیا اور جواب مانگا - حسام الدین نے لکھو لکر اوس خط کو پڑہا - اور حسب ذیل جواب دیا - آپ
یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہ تصور
آپ اپنے دل سے دور رکہیں - نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکہہ جوان ہین - اور یہ سب
کے سب بڑے بہادر کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین - بلکہ جان سے ہاتھہ
دہوئے بیٹھے ہین - اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین - یا میدان مین مرین
آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے ؎

ہر کہ دست از جان خویشتن بشست ٭ خود بجا نند و دشمن خود را کشت
ہر زہ می پای نجات از دست تو ٭ زندہا او را نباید حملہ نشست

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تہوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو
اسیر یا قتل کر دینگے - اب مین آپسے پوچہتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتہون سے خوف مین ہوتے
اور مین تمکو لکہتا کہ تم وزیر کو چہوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی غیرت اس بات کو
قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچا کر آبرو خاک مین ملا دیتے - مین سمجہتا
ہون کہ آپ وزیر کا ساتھہ چہوڑنا پسند نہ کرتے ہر چہ بر خود نمی پسندی بر دیگرے مپسند ٭
مجہے آپ معاف رکہین کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہ جواب بہائی خان
کے حوالے ہوا - اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا
دیا - اور تحریر کیا کہ مینے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دئے - جو کچہہ اوس کا نتیجہ ہوگا
اوس سے بعد ازان اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو نہین رکہہ سکتا ہون کہ اس مین خود
آفت مین پڑ جاؤنگا - لہذا قاصد کو واپس بہیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر
کی طرف واپس روانہ ہوا - روہیلہ چور اور لٹیرے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان
کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے - دزدی و رہزنی مین طاق تھے - اب اونہون نے یہ اختیار
کیا تھا کہ تو بجانے کی داہنی دہاب پوشیدہ رہتے تھے - جب رات ہوتی وزیر کے لشکر
مین جاتے - اور گہوڑے اور اونٹ اور سامان جو کچہہ ملتا لوٹ لاتے - اور اوس کو

بیچکر پھر اپنی مقام مشہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے۔ اتفاقاً یہ قاصد اونکی قریب سی ہوکر گذرا اور اونہونے اوسکو گرفتار کرلیا۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے۔ نواب نے قاصد کو سامنے بولاکر پوچھا تم کسغرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اوسکی پاس تھے حوالے کیئے جب نواب احمد خان نے اون خطونکو دیکھا اوس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے۔ اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو۔ اوس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے۔ اونکی اعادے کی ضرورت نہین ہے۔ رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے۔ اونکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی منصب ہے۔ اسنے حق نمک خوب ادا کیا۔ دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب احمد خان نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا۔ اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی۔ نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھہ تمسے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاء اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ امن کوہ سے لیکر پلی بہت تک متعین ہین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی مہاجن بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کرڈالو اور اوس کا اسباب ضبط کرلو۔ اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوئے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا۔ بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے۔ کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا۔ اور نہ غلہ آسانی سے میسر آتا تھا۔ نمک تماکو۔ اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا۔ روہیلے کوہیاری آدمی تھے۔ اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و بنجر جاکے غلہ لاتے اور آرام سے کہاتے

ملکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختونکی آڑ پکڑ کر مخالف پر بارہ بھی مار جاتی تھے صفدر جنگ نے بنبرداروں اور بیلداروں کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹ کر گرپڑے تو اور راستہ بند ہونے لگا۔ اور پہلے سے زیادہ روہیلوں کو آڑ ہو گئی اور اونکی لئے قلعہ بندی مورچہ تیار ہونے لگا۔ محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہو گیا۔ صفدر جنگ بھی طول محاصرہ اور مرہٹونکی دست درازی سے ملول ہو گئی۔ اور اسی زمانے میں کہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری تھے احمد شاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہو گئی۔ مغرب کے بعض راجون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہیں اونہوں نے دریاے سندھ کو عبور کیا ہے۔ اور برسم یلغار بڑھتے آتے ہیں۔ اس خبر نے مرہٹوں کو بڑے تردد میں ڈالا اور وہ سب مشورت کے واسطے جمع ہوئے اور متفق الرای ہو کر وزیر کے پاس گئی اور اونکو ملامت کر کے کہا کہ تمنے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکہا اور اونہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہیں سواے اسکے پہاڑ کے پانی نے اونمیں ایسا اثر پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہیں۔ چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اون میں بڑا خوف پہیل رہا ہے۔ اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے اور پریشان ہونگی۔ اور بہاگنا شروع کر دینگے۔ اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کا انصاف کریں۔ ہمارا کام فقط اطلاع دینا ہے وزیر دریاے حیرت میں ڈوب گئی۔ کیونکہ وہ ایسی خطرناک موقع پر حملہ کرنے سے معذور تھے۔ اسواسطے صلح کیطرف مائل ہوئے۔ اور بڑی غور و تامل کے بعد اونہوں نے کہا کہ میں نے اس کا تصفیہ تمہاری راے پر چھوڑا جو تمہاری راے میں آئے سو کرو مرہٹوں نے کہا کہ اب تمکو ارادہ صلح کا کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر میں بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے کہ وزیر بتفصیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوتے ہیں تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان کو کل ملک سونپ دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اس کی عوض وہ تیس لاکھ روپے بطور نذرانے کے داخل کرے۔ اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط وزیر نے منظور کیں۔ اور مرہٹوں سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا۔ اور دونوں ایلچی روانہ ہوئے وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہہ دیا کہ تم احمد خان سے

جو کاٹے گئے اون کے جب بڑے بڑے درخت

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہہ دینا کہ جو جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم بلا رد و کد منظور
کر لینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے - اور ہم تمہارے بہرحال ہوا خواہ ہین اور اپنی
بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر ونیر کے لشکر مین بھیجدو یہ دونون بھائی انکے لشکر مین پہونچے علی
قلی خان نے کہا کہ ہم دونون ایک ساتھ ملاقات کرین - مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات
کر لو مین کل جاؤنگا - علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا اور ادھر ادھر کی باتون کے بعد معاملے
کی گفتگو شروع ہوئی - علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹون کا وکیل گنگا دھر کل
حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے تمام سردارون
کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی معرفت سے پر چھوڑنا چاہیے اسپر احمد خان
راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو ضمانت
رہینے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین - اور شرائط مجوزہ سرداران
مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل ہے کہ شرائط تانتیا کے دو تجویز
کردہ کی گئی تھین - جنکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل کر لیا - معافی نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی
رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہو گی اور محمود خان اور
حافظ رحمت خان مرہٹونکے لشکر کو روانہ ہوئے اور جب انکے لشکر کے قریب پہنچے ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا سوار ہو کر تھوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کو ذریعہ سے ملاقات
کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی - یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے - سیر
عالم شاہی کے مولف کا یہ کہنا کہ سیٹھے معاملے کا یکسو ہونا نہین چاہتے تھے - تاکہ ان ملک
مین ملے اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہین معلوم ہوتا - اور فرخ نگر
مین لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ سے صلح کرنے کیلئے افغانون کے پاس وکیل بھیجے تو حافظ رحمت خان
سید احمد عرف شاہ جی میان والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش
ارسطوے زمانہ اور تہور و مردانگی مین یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی
بابا کی اولاد مین تھے جو سادات خرد مین سے ہین - اور بریلی کے نو محلے والے سیدون
کے مورث اعلے ہین صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اسبات پر صلح ہوگئی - کہ احمد خان تیس
لاکھ روپے بابت خرچ جنگ دے - چنانچہ احمد خان نے اوسکی ادائی کے واسطے ایک

مشک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ مشک عوض اوس روپیہ کے مرہٹونکے حوالہ کردیا جو اونکو
اس فوجکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھیرا تھا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ ملہار راؤ
خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا
ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ - احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح وسلودہ طفلانہ ہی
مجھے پسند نہین - کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے
مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہا خدا سے راوسی دست بردار
ہو جانا انتہا یہ ہی کہ میرے تمھارے دو قطرہ منی ضایع ہو جاینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے
ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کھانڈے راؤکو احمد خان کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان
کو وزیر کے پاس بھیجدیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آروِن صاحب کا بیان زیادہ قابل
لحاظ ہے اسلئے کہ اونہون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرہ آیا ود جنگ
روہیلکھنڈ و محاصرہ کمایون کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اوس نے حالات بہت
مفصل اور عجیب اور دلچسپ لکھے ہین - سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہی کہ نواب علی محمد خان روہیلہ
کے محالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دیے گئے - اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہی
کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپیہ ہرجہ جنگ کے
ادا کیے جاوین - اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے بیت المال داخل کرتے رہین - اس عہدنامے
پر حافظ رحمت خان مع دوسرے رئیسون کے دستخط کئے اور عہدنامہ مکمل ہوکر مرہٹون کے
سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوجکشی اتنے روپیون کے دینے کا اونسے وعدہ کیا تھا
مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ ہنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی - مگر وہ اس بارہ
ایسے کندراے ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب منہ نہ کرین عہدنامہ
چلکے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرار نامہ اس
مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکی جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورنپور ادھبنا
پر قبضہ نہ کرنے پاوین اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور
محمود خان پٹھانونکے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا -
دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے - اور اونسے کہا کہ اب یہان سے

لوٹ آیا تو کھانڈے راؤ تمھارے پاس پہونچ جائیگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہیے اوہنون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سی روانہ ہونگے اور تم کو
اپنے ساتھ شاہجہانپور تک لیجاوینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سو کہدو کہ وہ ہمارے
لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کر کے
دوسرے دن صبح کو چارسو جوانونکے ساتھ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے ـ اوسی دن صفدر
جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور
یہان اوہنون نے ٹہار راو اور آپا سیندہیا کو قنوج جانے کا حکم دیا ـ خود محمود خان اور حافظ
رحمت خان کو لیے ہوے لکھنو کی طرف روانہ ہوے انسے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے
کی تکمیل ہوجاے گی مین تمکو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے
قنوج مین مقیم ہوے ـ لیکن گنگا دہر مع دس ہزار سوار کے محمود خان کے ساتھ رہا ـ وزیر کی روانگی کے
دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سی نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوے
جہان وزیر کی فوج قایم تہی اور منزل بمنزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے ـ احمد خان چند روز یہان
مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا ـ صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون
وقت انکو دعوت بہیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بہی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لایق آدمی کبہی نہین دیکہا ـ جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے
حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابہی ٹہیرو ـ اور شاہجہانپور سی آگے کو روانہ ہوے ـ
اور اوس وقت صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین اونکو برادر کے لفظ کے ساتھ
مخاطب کرتے ـ اور بعد اس کے جب کبہی حافظ صاحب کو خط بہیجتے اوس مین یہی لفظ لکہتے لکہنو
مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت
کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کردیا ـ اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بہی دیا اور
حافظ رحمت خان کو بہی خلعت دیا جس کے ساتھ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ
مرصع اور شمشیر اور سپر اور گہوڑا مع ساز نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جہول کے
ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تانتیا کو سند اس بات
کی دی کہ تا ادای نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے ـ کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون
کے تیس لاکہہ روپیے کے مقروض تھی ـ اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکہہ روپیے کے اور یہ قرضہ بابت
اوس لڑائی کے تہا جو اوہنون نے اس زمانے مین کی تہی بار اول قرضہ کا احمد خان کے دونون ہم

پر ڈالا گیا اور اوسکی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۳۲ محال کے ملک فرخ آباد کے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضے مین کردیگئے صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھ حاصل نہوا۔ محمود خان ہتانتیا رخصت ہوکر جانب فرخ آباد روانہ ہوئے۔ اور حافظ رحمت خان بھی آنولے کیطرف چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانونکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹونکے ہاتھہ دو کرور روپئے لگے تھے اور اکرور روپئے وزیر کی باب مددی جو طلب تھے وہ ملے اور پچاس لاکھہ روپئے وزیر سے انعام کے دئیے اور پچاس لاکھہ روپئے پٹھانونسے لئے تھے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھہ دغا کرکے قتل کرڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلا دیا امراے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنے صوبہ اودھ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ ملہار راو ہلکر اور سیندھیا کی فوج کو ساتھہ لیکر بہت جلد شاہ جہان آباد مین آجائین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤ سی قنوج آئے اور وہانسی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدے پر ہمراہ لیکر براہ اٹاوہ دہلی کیطرف روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہوگئے۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اور نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہوگئی جس کو نادر شاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور ابتک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب ۱۱۶۵ ہجری مین دلی پہنچے تو اونھون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کال پایا اونھون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی سخاوت کا بہانہ ٹھیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا۔ اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اون کا رعب وداب علی دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جس احمد شاہ اور اوسکی ان دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ نے آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم نے لکر کو بموجب معاہدے

لکھے کے بہت سی روپیونکی وعدے برہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یکایک کثرت بد ماشی سے شہر مین بھی نہ گھسی شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوئے ۱۱۶۴ اسیرالامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ۷ المحرم ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سی صوبہ دکن کی خدمت وسند کا مستدعی تھا اور امراے حضور بدون پیش کش کے منظور نہ کرتے تھے۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری سند مجکو عنایت ہو۔ جسطرح سے ہوسکیگا ملہر کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور صوبہ داری دکن کی سند لکھدی۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہا سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اونکی سپرد کرکے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ملہر کو ساتھ لیگیا بعد جانے فیروز اور ملہر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔

صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سی نہایت آزردہ تھی خاصکر اپنی آزردگی کا یہ بہانہ قایم کیا تھا کہ اس شخص نے ابدالی سی صلح کرلی اور بادشاہ سی لاہور و ملتان اونکو دلادیا اور منجملہ وجوہ کشیدگی کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی ترغیب سے اپنی ماموں مان خان قوال کو ششہزاری منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنی اس عروج کو پہونچکر امرا کی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سی نہایت دلتنگ ہوتے۔ اور نواب بہادر کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر امورات سلطنت پر بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انہین دنون عبد المجید خان مجد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال و اسباب ضبط سرکار ہوجائے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہوا معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہوگیا۔ اور نفاق وغبار دونون کے دلونمین اب بہت بڑھ گیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری بات نہ سنبھلی تو اونہون نے یہ بری طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کوچون مین خشت ادبار

عہ ۵ مرات آفتاب نما ۱۲

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہی
کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بہادری فوج
کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر
کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اوس کا تدارک کرے بعد اسکے
نواب بہادر کو پیام رفع آزردگی کا دیکر اوس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب
اوس کو اسطرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنے گہر بلایا اور یہ
دعوت ۲۷ شوال یوم جمعرات ۱۱۶۶ ہجری کو دارا شکوہ کی حویلی مین جسے بہون نامی مکان
مین ترتیب دی وزیر نے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کر دیا اور اندر اور
باہر اپنے آدمیون کو شال بند ہوا کر کہڑا کر دیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اس
تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے
منع کیا۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گہر پہنچا وزیر نے چند
قدم پیشوائی کر کے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور بتکلف کہانا کہلایا بعد فراغت طعام کے وزیر
اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے
یہان تہ خانہ لکہا ہی جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکہا وزیر اول دو تین حرف کنائے
کے زبان پر لائے۔ اور پہر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین خل دینے پر تنبیہ با تین سنتی سے
کہہ کر ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنے زنانہ مین رفع حاجت کے بہانے سے چلے گئے اوسوقت
علی بیگ خان اور دوسرے قتل انداز آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان منتقی نے
جس کا خطاب شتاب جنگ ہے چھری سے ہلاک کیا۔ اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا۔ وحکی
سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکھ کر بہاگ گئے۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش
وزیر کے حکم سے متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکی پنجہ مبارک کا نقش تہا
دفن کر دیگئی۔ اور فرح بخش مین لکہا ہی کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریا ے جمنا مین پہینکدیا
جو جو ہلی کے تلے بہتا ہے۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادۂ تاریخ فساد عظیم لکہا ہے
اور ہم سابق ایسا ہی بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن مین پناہ
لینے کی تاریخ بتایا ہے۔ بہر صورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

ا؎ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۴ ۲؎ دیکھو فرح بخش ۲، ۳؎ دیکھو تاریخ مظفری ۲ ۱۰۹ ۴؎ مرآۃ آفتاب نما ۲

فساد عظیم دونوں کی تاریخ ہو سکتا ہے۔ صفدر جنگ کے اس فعل سے بادشاہ دل میں بہت برہم ہوئے مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا کہ اس معاملے میں میرا کوئی قصور نہیں حکیم عبدالشافی خان نے بادشاہ کا یہ پیام مجھے دیا تھا کہ جاوید خان کا رفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اونہوں نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اوسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سے اوسکے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ ہجری میں اورنگ آباد پہنچ گیا اور ۷۔ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی میں مرگ مفاجات سے مرگیا اوسکی تابوت کو اوسکے رفقا نے دہلی میں پہونچایا اور اوس کا متروکہ نقد وجنس جو کروروں روپئے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سے راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنے حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خاناں سے زیادہ تعلق نہیں رکھتا تھا اس وجہ سے صفدر جنگ کے دل میں شہاب الدین خان کی طرف سے بہت گنجایش ہو گئی تھی۔ اور اوس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اوس کا گھر ضبط کرلیں بادشاہ بھی اس صلاح پر آمادہ ہو گئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتالیق جلدی سے راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کی ارادہ سے باغواے انتظام الدولہ واقف کیا اوسنے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت میں پہونچکر تمام حال اونسے عرض کرے یقین کلی ہے کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے میں یہان سے دربار کو جاتا ہون۔ تم اودھر اوسے لیکر آؤ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے دربار میں گیا۔ اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچگیا جب شہاب یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی حاضری کو تعزیت کے لئے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ میں خود آپکے خدم

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون ۔ کیونکہ آپکے بھائی نے قضا کی سوا اس کے کہ میرا غمخوار مرگیا ہے مجھے کوئی اور غم نہین ۔ آپ کو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی موجود ہین ۔ نواب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگا کر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری شجاع الدولہ ہے ۔ یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کردیا اور خود سوار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور غیرت جنگ بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجالاتا تھا ۔ اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بھی اس بات کا امیدوار ہے کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ رحمت مین پرورش پاکر خدمات انجام دے ۔ پس حضور کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت کیا جاوے ۔ بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے عہدے مین اونہون نے سلطنت کے برتنے ڈھیلے کرنا چاہے تھے ۔ ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ کو خلعت میر بخشی گری دیا جاوے تم ہمارے خیرخواہ ہوکر ہماری رضا کے خلاف یہ بات کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیکر روانہ ہوا تھا ۔ اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات شجاع الدولہ حال پر میری خاطر سے ہین اسلئے امیدوار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند تصور کرکے خلعت میر بخشی گری عطا ہوجاوے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا ۔ اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی مان شہاب الدین کو گھر مین طلب کرکے اوس سے پردہ نہین کرتی تھی ۔

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب ہونا بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کی خدمت نکال لینا ۔ بادشاہ او صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور نامبر نصیر

حاصل کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکھتے تھے - مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہوگیا
تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمر الدین خان
وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تہا وہ بھی اونکی نظرون مین کھٹکتا تھا صفدر
جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اوٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اونہون
نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضاجوئی کرکے یہ پیام
دیا کہ مجھ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمھاری
طرح آدمی مدد نہ کرتا رہے - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہماری
شریک ہوکر سلطنت کے کامون کا بوجھ اوٹھاؤ - انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب
مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر
کے مارے جانے کے بعد بادشاہ وزیر الملک سے دل متنفر ہوگئے تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ
کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اوسکی سپرد کئے جائین حالانکہ
اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوتھی پینے کا بہانہ لیکر دربار کی آمد و رفت کم کردی تھی
اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تہا - بادشاہ ایکدن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ
غسلخانے اور دیوان خانے کی خدمتا دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیر الممالک کے
لیئے دیوان کل در منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکے پاس رہنا مناسب
نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہوگیا
آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے
صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے
متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر دربار کی آمد و رفت
موقوف کردی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور اکثر شب اونکی حویلی پر جاکر عذر
خواہ ہوئے - مگر کچھ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویزان دو باتون مین سوچی
کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جائے یا اوسکو اپنے ساتھ موافق کرلیا جائے ایکدن
انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یہ یعقوب خان
اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیر الامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک
کے ایما سے قتل کیا تہا یعقوب خان آیا اور تہوڑی سی دیر بیٹھکر فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور اپ

گھر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکھتے ہین تم کسوجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو اوسنے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر بکف انتظار مین ہین جون ہی آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے
ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور مین آیا - جب تک کہ آپ کا بندوبست نہو جاوے
وہان جانا ہرگز مناسب نہین اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن مین بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر کہلا بھیجا وزیر کو اسوجہ سے اصرار پیدا ہو گیا
اور اونہون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسے پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان چھینگا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے بنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے - جبکہ اوسکی تقریرون نے
بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا - تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کرکے یہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گھر پر پہنچا دونون ماموں
بھانجون مین مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھ لکھ کر
بھجوا دیا - اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تھا ایک عرضی بادشاہ کے لئے دی جس کا مضمون یہ تھا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک مین کچھہ گذارش کرنا ہے امیدوار ہون کہ تسبیح خانے
مین حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جاوے قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب مجلس رخصت
ہو جاتے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ مین حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا - اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھ اوسکو قلعہ کے اندر بلا لیا جاتا
اسوقت مین موسوی خان چارسو آدمیون کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تھا اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تھا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کھولدیا - اور وہ تمام ہمراہیون کے ساتھ قلعہ کے اندر گھس گیا - دربار مین جسقدر خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اونہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آج تک ایسی
گستاخی کسی نے نہین کی کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکھہ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے نائب کو یہاں سے مار کر نکالدو اور کوئی خدمت نہ دو بادشاہی نوکر قلعہ دار کی مداخلت سے بیحد تنگ تھے اونہوں نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکالدیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بہاری جمعیت اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی حویلی پر حملہ کرینگے اور اونکی دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی ہوا خواہ جمع ہوگئی اور منصب دارون کی ایک بہاری جمعیت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بہی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر جنگ کے قابو مین نرہا — یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہی۔ اور عالمشاہی مین یون لکھاہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تملین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے ساتھ قلعہ مین بھیجا اوس نے نواب ناظر روز افزون خانسے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات بالمشافہ عرض کرنا ہی نواب ناظر نے فراست سے اسکی ارادہ فاسد کو تاڑلیا۔ اور جواب دیا کہ ہم غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی نواب ناظر نے اپنی ہمراہیون کو حکم دیا جنہون نے تملین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے نکالدیا صبح کو یہ بات تمام مین پہیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثر الامرا مین لکہا ہی کہ وزیر خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ چاہو اور وہ کام خاندوران کے بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہی جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال و جواب ہوتے رہی۔ ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۶ ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب چھ مہینے اس سال کے گذری تو طرح طرح کے حادثے ظہور پکڑنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال چلین۔ کیونکہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے۔ عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے ہتھون مین گھس گیا۔ وزیر سے آنکھ چرالی۔ حقیقت[1] یہ ہی کہ وزیر موصوف جرات وعقل نہین رکھتے تھے اور نہ اونکی پاس اچھے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو بگاڑنا کچہ دشوار نہ تہا لیکن تقدیر نے تو آنکھین بند ہی کردی تہین اس سے بیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اوسنے اس وقت مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کے ساتھ یہ مصرع پڑھا

طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد ٭

وزیر کی مخالفون نے بادشاہ کی یہ بات ذہن نشین کردی کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہی کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی تخت پر بٹھا دین اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسسے نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو پسند نہ آئی اور اونہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراؤن اور انتظام الدولہ و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کے نام لکھا۔ نایب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مقرر تہا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہنچا دو اور زبانی بھی یہ یہ باتین اوس سے کہو اوس نے جانے سے عذر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عمل شقہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ اوسیوقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو پہلے سے نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجونپر توپین چڑہادین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر گولہ باری پر آمادہ ہوئے وزیر لاچار ہوکر بعد سوال وجواب کے اوس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا۔ اور بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی ونمک حرامی کا شہرہ ہوگا۔ اسلئے اپنے صوبجات کو رخصت چاہی۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفدر جنگ نے دہلی سے نکلکر شہر سے دو کوس پر قیام کیا۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ وپیکار اپنی صوبون کو چلے جائین۔ واقعی یہ رای اونکی بہت عمدہ تہی مگر اونکے اکثر رفقا نے جو خیالات فاسد اونکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔ لیکن فرخ بخش

[1] بہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہی [1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانیکا حکم دیا اوز
مرضی یہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلئے بار برداری نہونیکا عذر کیا بادشاہ
نے بان سی دیتا اور جہکڑے بھی دلوا دیے - نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
ہوکے دہلی سے نکلکر خبر و کے کنٹلے جہان سی بجرا ہوتا تہا آئے بادشاہ نے خفگی کی وجہ
بمجہ آنکھی معاف فرمایا - اور اپنی پاس نہین بلایا - اسوجہ سی صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
مجبور ہوکے کو تسلیمات کرکے خضر آباد مین ڈیرا ڈالا - حار گلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تہا کہ اپنی طرف سی کسی کو بر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر جیتے کہڑے کراکر اودہ کو
چلے گئے بادشاہ کے ہان سی اونکو تاکید پر تاکید کی گئی - کہ جلدی روانہ ہون - اور اونکی
لئی منزل مقرر کیگئی کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرادین - اور تاریخ مظفری مین یو
لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکہکر اجازت چاہی کہ مجکو اپنے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہوجائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے رفع کرنیکے
نتیجہ یون کے واسطے چلے جائین - بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون -
صفدر جنگ کو صاف جواب ہوجانیکی توقع نہ تھی - اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری
کرکے حویلی سے سوار ہوئے - اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سی اوترکر آداب بجا لائے - اوسوقت تہوڑا سا ترشح ہو رہا تہا - صفدر جنگ
آنکھون سی آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جانے مین پھر نہین لوٹینگے - اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا - بے شک
یہ حکم اونکا بہت درست نکلا جس کا پھل آخر کار بادشاہ نے پا لیا - صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہی کہ بادشاہ پھر بلالین شہر کے آس پاس رہی - کبھی سیدھی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبھی اولٹی طرف سے سیدھی طرف چلے آتے انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہر پناہ
خوب مضبوط کرلیا - اور جنگی تیاری استحکام کو پہنچا دی - جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب
یقین ہوگیا کہ یہ دونون گہیر میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط
ہو تک جھگڑا بڑہانے مین قصور نکرینگے - تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے -

ہو

مرات آفتاب نما میں بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا نکالنا چاہا تو اونہوں نے اس امر کو ناپسند کر کے رخصت کی درخواست کی کہ میں صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہوں وہان کا بندوبست کرونگا۔ جو بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنوں نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رخصت اونکی حویلی بہیجدیا۔ اونہوں نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر میں ٹہیرے رہی۔ بادشاہ نی تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برملا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سی کہ مبادا امرا تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجھکو لوٹ لین اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمٰعیل خان کے باغ میں تال کٹورہ اور مقام خضر آباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل جاٹ آجاے۔ وقایع راجپوتانہ میں مذکور ہی کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے شرقی فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگہ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار کہا سے کوچ کر کے فرید آباد میں ڈیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما میں لکہا ہی کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سی عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سی نکلکر جعفر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کرین اسلیئے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے سنہ ۱۱۶۶ ہجری میں عید الضحٰی کے دن مقام تکمود کے پاس گولیان لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین۔ اور شہاب الدین خان سے میر بخشی سے اسلیئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سی مکابرہ اور معارضہ کر کے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اوسکی حامی رہے اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تھا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ پہلے صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اور اب جاٹ کی پشت گرمی سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین جنگ

فرح بخش مین ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سی معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی تہی۔ منصب چہین لیا

گیا تہا - اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تہا - اب بادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ زمانی[1] اور صاحبہ محل کو سادات خان کے پاس جو موتی دروازے کی حویلی مین مقیم تہا بہیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی اور کہلا بہیجا کہ سابق کی بیجا بے توجہی جاوید خان کے اغوا سے تہی اور اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکالا جاے ملک و دولت تمہارا ہے جسطرح مناسب سمجہو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بہرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی - اور صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی - عنقریب تہا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جاتے صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بہت رشک پیدا ہوا اسمعیل خان ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے مزاج مین بہت رسائی تہی صفدر جنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بہیجکر ربط و اتحاد بڑہانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کردیا صفدر جنگ نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علحدہ کردین - وزیر ہم رہین - اور میر بخشی گری کا عہدہ تم لو - اگر ہم کوشش مین ناکامیاب رہے تو صوبہ اودہ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کہا کر قرآن شریف اور بخشی گری پاک کو ضامن کردیا - یہ راز سربستہ سوا اسمعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تہا کسیکو معلوم نتہا - سادات خان ذوالفقار جنگ کو بہی یہ یقین تہا کہ صفدر جنگ ضرور غالب آئینگے اس لئے اوسکی پاس چلے جانے کا ارادہ کیا - اور جس رات کو صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[2] کی خواب مین منت قیام

---

[1] سیرالمتاخرین مین ہی کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تہی اور محمد شاہ کی عقد نکاح مین تہی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تہی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تہین محمد شاہ کی یہ دونون بیوہان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئی تہین اور مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام اودہم بائی تہا - احمد شاہ نی اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پہر تہوڑی دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحبۃ الزمانی خطاب دیا

[2] آثارالصنادید مین لکہا ہی کہ دہلی مین شاہ مردان ایک مکان ہی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس جگہ پر ایک پتہر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہی اور اوس نشان کو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اسوجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین ۱۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو تو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے
بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکے ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت ہو تا کہ اس بار
کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب سعادت خان
کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تہا حویلی موری دروازہ سی مع متعلقین کے سوار ہو کر
حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنی ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان
کے سوار ہو کر سعادت خان کے پاس گئے۔ اور اوس سے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطرداری
کے ساتھ ٹھیرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خانکی بدنیتی اور
صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین
خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے ان کامون کا کارپرداز بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا
حکم اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خانکو خلعت وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام
الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت و جیہہ تیرہ
برس کا تہا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تہا[۱] اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا اور خود
وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کئے۔ لیکن وقایع راجپوتانہ
مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ کا ارادہ تہا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور
تورانیون کو سزا دے۔ لیکن سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو
اپنی طرف کرکے اوسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے
نبیرہ کام بخش بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھکر اوسکی طرف سی
لڑائی شروع کی۔ ۲ رجب ۱۱۶۶ ہجری سی لڑائی شروع ہو گئی۔ صفدر جنگ کے ساتھ
پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ نے
ساکنان شاہ جہان آباد پر کچھ تو رحم کے خیال سی اور کچھ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ
کم ہے خزانہ خالی ہی خود بخود مجھ سی التماس کرکے اطاعت کرینگے اول مین صرف دہمکانا
اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہ جہان آباد پر دہاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تہے
کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تہا۔ اور

---

۱ دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ نجابت خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا نے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی۔ اور
باہر سے فوجین طلب کین ادہر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جاٹ پندرہ
ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تھا۔ اور فرخ آباد مین مقیم تھا۔ صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان
روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ ہماری اعانت کرین۔ چونکہ معاملہ ٹیلیا کے وقت یہ عہد و پیمان
دونون مین مستحکم ہو چکا تھا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب
چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوئے۔ جب مقام
تابر مین پہنچے تو میر مناقب۔ اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان
حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جسکا مضمون یہ تھا کہ صفدر جنگ ہمسے نافرمان ہو گیا ہے
گستاخیان کرتا ہے۔ تمکو چاہیے کہ ہماری پاس فوج لیکر آ جاؤ۔ اس حسن خدمت کے صلے مین
تمپر حضور کی عنایات مبذول ہوگی۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب یہین ٹہر گئے۔ اور ایلچی
سفیر ونسے کہا کہ مجھہ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقض عہد مجھہ سے نہین ہوسکتا
اور اسی مضمون کی عرضی لکھہ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی۔ اور جواب کے انتظار مین یہین
ٹہیرے رہے تھوڑی دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس
حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام
مین مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اوسکے دیکھتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا۔
اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا۔ اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر کہلا بھیجا
گل رحمت مین لکھا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان بخاطی لائے تھے در پے اسکے ہوئے کہ کچھ جمعیت
یہانسے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہ جہان آباد کو بھیجا جائے جب یہ دیکھا کہ حافظ رحمت خان
اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہین تو اونکی رسالہ دارون و جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا
شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شائستہ جماعت
اونکے ساتھ ہو جائے نجیب خان ولد اصالت خان ولد عنایت خان ولد صید خان ولد
جہان خان ولد نظیر خان جنکی اولاد نظر خیل کہلاتی ہے ولد اسمٰعیل خان ولد عمر خان جنکی نسل کو عمر خیل[۱]

[۱] انہین کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہین اور نواب کلب علیخان والی رامپور نے اونکو اپنی ایک
کتاب مین یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان مین یوسف زئی اونکے
نام کے ساتھ مندرج تھا۔ اسی کو دیکھ کر نواب نے بھی یوسف زئی لکھہ دیا ہے ۱۲

کہتے ہین - وہ دوندی خان کے داماد تہے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیرکوٹ دھام پور و جہالو و بجنور
واقع این رود دریاے گنگ اونسی متعلق تہا اونہون نے جانیکا قرار کرلیا اور بہت سا روپیہ
سفیرون سے لیکر مفلس و رطماع سپاہیون کو دیگر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ
صاحب کے بغیر حکم دہلی کو روانہ ہوگئے - تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے
گہوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت و جماعت کا پاس
اور خلیفہ وقت کی رعایت و رفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہو وہ جاوے
اس اعلان سے وہ روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکہتے تہے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے
اور جو روہیلا صفدر جنگ کی دوستی کا خیال رکہتے تہے وہ بہی خلاف مذہب ہونے کی وجہ سے
اپنے مقام کو لوٹ گئے - علاوہ ان روہیلون کے بادشاہ کی کمک کے لئے اور بہی لوگ جو باہر کے
تہے دہلی مین جلال الدین خان اونکے ساتھ سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جتا
گوجر اور میواتی اور سردار زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد یوسف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ
حضور معلی مین آپہنچے - آشوب قیامت دہلی کے نواح مین برپا تہا - بادشاہی افسرون نے نوبت کا
مخالفین کو شہر مین گہسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تہے اپنی جان و مال کی
حفاظت کیغرض سے اور سپاہ تورانی بپاس مذہب اور ہمقومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بہاگ آکر
بادشاہی لشکر مین شریک ہوگئے - اور عماد الملک نے سب کو انعام و اکرام سے مالامال کیا - سعادت خان
برہان الملک نے ایک رسالہ بہرتی کیا تہا - اور اوس کا نام داغ سین تہا - کیونکہ یہ حرف سعادت خان
کے نام کے شروع مین ہے - صفدر جنگ نے بہی یہ رسالہ اوسی نام سے تیمناً بحال کیا تہا
غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گہوڑا داغ سین رکہتا ہو
ہمارے پاس نوکری کو آئیگا - تو سو روپیہ مدد خرچ کے اور تنخواہ ماہوار شاہی پائیگا - سیر
المتاخرین مین اسی طرح لکہا ہے - اور مرآت آفتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار
انعام کی شرح معین کی تہی اور رسالہ سین داغ اوس کا نام رکہا تہا - اور اس رسالے کو عاقبت
محمود خان کشمیری کے سپرد کردیا - یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک
سے جاملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی جاکر نوکر شاہی ہوے - اور ایک دوسری
صورت کشمیری اور پنجابیون کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ
رافضی ہے - خلیفہ زمانہ سے سرکش ہوا ہے - اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے -

اس صدا سے ہزارون سنی جمع ہو گئے جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے
بلکہ مار ڈالتے۔ فریقین کے تعصبے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے جلے کٹے ہو گئے۔ چنانچہ
سنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور ما بہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار
اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے
اونکی کمک سے دست کش ہو گئے۔ اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے۔ ایکدن
بان قلعہ مین پہنچا لوگون نے اوڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے۔ اس وجہ سے اوسکی
حویلی لٹوا دی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لاکر قلعہ کے
اندر کچہری خانسامانی مین قید کر دیا۔ اور اسمٰعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات
بھی غارت کر دئے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے
کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا۔ اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ
صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اسطرح برستی تھین کہ کبھی اور جہر
کا میدان معرکہ مین اوترنا مشکل تہا۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے
تھے۔ صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف مورچہ مقرر کیا ہے اسلئے
ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے عجیب ہنگامہ تہا کہ شہر پناہ کے باہر
جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اسوجہ سے
مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا۔ محمد اسحاق خان کا گھر جسدن لٹا تھا تو اوس کے ساتھ ایک عالم
پائمال ہو گیا تہا اسلئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر
وزیر کے ساتھ ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اسلئے اپنے عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا اسیطرح
خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ
کے باہر تھا۔ وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکہین پس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت
آدمی یہان جمع ہو گئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تہے یہان بھی دست درازی کی وہان
جسقدر مال لٹ گیا اس قضیئے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازے کی طرف
جسکو دار الامان جانتے تھے جا کر جمع ہوے لوگ نہایت مضطرب تھے۔ اور اونکی کہین پناہ سوا
خدا کے نہ تھی۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر مین آیا اور
غرہ شعبان سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو داخل خجستہ ہوا۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو پائے نام و ننگ

اسماعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تھا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تھا بھی برج شہر پناہ مین کہ قمرالدین خان کی حویلی کے متصل تھا اور اوس مین سپاہ بادشاہ کا مورچہ تھا نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اوسمین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم نہوئی مگر بہت سی آدمی ہلاک ہوئے عمادالملک کے نوکر اور سنگتراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوئے۔ اور نیلے برج کی چھتری بھی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تھی بہت ٹوٹ گئی جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تھا کہ اوس کو غلبہ حاصل ہو عمادالملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔ مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسماعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہیت کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت بلائے ناگہانی کی مثل برستے تھے اور اسماعیل خان کے پسپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بختاور خان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا۔[ل] وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریائے جمنا کے قریب ریگ مین مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندرگر گوسائین اور اسماعیل خان نے کچھ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پرانی دلی سے لڑائی پر چڑھے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال دروازے تک پہنچکر لاکھون روپیے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکھ کر فوج کو لڑائی پر آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے مارے گئے۔ چار گھڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تھوڑی دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

[ل] دیکھو مرآت آفتاب نما ١٢

روہیلی بخشی میر بخشی وغیرہ بھی اودہر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے۔ اس لڑائی مین راجہ اندر گر گوشائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین بقاء اللہ خان اور علی قلی خان کی رفاقت کی تھی بڑی جرأت دکھائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ مین گولہ ڈالتا تھا اور اکثرون کو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لوگون کو سحر وجادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ و تفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کھا کر مارا گیا تو عام کا مظنہ جادو باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی لاعلاج موقوف رہی نواب وزیر نے امراؤگر گوشائین چیلہ اندر گر کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ رودہ جبکہ اس فن سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہوسکی تو تبدیل مقام کرکے تو شیخ لیشہ مین پڑگیا اور خضر آباد اور ... افشانی شروع کردی اور شاہی فوج نے اونکے مقابلے مین جرالی گڑھی مین مقام کیا لڑائی ہوئی غازی الدین خان دکھنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلے کے واسطے گئے طرفین کے بہادرون نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورجمل نے دشمنون کو قلعہ تغلق آباد مین پایا فوج شاہی مظفر ہوئی سارہ دون گوجر اور گھمنڈی براہت نے دہلی دروازہ تک اونکا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوئے تو اونہون نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام مین ہے۔ شہرپناہ کی آڑ ہے اسلئے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاکر غنیم کو میدان مین لائین یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹے اوسیقدر ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑھے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے چوراہی گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدر پور مین کہ دہلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا صفدر جنگ کی اور رفقات کی فوج نے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب نہوئی کہ پیچھے سے گھومکر عماد الملک کے مورچون کو گھیرے۔ کیونکہ اونہون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تھا اسی عرصہ مین سید جمیل الدین پانچہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک کا حقیقی ماموں[1] اور خسر تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا سو وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ

؎۱ مرأت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالو تھا اور غلطی تھی اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے۔

لڑائی کی پھر ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس مین بھی بہت کشت و خون ہوا مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا صفدر جنگ کا اپنی صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کامل گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجرائے شقہ بادشاہ، مادھو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپور اور ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادھو سنگھ و سہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا۔ اوس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جنکو غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تہا تو پریشان ہوئے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور الہ آباد اونکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادھو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہوگئی اور صفدر جنگ محرم ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اونکے پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوگئی بندابن متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے ؎

شکر اللہ کہ حاث و صفدر جنگ ✣ صلح کردند با وزیر و شاہ

ہاتف غیب سال تاریخش ✣ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودہ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے تہدی[1] گہاٹ پر مقیم ہوئے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے کے سامان کی درستی مین مصروف ہوئے۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت ہوا

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور وہان ٹہیرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اونکا ظاہر نہوا ایکدن

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین نام گہاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیرآباد کی لکھواکر مہر و صاد سے
درست کر کے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا اور اوس فرد کو چاک
کر ڈالا اور وہان سے کوچ کر کے اکبرآباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطر داری کی تھوڑے
دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین
دفن ہوا ۱

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ
اور کئی شقے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر
جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا
یہانتک کہ پنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہو گیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس
کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ ۲ اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع
نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور اون لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین
کہ دانے کے صدمے سے ۱۷۔ ذی الحجہ ۱۱۶۶ ہجری کو مقام پاپڑ گھاٹ مین قریب سلطانپور کے
کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد انکی
استخوان مرزا نجو کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوئے۔
جیسا کہ تبصرۃ التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تھوڑے دنون کے بعد
دہلی لے گئے۔ اور متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان کے دفن کیا اور اوس پر مقبرہ بنایا۔ اس
مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ اس
عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور
جا بجا سنگ مرمر کی دھارین اور جو کے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر
اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ بڑا سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک تہ خانہ
ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھچی ہوئی ہے۔ اور

۱ دیکھو فرح بخش ۱۲ ۲ مفتاح التواریخ مین یون ہی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اوس کا نام پرگہاٹ
بلا مقیم سونا لکھا ہے اوسی کی یہ تصحیف ہوگی ۱۲

آراستہ ہی اور چاروں طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین۔ باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہی اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہی مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہی۔

جو آن صفدر عرصۂ مردمی ✤ ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ✤ کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین۔ دیکہئے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا۔ یہ کلمات کہکر دونون آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہی کہ عماد الملک نے جب انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اونکی والدہ کے قید کردیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا کہ دستیکہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم با بروے ما رسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشیدند۔ صفدر جنگ بہت اولو العزم عالی حوصلہ صاحب غیرت اور اہل ذات مجمع سخاوت و کرم تھے۔ سیر المتاخرین کا مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہی۔ مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہی کہ وہ پوری پوری جرأت و عقل نہین رکہتے تھے۔ اور آردن صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہی اور تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے۔ اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کرجاتے اور جہانتک دہوکے اور دغا سے کام نکلتا تہا جرأت و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے۔ اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے۔ اور عماد السعادت مین مذکور ہی کہتے ہین کہ صفدر جنگ جب کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے علاوہ سے پچاس اشرفیان عطا کرتے۔ اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا۔ اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غور سے دیکھتے تو اوسکی تنخواہ مین دس روپئے اضافہ کردیتے۔ اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے۔ انکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تھے۔ لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا دہرملان پاکر اونکا سا لباس پہنکر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نہ پاتا تھا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تھا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی پٹھونپر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تھا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اونہون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا مین اون لوگون نے کہا کہ ۵۰ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین تو ہم نواب کے شریک ہون جبکہ اسماعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۷ لاکھ روپیہ بھیجدیا کہ یہ سواے تنخواہ کے ہے۔ اونہون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دسترخوان نہایت پرتکلف کھانون سے ایسا وسیع چنا جاتا تھا کہ اوسوقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دھوم دھام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرا نے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین جھتے مین جو لکھو[1] کہلاتا تھا اور ساباط کا بانی اوس جھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا روکدیا مرزا عظیماے اصفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑھو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

قد حمیدہ ستارہ گریبرام شد ۔ این آب رفتہ رفتہ ز بالای پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوے پانچہزار روپئے اور ایک ترکی گھوڑا ساز مکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بہت مصائب مین مبتلا ہوجانا

[1] تاریخ مظفری مین اتفاقاً کنارۂ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط لکھو کہ آبشار ہمراز بالاے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد جھتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہ جہان آباد مین ایک جھتہ تھا جو لکھو کے نام سے مشہور رہا اور جھتہ ایسی راستے ہی کہ جسمین حوض کا ہوا ہو ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا طفیل ہے
چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکھا ہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہوجانے کا
بیان ہی ازان وقت رسم آمد مرہٹہ در ین ملک جاری شد وعالمی از شومی قدم او بباد رفت صفدر
جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ہجری مین مدد دینے کے صلہ مین مرہٹون
کو سرحد کول و جالیسر و اٹاوہ و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کردیا تھا
مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو نشتر بہد کا منتہی ہے اپنا ہاتھ پہنچایا اور دس برس تک
ایسی سخت گیری وجزرسی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانو نپر بیحد مصائب گذرین۔ اگر
گنگا وجمنا کا پانی روشنائی بن جاے توبھی) اون مصائب کا ایک شمہ تحریر ہوسکے گا نون اور
ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام سے وقتاً فوقتاً دی گئی تہین اور اونکی معاش
اوسی مین منحصر تھی یک لحت ضبط کرلین اون لوگون کی نوبت بہیک تک پہنچ گئی۔ اور برہمن فقرا
اسلام کو اوس کا دینا بھی پاپ سمجھتے تہے۔ اگر کوئی پیٹ پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین
نوکری تلاش کرتا۔ تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو بہت
کم دیتے تہے۔ خاصکر مسلمانون کو تو نوکری نہین رکھتے تہے۔ اور اگر رکھتے بھی تہے تو سپاہیونکے
زمرے مین۔ اقتدار کسی کا نہین دیتے تھے[۱]

عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین
باتمکین پر مخفی نہ ہی کہ الحمد دنون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ جہپکر تمام ہوگیا۔ ارباب تحقیق
کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہوجائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت
اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکھی گئی۔ اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین
اقتباس ہی اون مین سے اکثر نظرون سی کم گذری ہونگی۔ اس کتاب کے مصنف ہماری کرمفرما
اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکہنڈ ابن مولوی
محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

---

[۱] دیکہو خزانہ عامرہ مولفہ سید مولوی غلام علی آزاد ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہارانا ہائی اسکول
ادیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - انکی مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے
اس کتاب کی توثیق کے لیے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸
کتابون کے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو
ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی ہین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع
کتاب لکھی ہے جو چھپکر جلد شایع ہونیوالی ہے - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ پر
اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور فرہنگ کے لگا دیا ہے - جس سے فقہا کو نہایت
سہولت ہو جائیگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی
عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب
نہین لکھی گئی ہے اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو انہون نے فوراً اوس سال کی فہرست
مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا تھا لاکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کر سکے
اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کر چکے ہین جو ہمارے
مطبع مین تاریخ ۱۹۰۵ کے بعد چھپکر شایع ہوگی -

علمی دولت

دفتر نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد طلب کیجئے

محصول علیحدہ

گنج شائیگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتوں ریاستوں وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکون کی دونوں رخونکی اصلی تصویر۔ حال۔ وزن۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکونکی دیکھنی ہے عہ

مخزن الفوائد۔ دنیا بھر کے اوزان۔ ناپ تول شروع زمانہ سے اسوقت تک کی عجیب و غریب مفید باتیں حقیقت میں دریا کوزہ میں بند ہے۔ حصہ دوم میں صدہا صنعتی نسخے اور بیحد مفید و کارآمد سینہ در سینہ کی ترکیب ہیں فی حصہ (عہ ر)

تاج و نشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتوں اور ریاستوں وغیرہ کے تاج و نشان تمغہ جات وغیرہ۔ جھنڈے۔ مانوگرام وغیرہ کی اصلی تصویر سمیت معہ اونکی رنگتوں کے دکھائی ہی عہ ر

دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ۔ خود۔ شملہ۔ دکھنی پگڑیاں۔ پارسیوں کی متفرق ٹوپیاں۔ انگریزی مردوں۔ لڑکوں لڑکیوں۔ اور لیڈیونکی مختلف اوقات کی ٹوپیاں۔ تماشہ والوںکی ٹوپیاں ان سب کے حالات و تصویریں۔ ۸ ر

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی ہر کے عدد سے دو ہزار تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث۔ نام وغیرہ کئی لاکھ موزون ہر قسم کے تاریخی مادے درج ہیں ۸ ر

کنز الطغرا معروف بہ نقش حیرت۔ قدیم و جدید ہر قسم کے تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ پر تقطیع کلاں ۱۲ ر

تذکرۃ السلوک فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے کئی تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہی عہ

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری۔ کرامات اور حالات حسب و نسب۔ مناقب صحیحہ۔ خوارق عادت وغیرہ ۱۲

شرح چہل کاف عمل چہل کاف کی مفصل اردو شرح ۲ ر

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنجمرادآبادی قدس سرہ کی سوانحعمری۔ حالات و کرامات و اوراد وغیرہ ۴ ر

افسون مہذب پارسی کا ناول وفاداری عفت عصمت ہمت کا سبق آموز۔ بی بی اور بچونکے پڑھنے کے قابل [illegible] کا ایک سچا افسانہ عہ

چاک گریبان رینالڈ کی بہترین تصانیف دنیا [illegible] ناولوں کی جان۔ ولایت کی سینہ والی مزدوری پیشہ فرقہ کی داستان حسن و عشق کا بیان عہ

ملکہ بانی محمود اور ایک پارسی مس کے عشق کا سچا افسانہ دلکش عبارت قابل دید ۸ ر

خزانہ گلزار معروف بہ سلمان و فرزانہ ۸ ر

علمی ثمرہ - عورتونکی جہالت کی بولتی ہوئی تصویر ۴ر

تشکیل لزلی کی مسین لب لی ترجمہ انگریزی ۴ر

سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ و مہاراجہ مدار المہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات و سلطنت دکن کے ناموروں کی سوانحات ۴ر

تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انکی ابتدا اور آیمہ و سلاطین کا مفصل حال ہیں کی مستند و معتبر تاریخوں سے جو آجتک مستور رہی تہین۔ ۴ر

دکھی کی پکار اردو بھاکا مناجات مصنفہ مضطر ۱ر

الیس باقی ہوس مصنفہ مضطر خیرآبادی ۲ر

دار السلام رباعیات و سلام مجالس عشرہ مین پڑہنے کے قابل مصنفہ ذکا مرحوم ۳ر

نیاز نامہ حضرت عباس ۱ر

عجائبات عالم موسومہ یادگار علوی۔ واقفیت اور تجربہ سکہلانے والے دلچسپ مضامین معہ نظم ۸ر

تائید الاسلام ۳ نمبر رد نیچرین ۲ر

فیصلہ وقف بغیہ منفصلہ عدالت ۲ر

نگارخانہ مدمتو مصنوعہ مللاع کی مفصل ۳ر

جانشان گورمنٹ اسکول مراد آباد کے دو طالبعلموں کا سچا قصہ معہ نقشہ اور اصلی خطوط ۲ر

قدر الاقتباس مختلف نامی شعرای سلف و حال کے کلام کا دلچسپ انتخاب۔ ۲ر

لیکچر سوشیل لائف پر۔ جو منشی ایس ابن علی نے ہندو انسٹیٹیوٹ مین دیا۔ ۱ر

اسلامی تحفہ اہل حضرات کے دیکھنے کے قابل ۲ر

حرمت غراب الدیار - فتوا کوا حرام ۲ر

قاطع البدعات فی امور الاموات معہ ملحقات الخفیات ۴ر

استفتا معہ جواب و جواز مولود شریف ۲ر

بزرگان دین کا فوٹو جسمین ۴۶ تصویرین ہین اور ہر ایک کے نیچے نام لکہا ہوا ہی قابل دید ۸ر

اخبار نیر اعظم مراد آباد

۴۳ سال سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکہنڈ مین سب سے پرانا اخبار ہی - ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے - آزاد خیال پولیٹکل جماعت اور ملک والونکی ضروریات کو پورا کرنے والا گورنمنٹ کا خیرخواہ رعایا کا سچا ہمدرد - جہوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک - قیمت ارزان نمونہ درخواست کرنے پر مفت

المشتہر
منیجر نیر اعظم مراد آباد

اطلاع

چونکہ اس کتاب نیر الحقیقہ تین جلد و ملحق تالیف و تصنیف مولف نے مطبع مطلع العلوم مراد آباد کو دیدیا ہے اسواسطے تمام حقوق اسکے محفوظ ہین - لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت راقم قصد طبع نفرماوین ورنہ بامعوض نفع نقصان اوٹہاو ینگے

المشتہر
ایس ابن علی مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد